پہلا جلد 4
پہلی فصل: تقلید 4
سبق1: تقلید (1) 4
سبق2: تقلید (2) 6
سبق3: تقلید (3) 8
سبق 4: ولایت فقیہ اور رہبری 11
دوسری فصل: طہارت 13
سبق 5: پانی 14
سبق6: تخلی 18
سبق 7: نجاسات (1) 20
سبق 8: نجاسات (2) 23
سبق 9: نجاسات (3) 25
سبق 10: مطہرات (1) 27
سبق 11: مطہرات (2) 29
سبق 12: مطہرات (3) 31
سبق 13: وضو (1) 33
سبق 14: وضو (2) 36
سبق 15: وضو (3) 38
سبق 16: وضو (4) 40
سبق 17: وضو کے اہداف 42
سبق 18: غسل (1) 45
سبق 19: غسل (2) 47
سبق 20: غسل (3) 49
سبق 21: غسل (4) 51
سبق 22: مردوں کے احکام (1) 53
سبق 23: میت کے احکام (2) 55
سبق 24: میت کے احکام (3) 57
سبق 25: تیمم (1) 60
سبق 26: تیمم (2) 62
تیسری فصل: نماز 65
سبق 27: نمازوں کی اقسام 66
سبق 29: نماز پڑھنے والے کا لباس (2) 68
سبق 30: نماز پڑھنے والے کی جگہ (1) 69
سبق 31: نماز پڑھنے والے کی جگہ (2) 71
سبق 32: مسجد کے احکام (1) 73
سبق 33: مسجد کے احکام (2) 75
سبق 34: قبلہ 77
سبق 35: یومیہ نمازیں (1) 78
سبق 36: یومیہ نمازیں (2) 80

سبق 37: یومیہ نمازیں (3) 82
سبق 38: یومیہ نمازیں (4) 83
سبق 39: یومیہ نمازیں (5) 85
سبق 40: یومیہ نمازیں (6) 88
سبق 41: یومیہ نمازیں (7) 90
سبق 42: یومیہ نمازیں (8) 93
سبق 43: یومیہ نمازیں (9) 96
سبق 44: یومیہ نمازیں (10) 100
سبق 45: یومیہ نمازیں (11) 103
سبق 46: یومیہ نمازیں (12) 105
سبق 47: یومیہ نمازیں (13) 107
سبق 48: یومیہ نمازیں (14) 110
سبق 49: یومیہ نمازیں (15) 113
سبق 50: یومیہ نمازیں (16) 116
سبق 51: یومیہ نمازیں (17) 119
سبق 52: یومیہ نمازیں (18) 124
سبق 53: یومیہ نمازیں (19) 126
سبق 54: یومیہ نمازیں (20) 129
سبق 55: نماز آیاتـ عید فطر اور عید قربان کی نماز 131
سبق 56: نماز جماعت (1) 134
سبق 57: نماز جماعت (2) 136
چوتھی فصل: روزہ 140
سبق 58: روزہ (1) 140
سبق 59: روزہ (2) 143
سبق 60: روزہ (3) 145
سبق 61: روزہ (4) 148
سبق 62: روزہ (5) 151
سبق 63: روزہ (6) 154
سبق 64: روزہ (7) 157
سبق65: روزہ (8) 160
پانچویں فصل: خمس 162
سبق 66: خمس 162
سبق 67: آمدنی کا خمس(1) 164
سبق 68: آمدنی کا خمس (2) 168
سبق 69: آمدنی کا خمس(3) 171
سبق 70: درآمد کا خمس (4) 174
سبق 71: آمدنی کا خمس(5) 176
سبق 72: آمدنی کا خمس (6) 178
سبق 73: معدن کا خمسـ خزانہ 180

چھٹی فصل: انفال 184
سبق 74: انفال 184
ساتھویں فصل: جہاد 186
سبق 75: جہاد 186
آٹھویں فصل: امر بالمعروف اور نہی از منکر 188
سبق 76: امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے معنی 188
سبق 77: امر بالمعروف اور نہی عن المنکر (2) 191

سبق1: تقلید (1)

مقدمہ: احکام کی شناخت کے طریقے

تقلید کے بغیر اعمال

1۔ مقدمہ

مکلف کو چاہئے کہ روزمرہ شرعی احکام کی انجام دہی جن مسائل کو جاننے سے وابستہ ہیں، ان کو یاد کرے مثلا نماز، روزہ اور طہارت اور بعض معاملات کے اصلی مسائل اور اگر ان کو نہ سیکھنے کی وجہ سے کوئی واجب ترک ہوجائے یا حرام کا ارتکاب کرے تو گناہ گار ہوگا۔

توجہ

مکلف اس شخص کو کہاجاتا ہے جس میں تکلیف کی شرائط موجود ہوں

تکلیف کی شرائط

1۔ بلوغ

2۔ عقل

3۔ قدرت

بلوغ کی علامت ان میں سے ایک ہے ؛

1۔ پیٹ کے نیچے اور شرمگاہ کے اوپر سخت بالوں کا اگنا

2۔ احتلام (منی کا نکلنا)

3۔ لڑکوں کے لئے 15 قمری سال اور لڑکیوں کے لئے 9 قمری سال پورا ہونا

کسی شخص میں جب تک بلوغ کی علامتوں میں سے کوئی ایک علامت ثابت نہ ہو شرعی لحاظ سے اس کے بالغ ہونے کا حکم نہیں لگایا جائے گا اور شرعی احکام کی نسبت وہ مکلف نہیں ہے۔

چنانچہ ہم نے کہا کہ بلوغ کی عمر کا معیار قمری سال ہے اور اس صورت میں جب شمسی سال کے مطابق تاریخ پیدائش معلوم ہو تو قمری اور شمسی سال کے درمیان اختلاف کو حساب کرکے قمری سال کے مطابق (عمر کا) اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ (ہر قمری سال شمسی سال سے 10 دن 21 گھنٹے اور 17 سیکنڈ کم ہوتا ہے)

2۔ احکام کی شناخت کے طریقے

دین کے احکام کی شناخت اور ان پر عمل کرنے کے لئے مکلف کے پاس تین راستے ہیں ؛

1۔ اجتہاد
2۔ احتیاط
3۔ تقلید

1۔ اجتہاد

اجتہاد شرعی احکام اور الہی قوانین کو فقہاء اسلام کے نزدیک مقرر اور ثابت شدہ معتبر منابع اور مدارک سے استنباط کرنے کو کہتے ہیں۔

2۔ احتیاط

احتیاط اس طرح عمل کرنے کو کہتے ہیں جس سے اپنے شرعی وظیفے کو انجام دینے پر مطمئن ہوجائے مثلا بعض مجتہدین کسی کام کو حرام قرار دیں اور بعض حرام قرار نہ دیں تو اس کو انجام نہ دے اور جس کام کو بعض واجب سمجھتے ہیں اور بعض واجب نہیں سمجھتے ہیں اس کو انجام دے۔

3۔ تقلید

تقلید، دین کے احکام میں جامع الشرائط مجتہد کی طرف رجوع کرنے کو کہتے ہیں دوسرے الفاظ میں مجتہد کے فتوی اور تشخیص کے مطابق شرعی اعمال کو بجالانے کو تقلید کہتے ہیں۔

توجہ

تقلید پر ادلہ لفظی (قرآن اور سنت سے دلیل) ہونے کے علاوہ عقل بھی حکم کرتی ہے کہ دین کے احکام سے ناواقف شخص کو جامع الشرائط مجتہد کی طرف رجوع کرنا چاہئے

مکلف اگر دین کے احکام میں مجتہد نہیں ہے تو اس کو کسی مجتہد کی تقلید کرنا چاہئے یا احتیاط کے مطابق عمل کرنا چاہئے

چونکہ احتیاط پر عمل کرنے کے لئے احتیاط کے موارد اور طریقے کی شناخت کے ساتھ ساتھ زیادہ وقت گزارنے کی ضرورت ہے لہذا بہتر یہ ہے کہ مکلف دین کے احکام میں جامع الشرائط مجتہد کی تقلید کرے

تقلید اس شخص پر واجب ہے جس میں تین شرائط موجود ہوں ؛

1۔ مکلف ہو

2۔ مجتہد نہ ہو

3۔ محتاط (احتیاط پر عمل کرنے والا) نہ ہو

4۔ تقلید کے بغیر اعمال

جو لوگ تقلید نہیں کرتے ہیں یا صحیح طریقے سے تقلید نہیں کرتے ہیں ان کے اعمال اس صورت میں صحیح ہیں جب

1۔ احتیاط کے ساتھ موافق ہوں

2۔ یا اس مجتہد کی رائے کے مطابق ہوں جس کی تقلید کرنا گذشتہ زمانے میں ان کا وظیفہ تھا

3۔ یا اس مجتہد کی رائے کے مطابق ہوں جس کی تقلید کرنا آج ان کا وظیفہ ہو

تمرین

1۔ کیا وہ شخص جو اپنی ضرورت کے دینی احکام کو سیکھنے میں کوتاہی کرتا ہے ؛ گناہ گار ہے؟

2۔ بلوغ کی علامات کیا ہیں؟

3۔ احکام کی شناخت کے طریقے بیان کریں

4۔ احتیاط پر عمل کرنا بہتر ہے یا تقلید؟ کیوں؟

5۔ تقلید کے بغیر اعمال کا کیا حکم ہے؟

مرجع تقلید کی شرائط

5۔ مرجع تقلید کی شرائط

توجہ

اس مجتہد کی تقلید کرنا چاہئے جس میں درج ذیل شرائط موجود ہوں

1۔ بالغ ہو

2۔ عاقل ہو

3۔ شیعہ اثناعشری ہو

4۔ حلال زادہ ہو

5۔ احتیاط واجب کی بناپر زندہ ہو

6۔ عادل ہو

7۔ احتیاط واجب کی بناپر اعلم ہو

عادل ہو

1۔ عدالت ایک نفسانی حالت ہے جس کے باعث انسان ہمیشہ تقوی اختیار کرتا ہے اور واجبات کو ترک کرنے یا حرام کو انجام دینے سے مانع بن جاتی ہے۔

2۔ عادل وہ ہے جس کی پرہیزگاری اتنی زیادہ ہو کہ کبھی بھی عمدا گناہ (واجب کو ترک کرنا یا حرام کو انجام دینا) میں مرتکب نہیں ہوتا ہو۔

3۔ عدالت (کسی بھی طریقے سے) یقین یا اطمینان یا دو عادل افراد کی گواہی سے ثابت ہوجاتی ہے اسی طرح حسن ظاہری[1] بھی عدالت ثابت کرنے کے لئے کافی ہے اگرچہ اطمینان کا باعث نہ بنے۔

احتیاط واجب کی بناپر اعلم ہو

1۔ اعلم وہ ہے جو دوسرے مراجع کی نسبت احکام الہی کی شناخت میں زیادہ توانا ہو اور دلائل سے احکام شرعی کو اس طرح بہتر استنباط کرسکتا ہو کہ اہل فن کے نزدیک اس کے اور دوسروں کے درمیان فرق واضح ہو اسی طرح اپنے زمانے کے حالات کے بارے میں زیادہ آگاہ ہو اس طرح کہ احکام کے موضوعات کی تشخیص اور فقہی رائے کے اظہار میں موثر ہو۔

2۔ اعلم کی تقلید واجب ہونے کی دلیل عقلاء کی روش اور حکم عقل ہے۔

3۔ احتیاط واجب کی بناپر اعلم کی تقلید ان مسائل میں واجب ہے جن میں اعلم کا فتوی غیر اعلم سے اختلاف رکھتا ہو۔

4۔ اس صورت میں جب دو یا چند مجتہد علمی لحاظ سے مساوی ہوں یا معلوم نہ ہو کہ کون دوسروں سے اعلم ہے تو مکلف جس کی چاہے تقلید کرسکتا ہے لیکن اگر احتمال دے کہ ان میں سے کوئی ایک اعلم ہے تو احتیاط واجب کی بناپر اس کی تقلید کرنا چاہئے۔

مرجع تقلید کی شرائط کے بارے میں چند نکتے

اگر مکلف کو کسی مجتہد میں شرائط موجود ہونے کے بارے میں شک ہوجائے تو تحقیق کرنا چاہئے البتہ کسی مجتہد کو پہلے شرائط کے حامل سمجھتا تھا اور تقلید کرتا تھا اس کے بعد کسی شرط کے زائل ہونے کے بارے میں شک کرے تو جب تک اس کے برخلاف معلوم نہ ہو اس کی تقلید پر باقی رہ سکتا ہے۔

جامع الشرائط مجتہد کی تقلید صحیح ہونے کے لئے اس کے پاس مرجعیت یا توضیح المسائل ہونا شرط نہیں ہے لہذا گر مکلف کے لئے ثابت ہوجائے کہ کوئی مجتہد جس کے پاس مرجعیت کا عہدہ نہیں ہے اور توضیح المسائل بھی نہیں ہے (لیکن) جامع الشرائط ہے تو اس کی تقلید کرسکتا ہے۔

علمی قابلیت کے اعتبار سے مجتہد کی دو قسمیں ہیں ؛

1۔ وہ مجتہد جو فقہ کے تمام ابواب میں فتوی اور رائے دینے کی صلاحیت رکھتا ہو اس کو مجتہد مطلق کہتے ہیں۔

2۔ وہ مجتہد جو فقہ کے بعض ابواب مثلا نماز اور روزہ میں فتوی اور رائے دینے کی صلاحیت رکھتا ہو اس کو مجتہد متجزی کہتے ہیں۔

مجتہد متجزی کا فتوی اپنے لئے حجت ہے اور دوسرے بھی جس باب میں اس کو عبور اور مہارت حاصل ہے اس کی تقلید کرسکتے ہیں اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ مجتہد مطلق کی تقلید کریں۔

ماں باپ کی ذمہ داری ہے کہ اپنے تازہ بالغ ہونے والے بچوں کی ہدایت اور رہنمائی کریں جن پر مرجع تقلید انتخاب کرنا ضروری ہوچکا ہے اور تقلید کا مسئلہ سمجھنا دشوار ہونے کی بنا پر تقلید کے بارے میں اپنی شرعی ذمہ داریوں کو تشخیص نہیں دے سکتے ہیں۔

تمرین

1۔ مرجع تقلید کی شرائط کیا ہیں؟

2۔ عدالت کیا ہے اور عادل کون ہے؟

3۔ کیا مجتہد متجزی کا فتوی اپنے اور دوسروں کے لئے حجت ہے؟

4۔ اعلم کی کیوں تقلید کرنا چاہئے؟

5۔ جس مجتہد کی توضیح المسائل نہ ہو اس کی تقلید کرسکتے ہیں؟ کیوں؟

---

[1] حسن ظاہر یعنی جو لوگ اس شخص کے ساتھ رہتے ہیں، وہ اس کے کردار اور رفتار کو شرع کے مطابق سمجھیں اور اس سے کوئی گناہ نہ دیکھیں

سبق3: تقلید (3)

جامع الشرائط مجتہد کی شناخت کے طریقے۔ مجتہد کا فتوی حاصل کرنے کے طریقے۔ عدول کے احکام۔ تقلید کے مختلف مسائل

7۔ جامع الشرائط مجتہد کی شناخت کے طریقے

دو طریقوں سے جامع الشرائط مجتہد کی شناخت ہوسکتی ہے ؛

1۔ علم یا اطمینان حاصل ہونا، لوگوں کے درمیان عمومی شہرت سے حاصل ہوجائے یا ذاتی تجربے کی بنیاد پر (اس صورت میں کہ مکلف اہل خبرہ اور فقیہ شناس ہو) یا کسی بھی دوسرے طریقے سے

2۔ اہل خبرہ میں سے دو عادل افراد کی گواہی اور شہادت کے ذریعے اگرچہ اطمینان کا باعث نہ ہو

توجہ

اگر کسی مجتہد کی صلاحیت اور جامع الشرائط ہونے پر شرعی بینہ (دو عادل اور اہل خبرہ کی گواہی) قائم ہوجائے تو جب تک اس کے خلاف دوسرا شرعی بینہ موجود نہ ہو، شرعی لحاظ سے وہ بینہ حجت ہے اور اس کے مطابق عمل کرسکتے ہیں اور اس کے خلاف کوئی بینہ ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں تحقیق کرنا لازم نہیں ہے۔

8۔ مجتہد کا فتوی حاصل کرنے کے طریقے

شرعی مسائل کے بارے میں مجتہد کی رائے اور دستور کو کئی طریقوں سے حاصل کیا جاسکتا ہے ؛

1۔ خود مجتہد سے سنیں

2۔ ایک عادل یا موثق شخص خود مجتہد یا اس کے قابل اطمینان رسالے سے بیان کرے

3۔ مجتہد کے قابل اطمینان رسالے کی طرف رجوع کریں

توجہ

اگر کوئی کسی دوسرےشخص کو مجتہد کا فتوی بیان کرے چنانچہ اس مجتہد کا فتوی تبدیل ہوجائے تو اس کو بتانا لازم نہیں ہے[1] لیکن اگر مجتہد کا فتوی نقل کرنے میں غلطی کا شکار ہوجائے تو امکان ہونے کی صورت میں اس غلطی کا ازالہ کرنا چاہئے

غیر اعلم کی تقلید

درج ذیل صورتوں میں غیر اعلم کی تقلید (احتیاط واجب کی بناپر الاعلم فالاعلم کی ترتیب کی رعایت کرتے ہوئے) [2] جائز ہے ؛ 4

1۔ جن مسائل میں مجتہد اعلم نے احتیاط واجب اور مجتہد غیر اعلم نے صریح فتوی دیا ہو

2۔ جن مسائل میں غیر اعلم کا فتوی اعلم کے فتوی کا مخالف نہ ہو

3۔ جن مسائل میں اعلم کا فتوی احتیاط کے مخالف اور غیر اعلم کا فتوی احتیاط کے موافق ہو

4۔ جن مسائل کے بارے میں مجتہد اعلم کا فتوی موجود نہ ہو یا تحقیق کے باوجود اس کی رائے کا حصول ممکن نہ ہو اور غیر اعلم مجتہد نے اس مسئلے کا حکم بیان کیا ہو۔

تقلید میں تبعیض

1۔ اگر کوئی مجتہد فقہ کے کسی باب مثلا عبادات میں اعلم ہو اور دوسرا مجتہد کسی دوسرے باب مثلا معاملات میں اعلم ہو تو احتیاط واجب کی بناپر مکلف کو چاہئے کہ ہر باب میں شرعی احکام کے لئے اس مجتہد کی تقلید کرے جو اعلم ہو اوراس باب میں زیادہ مہارت رکھتا ہو۔ اس کو اصطلاح میں تقلید میں تبعیض کہتے ہیں۔

2۔ اگر دو مجتہد تمام شرعی احکام میں یکساں مہارت اور قابلیت رکھتے ہوں تو ان کی تقلید میں تبعیض کوئی اشکال نہیں رکھتی ہے لیکن اگر مکلف

کسی مسئلے میں ان میں سے کسی ایک کی تقلید کرے تو احتیاط واجب کی بناپر اس مسئلے میں دوسرے کی طرف عدول نہیں کرسکتا ہے۔

ایک مجتہد سے دوسرے کی طرف عدول

1۔ اس صورت میں جب دوسرا مجتہد پہلے مجتہد سے زیادہ اعلم ہو تو فتوی میں اختلاف کی صورت میں احتیاط کی بناپر دوسرے مجتہد کی طرف عدول کرنا واجب ہے۔

2۔ مجتہد اعلم کے فتوی پر عمل کرنا دشوار ہونا اس سے دوسرے مجتہد کی طرف عدول جائز ہونے کا سبب نہیں بنتا ہے۔

مردہ مجتہد کی تقلید

1۔ جب بھی مرجع تقلید دنیا سے انتقال کرے تو اس کے مقلدین اب بھی اس کی تقلید کرسکتے ہیں یعنی اس کے فتوی اور رسالے پر عمل کرسکتے ہیں اس کو اصطلاح میں مردہ مجتہد کی تقلید پر باقی رہنا کہتے ہیں۔

2۔ مردہ مجتہد، اعلم ہونے کی صورت میں بھی اس کی تقلید پر باقی رہنا واجب نہیں لیکن مناسب ہے کہ مردہ اعلم کی تقلید پر باقی رہنے میں احتیاط کو ترک نہ کیا جائے۔

3۔ مردہ مجتہد کی ابتدا میں تقلید کرنا یا اس کی تقلید پر باقی رہنا اور اس کے حدود (کی تشخیص) زندہ مجتہد کی تقلید کے مطابق ہونا چاہئے

4۔ جو لوگ جامع الشرائط مجتہد کی حیات میں نابالغ ہوں اور صحیح طریقے سے اس کی تقلید کی ہوں اس مجتہد کے انتقال کے بعد بھی اس کی تقلید پر باقی رہ سکتے ہیں۔

5۔ کوئی شخص کسی مجتہد کی تقلید کرتا تھا اس کے انتقال کے بعد بعض مسائل میں دوسرے مجتہد کی تقلید کی ہو اور وہ مجتہد بھی انتقال کرگیا ہو تو جن مسائل میں پہلے والے مجتہد سے عدول نہیں کیا ہے اب بھی گذشتہ کی طرح باقی رہ سکتا ہے جس طرح جن مسائل میں عدول کیا ہے دوسرے مجتہد کے فتوی پر باقی رہ سکتا ہے ا یا زندہ مجتہد کی طرف عدول کرسکتا ہے لیکن اگر تیسرا مجتہد (مردہ کی تقلید پر) باقی رہنے کو واجب قرار دے تو پہلے مجہتد پر باقی رہنا چاہئے۔

6۔ اگر مکلف اپنے مرجع تقلید کے انتقال کے بعد بعض یا تمام مسائل میں زندہ مجتہد کی تقلید کرے تو احتیاط واجب کی بناپر جن مسائل میں زندہ مجتہد کی تقلید کی ہے، دوبارہ مردہ مجتہد کی تقلید نہیں کرسکتا ہے۔

10۔ تقلید کے مختلف مسائل

1۔ حکم شرعی سے جاہل شخص کی دو قسمیں ہیں ؛

الف۔ جاہل قاصر: جو شخص اپنی جہالت کی طرف متوجہ نہ ہو یا متوجہ ہو لیکن اس کو برطرف کرنے کا کوئی راہ حل نہیں رکھتا ہو

ب۔ جاہل مقصر: جو اپنی جہالت کی طرف متوجہ ہو اور اس کو برطرف کرنے کا طریقہ بھی جانتا ہو لیکن جہالت کے خاتمے اور احکام کو سیکھنے میں کوتاہی کرتا ہو

2۔ فتوی وہ (شرعی حکم) ہے جس کو مجتہد نے قطع اور یقین کے ساتھ بیان کیا ہو اور مکلف پر اس پر عمل کرنا ضروری ہو

3۔ احتیاط واجب یہ ہے کہ مجتہد نے کسی مسئلے میں صریح فتوی نہ دیا ہو بلکہ احتیاط کے طور پر کسی فعل کو انجام دینےیا ترک کرنے کا حکم دیا ہو۔ اس مسئلے میں مکلف اپنے مرجع کے اسی احتیاط کے مطابق عمل کرسکتا ہے یا اس کے بعد والے اعلم کی طرف بھی رجوع کرسکتا ہے۔

4۔ احتیاط مستحب یہ ہے کہ مجتہد نے فتوی سے پہلے یا بعد میں احتیاط کا حکم دیا ہو[3] اور مکلف فتوی یا احتیاط مستحب کے مطابق عمل کرسکتا ہے اور اس مسئلے میں دوسرے مجتہد کے فتوی کے مطابق عمل نہیں کرسکتا ہے۔

تمرین

1۔ مجتہد کا فتوی حاصل کرنے طریقوں کو ذکر کریں

2۔ تقلید میں تبعیض کے کیا معنی ہیں اور اس کا کیا حکم ہے؟

3۔ کن صورتوں میں غیراعلم کی طرف عدول کرنا جائز ہے؟ وضاحت کریں۔

4۔ کس صورت میں عدول واجب ہے؟

5۔ جاہل کی کون کونسی اقسام ہیں؟

6۔ تقلید کی اقسام کی وضاحت کریں۔

---

[1] البتہ اگر جدید فتوی کے بارے میں نہ بتانا اس کا عمل باطل ہونے اور تکرار لازم ہونے کا باعث بنے تو اس کو آگاہ کرنا ضروری ہے

[2] یعنی اپنے مرجع تقلید کے بعد سب سے اعلم مرجع کی طرف رجوع کرے گا

[3] البتہ اگر فتوی ذکر کرنے کے بعد "احتیاط ترک نہ ہوجائے" کی عبارت لائے تو احتیاط واجب ہوگا

ولایت فقیہ اور رہبری۔ ولایت فقیہ کے معنی۔ ولایت فقیہ کی ضرورت۔ ولایت فقیہ کا دائرہ اختیار۔ مرجع تقلید اور ولی فقیہ کے درمیان نظریاتی اختلاف

1۔ ولایت فقیہ کا معنی

ولایت فقیہ یعنی عادل اور دین شناس فقیہ کی حکومت

توجہ

ہر دور اور زمانے میں اسلامی معاشرے کی قیادت اور ملت اسلامی کے اجتماعی امور کو کنٹرول کرنے میں ولایت فقیہ شیعہ اثناعشری مذہب کے ارکان میں شمار ہوتی ہے جس کا ریشہ امامت ہے۔ (اجوبہ الاستفتائات، ص61)

حضرت امام زمان علیہ السلام کی غیبت کے زمانے میں ولایت فقیہ پر عقیدہ نہ رکھنا اجتہاد کی بنیاد پر ہو یا تقلید کی بنیاد پر، ارتداد اور دین سے خارج ہونے کا باعث نہیں ہے۔ اور اگر کوئی استدلال اور دلیل کی بنیاد پر اس نتیجے پر پہنچا ہو کہ اس پر عقیدہ رکھنا واجب نہیں تو معذور ہے لیکن اختلافات کی ترویج اور مسلمانوں کے درمیان تفرقہ پھیلانا اس کے لئے جائز نہیں ہے۔

2۔ ولایت فقیہ کی ضرورت

چونکہ اسلام آخری آسمانی دین ہے اور قیامت تک برقرار رہے گا اور یہ دین حکومت اور معاشرتی امور کو کنٹرول کرنے والا دین ہے لہذا اسلامی معاشرے کے تمام طبقے ولی امر اور رہبر و حاکم کے محتاج ہیں تاکہ امت کو اسلام و مسلمین کے دشمنوں سے بچایا جاسکے اور اسلامی معاشرے کے نظام کی پاسداری کرتے ہوئے اس میں عدالت برقرار کرنے کے ساتھ ساتھ طاقتور کو کمزور پر ظلم و زیادتی کرنے سے روکا جاسکے اور اجتماعی، سیاسی اور ثقافتی پیشرفت و ترقی کے وسائل کو مہیا کیا جاسکے۔

توجہ

ولایت فقیہ ایک شرعی اور تعبدی حکم ہے جس کی عقل بھی تائید کرتی ہے۔

3۔ ولایت فقیہ کا دائرہ اختیار

1۔ ولی فقیہ کے ولائی احکام

تمام مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ ولی فقیہ کے ولائی احکام اور حکومتی دستورات کی اطاعت کرتے ہوئے اس کے امر و نہی کے سامنے سر تسلیم خم کریں۔ اس حکم میں فقہاء عظام بھی شامل ہیں چہ جائیکہ ان کے مقلدین۔

2۔ ولی فقیہ کے انتظامی احکام

ولی امر مسلمین کی طرف سے صادر ہونے والے انتظامی احکام اور تعیینات یا معزول کرنا اگر ایسے احکام ہنگامی اور وقتی طور پر صادر نہ ہوئے ہیں تو برقرار و نافذ ہوں گے مگر یہ کہ جدید ولی امر اس کو ختم کرنے میں مصلحت سمجھے اور ختم کردے۔

3۔ حدود کا اجراء

حدود (مثلا زنا اور چوری کے حد) کا اجراء غیبت کے دور میں بھی واجب ہے اور اس کی ولایت فقیہ امر مسلمین کے ساتھ مخصوص ہے۔

4۔ ولی فقیہ کے اختیارات کا امت کے دیگر افراد پر مقدم ہونا

اسلام اور مسلمانوں کے عمومی مصالح سے متعلق ولی فقیہ کے فیصلے اور اختیارات اگر عوام کے اختیار اور ارادے سے متصادم ہوں تو لوگوں کے اختیارات اور فیصلوں پر ولی فقیہ کے اختیارات اور فیصلے مقدم اور حاکم ہیں۔

5۔ گروہی سرگرمیوں کا کنٹرول

گروہی شکل میں ہونے والی سرگرمیاں اور فعالیتیں ولی امر مسلمین کے حکم کے تحت اور اس کی نگرانی میں ہونی چاہئے اور اسلام و مسلمین کی خدمت اور تعلیمات الہی کے نشر و اشاعت کے لئے ہونا چاہئے اسی طرح اسلامی معاشرے کی فکری ترقی اور مشکلات کے حل، مسلمانوں کے درمیان اتحاد و اخوت اور بھائی چارگی پھیلانے جیسے کاموں میں استعمال ہونا چاہئے۔

4۔ ولی فقیہ اور دوسرے مرجع تقلید کے درمیان نظریاتی اختلاف

جن موارد میں ولی فقیہ اور مرجع تقلید کے درمیان اختلاف ہے اگر یہ اختلاف مملکت کے انتظامی امور اور مسلمانوں کے عمومی مسائل سے مربوط ہو مثلا کفار و مستکبرین کے خلاف جنگ اور اسلام و مسلمین کا دفاع تو ولی امر مسلمین کے حکم کی اطاعت کرنا ضروری ہے اور اگر خالص ذاتی مسائل ہوں تو ہر مکلف کو اپنے مرجع تقلید کے فتوی پرعمل کرنا چاہئے۔

تمرین

1۔ ولایت فقیہ کے کیا معنی ہیں اور کیوں ضروری ہے؟

2۔ ولی فقیہ کے انتظامی احکام کی نسبت مسلمانوں کا شرعی وظیفہ کیا ہے؟ بیان کریں۔

3۔ متوفی رہبر کی جانب سے صادر ہونے والے انتظامی احکام زندہ رہبر کی اجازت کے بغیر جاری و نافذ ہوں گے؟

4۔ کیا غیبت کے زمانے میں مجتہد جامع الشرائط کو حدود جاری کرنے پر ولایت حاصل ہے؟

5۔ جن موارد میں ولی فقیہ اور مرجع تقلید کے درمیان اختلاف ہو، مکلف کا کیا وظیفہ ہے؟

دوسری فصل: طہارت

دین اسلام طہارت اور پاکیزگی کو بہت زیادہ اہمیت دیتا ہے۔ بعض اعمال اور شرعی وظائف اس صورت میں صحیح ہیں جب طہارت کے ساتھ انجام دیا جائے اور بعض چیزیں اسلام کے مقدس دین کی نظر میں ناپاک ہیں جن سے ہمیشہ یا مخصوص حالات میں اجتناب کرنا چاہئے۔ اسلامی فقہ میں پاکیزگی، صفائی اور طہارت کے علاوہ جوکہ ہمیشہ مطلوب ہیں، دھونے کا مخصوص طریقہ (وضو اور غسل) بھی ہے جس کو طہارت کہتے ہیں۔ یہ کبھی واجب اور کبھی مستحب ہے۔ طہارت اور پاک کرنے والی چیزوں کے احکام اور بدن، لباس اور دیگر اشیاء کو پاک کرنے کی کیفیت اور نجس و ناپاک اشیاء اور ان مسائل سے مربوط ہر چیز کو اس فصل (طہارت) میں بیان کیا جائے گا

سبق 5: پانی

پانی، پانی کی قسمیں، مضاف پانی، مطلق پانی، مطلق پانی کے احکام، پانی کے بارے میں شک کے احکام

1۔ پانی کی قسمیں

پانی

الف۔ مضاف

ب۔ مطلق 1۔ بارش کا پانی

مطلق 2۔ جاری پانی

3۔ کھڑا پانی: الف۔ کر - ب۔ قلیل

الف۔ مضاف پانی (گدلا اور نچوڑا ہوا پانی)

1۔ مضاف پانی کے معنی

مضاف پانی وہ ہے جس کو بغیر کسی قید اور نسبت کے پانی کہنا درست نہیں ،چاہے کسی چیز سے حاصل کیا گیا ہو مثلا تربوز یا گلاب وغیرہ کا پانی یا کسی چیز کے ساتھ اس طرح مخلوط ہو کہ پانی نہ کہا جاسکے مثلا شربت اور نمک کا پانی وغیرہ

2۔ مضاف پانی کے احکام

1۔ مضاف پانی نجس چیز کو پاک نہیں کرتا ہے (مطہرات میں سے نہیں ہے)

2۔ نجاست لگنے کی وجہ سے نجس ہوجاتا ہے (اگرچہ نجاست کم ہو اور پانی کی بو، رنگ یا ذائقہ تبدیل نہ ہوجائے اور اگرچہ مضاف پانی کی مقدار کر کے برابر ہو)

3۔ مضاف پانی سے وضو اور غسل باطل ہے۔

4۔ اگر نجس مضاف پانی اس طرح جاری یا کر پانی سے مخلوط ہوجائے کہ اس کو مضاف نہ کہا جائے تو پاک ہوتا ہے۔

5۔ پانی مضاف تھا چنانچہ انسان کو شک ہوجائے کہ مطلق ہوا ہے یا نہیں تو مضاف پانی کا حکم رکھتا ہے یعنی نجس چیز کو پاک نہیں کرتا ہے اور اس سے وضو اور غسل بھی باطل ہے۔

ب۔ مطلق پانی (خالص پانی)

1۔ مطلق پانی کے معنی

مطلق پانی وہ ہے جس کو بغیر کسی قید اور شرط کے پانی کہا جاسکتا ہو مثلا بارش کا پانی، چشمے کا پانی وغیرہ

2۔ مطلق پانی کی قسمیں

الف۔ آسمان سے برستا ہے (بارش)

ب۔ زمین سے نکلتا ہے (جاری)

ج۔ نہ آسمان سے برستا ہے اور نہ زمین سے نکلتا ہے (کھڑا پانی)

اس کی مقدار تقریبا 384 لیٹر ہے (کر)

اس مقدار سے کم ہے (قلیل)

توجہ

پانی یا آسمان سے برستا ہے یا زمین (زیرزمین ذخیرہ) سے نکلتا ہے۔ یا نہ آسمان سے برستا ہے اور نہ زمین سے نکلتا ہے۔

جو پانی آسمان سے برستا ہے اس کو بارش کا پانی کہتے ہیں اور جو زمین سے نکلتا ہے اس کو جاری پانی کہتے ہیں۔ جو پانی نہ زمین سے نکلتا ہے اور نہ آسمان سے برستا ہے اس کو راکد (یعنی کھڑا پانی) کہتے ہیں چنانچہ اس کی مقدار تقریبا 384 لیٹر ہو تو کر پانی اور اگر اس سے کم ہو تو قلیل پانی کہتے ہیں۔

مطلق پانی کے احکام

1۔ مطلق پانی نجس چیز کو ان شرائط کے ساتھ (جن کو بیان کیا جائے گا) پاک کرتا ہے (مطہرات میں سے ہے)

2۔ قلیل پانی کے علاوہ مطلق پانی جب تک نجاست لگنے سے اس کا رنگ، بو یا ذائقہ تبدیل نہ ہوجائے، پاک ہے۔

3۔ مطلق پانی سے وضو اور غسل صحیح ہے۔

4۔ دوسری چیزوں کی طرح پانی بھی نجس ہوجائے تو پانی کے ذریعے ہی پاک ہوگا اس طرح کہ اگر کر، جاری یا بارش کے پانی سے متصل ہوجائے اور مخلوط ہونے کی وجہ سے (نجاست کی وجہ سے آنے والی) تبدیلی ختم ہوجائے تو پاک ہوتا ہے لیکن جاری اور کر پانی سے متصل ہوجائے لیکن مخلوط نہ ہوجائے تو احتیاط کی بناپر نجاست کا حکم لگایا جائے گا۔

توجہ

مطلق پانی کے شرعی اثرات مرتب ہونے کے لئے عرف کی نظر میں مطلق کا عنوان لگنا کافی ہے بنابراین نمکیات کی موجودگی کے سبب پانی کا گاڑھا ہوجانا اس پر مطلق پانی کا عنوان لگنے میں مانع نہیں بنتا ہے مثلا ارومیہ جھیل کا پانی۔ اس سے نجس چیز کو دھویا جاسکتا ہے اور وضو اور غسل کرسکتے ہیں۔

4۔ مطلق پانی کی قسموں کے احکام

1۔ بارش کا پانی

1۔ اگر کسی نجس چیز جس پر نجاست نہ ہو،بارش برسے تو اس کو پاک کرتی ہے اور قالین اور لباس وغیرہ کو نچوڑنا لازم نہیں ہے لیکن ضروری ہے کہ بارش اتنی برسے کہ لوگ کہیں کہ بارش ہورہی ہے۔

2۔ اگر عین نجس پر بارش برسے اور دوسری جگہ (اس کا پانی) پہنچے چنانچہ عین نجاست ہمراہ نہ ہو اور نجاست کا رنگ، بو یا ذائقہ نہ ہو تو پاک ہے مثلا خون پر بارش برسے اور دوسری جگہ پہنچ جائے چنانچہ خون کے ذرات نہ ہوں یا خون کا رنگ، بو یا ذائقہ نہ ہو تو پاک ہے۔

3۔ اگر کسی جگہ بارش کا پانی جمع ہوجائے (حتی کہ کر سے کم ہو) جب تک بارش ہورہی ہے اگر کسی نجس چیز کو اس میں دھویا جائے تو پاک ہوگی اس شرط کے ساتھ کہ پانی کا رنگ، بو یا ذائقہ نجاست کی وجہ سے تبدیل نہ ہوجائے۔

2۔ کر اور جاری پانی

1۔ اگر نجس چیز کو کر یا جاری پانی میں ڈالنے کی وجہ سے اس کا رنگ، بو یا ذائقہ تبدیل ہوجائے تو نجس ہوجاتا ہے اور اس صورت میں نجس اشیاء کو پاک نہیں کرتا ہے۔

2۔ اگر کسی نجس چیز کو کر سے متصل نلکے سے نکلنے والے پانی میں دھویا جائے تو اس کا غسالہ (دھوون) پاک ہے مگر یہ کہ نجاست کی وجہ سے اس کی تین صفات (رنگ، بو یا ذائقہ) بدل جائیں۔

3۔ نجس چیز کو نجاست برطرف کرنے کے بعد ایک مرتبہ کر یا جاری پانی میں ڈالیں یا کر سے متصل نلکے کے نیچے اس طرح رکھے کہ نجس شدہ تمام مقامات پر پانی پہنچ جائے تو پاک ہوجائے گی اور قالین اور لباس وغیرہ کو احتیاط واجب کی بناپر پانی میں ڈالنے کے بعد نچوڑنا اور جھاڑنا چاہئے۔

توجہ

پاک کرنے میں کر اور جاری پانی کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔

3۔ قلیل پانی

1۔ قلیل پانی نجاست لگتے ہی نجس ہوجاتا ہے اگرچہ اس کا رنگ، بو یا ذائقہ نہ بدلے۔

2۔ اگر قلیل پانی میں کوئی نجس چیز گرجائے تو نجس ہوگا اور نجس چیز کو پاک نہیں کرے گا۔

3۔ اگر قلیل پانی کو نجس اشیاء پر ڈالا جائے تو ان کو پاک کرے گا[1] لیکن وہ پانی جو نجس چیز پر ڈالنے کے بعد نیچے جاری ہورہا ہے،[2] نجس ہے۔

4۔ وہ قلیل پانی جو آہستہ اور آرام سے نیچے گرتا ہے اور اس کا نیچلا حصہ نجاست سے ملتا ہے، چنانچہ اس طرح نیچے گر رہا ہو کہ اوپر سے نیچے گرنا کہا جاتا ہو تو اوپر والا حصہ پاک ہے۔

5۔ اگر قلیل پانی کر یا جاری پانی سے متصل ہو تو کر یا جاری کا حکم رکھتا ہے۔

5۔ پانی کے بارے میں شک کے احکام

1۔ جس پانی کا مطلق یا مضاف ہونا معلوم نہ ہو اور اسی طرح یہ بھی معلوم نہ ہو کہ پہلے مطلق تھا یا مضاف تو نجس چیز کو پاک نہیں کرے گا اور اس سے وضو اور غسل بھی باطل ہیں اگرچہ کر کی مقدار میں ہو لیکن اس صورت میں نجاست لگنے سے وہ پانی نجس نہیں ہوگا۔

2۔ جس پانی کا پاک یا نجس ہونا معلوم نہ ہو، شرعا پاک ہے اسی طرح اگر پانی پہلے پاک تھا اور معلوم نہ ہو کہ بعد میں نجس ہوا ہے یا نہیں تو پاک ہے لیکن جو پانی پہلے نجس تھا اور اب معلوم نہ ہو کہ پاک ہوا ہے یا نہیں تو نجس پانی کا حکم رکھتا ہے۔

3۔ جو پانی پہلے کر کے برابر تھا اب اگر انسان شک کرے کہ کر سے کم ہوا ہے یا نہیں تو کر کے حکم میں ہے۔

توجہ

پانی پر کر ہونے کے اثرات مرتب ہونے کے لئے اس کے کر ہونے پر علم ہونا واجب نہیں ہے بلکہ پہلے کر ہونا ثابت ہوجائے تو اب بھی کر ہونے پر بنا رکھنا جائز ہے (مثلا اگر معلوم ہو کہ ٹرین وغیرہ کے بیت الخلاء میں پہلے کر یا اس سے زیادہ مقدار میں پانی ہوتا تھا اور اب شک کریں کہ کر سے کم ہوا یا نہیں تو کر ہونے پر بنا رکھ سکتے ہیں۔

3۔ جو پانی پہلے کر سے کم تھا جب تک کر کی مقدار تک پہنچنے کا انسان کو یقین نہ ہوجائے قلیل پانی کا حکم رکھتا ہے۔

تمرین

1۔ پانی کی قسموں کے نام بیان کریں۔

2۔ مضاف اور مطلق پانی کی تعریف کریں۔

3۔ مطلق پانی کے احکام کی وضاحت کریں۔

4۔ نمکیات کی وجہ سے گاڑھا ہونے والے سمندر کے پانی سے وضو اور غسل کا کیا حکم ہے؟

5۔ پاک کرنے کے لحاظ سے کر اور جاری پانی کے درمیان کیا فرق ہے؟

6۔ جس پانی کا نجس یا پاک ہونا معلوم نہ ہو، کیا حکم رکھتا ہے؟

---

[1] ان شرائط کے ساتھ جو مطہرات کے باب میں بیان کیا جائے گا

[2] فقہ میں اس کو غسالہ کہتے ہیں

تخلی کے احکام۔ استبرا۔ استنجا

1۔ تخلی (پیشاب و پاخانہ کرنے) کے احکام

الف۔ قبلہ کی رعایت

1۔ انسان کو چاہئے کہ تخلی کے دوران قبلہ کی طرف منہ یا پشت کرکے نہ بیٹھے۔

2۔ احتیاط واجب یہ ہے کہ بچے کو تخلی کے دوران قبلہ کی طرف منہ یا پشت کرکے نہ بٹھائے لیکن اگر بچہ خود بیٹھ جائے تو روکنا واجب نہیں ہے۔

ب۔ پوشاک

تخلی کے دوران اور دوسرے مواقع پر واجب ہے کہ انسان اپنے شریک حیات کے علاوہ دوسروں سے مرد ہو یا عورت، محرم ہو یا نامحرم حتی کہ تشخیص دینے والے نابالغ بچے سے بھی اپنی شرمگاہ کو چھپائے۔

ج۔ تخلی کے بعض مکروہات

1۔ کھڑے ہوکر پیشاب کرنا

2۔ سخت زمین اور جانوروں کے بل میں پیشاب کرنا

3۔ پانی، مخصوصا کھڑے پانی میں پیشاب کرنا

4۔ پیشاب اور پاخانے کو روکنا

5۔ سڑکوں، گزرگاہوں اور پھلدار درخت کے نیچے تخلی کرنا

2۔ استبرا

1۔ پیشاب کرنے کے بعد مرد اگر استبرا کرے تو اس کے بعد پیشاب کے مخرج سے رطوبت خارج ہوجائے اور نہ جانتا ہو کہ پیشاب ہے یا کچھ اور تو اس رطوبت پر پاک ہونے کا حکم لگایا جائے گا اور اس کے بارے میں تحقیق کرنا لازم نہیں ہے۔

2۔ استبرا واجب نہیں ہے اور قابل توجہ ضرر کا باعث بنے تو جائز بھی نہیں ہے البتہ اگر استبرا نہ کرے اور پیشاب کرنے کے بعد کوئی مشتبہ رطوبت خارج ہوجائے تو پیشاب کا حکم رکھتی ہے۔

3۔ استبرا کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ پیشاب بند ہونے کے بعد اگر پاخانے کا مخرج نجس ہوا ہو تو پہلے اس کو پاک کرے اس کے بعد تین مرتبہ بائیں ہاتھ کی درمیانی انگلی کو پاخانے کے مخرج سے آلہ تناسل کی جڑ تک کھینچے اور اس کے بعد انگوٹھے کو آلہ تناسل پر رکھے اور شہادت کی انگلی کو اس کے نیچے رکھے اور تین مرتبہ آلہ تناسل کے سرے تک کھینچے اور اس کے بعد آلہ تناسل کے سرے کو تین مرتبہ نچوڑے اس کے بعد پیشاب کے مخرج کو دھوئے۔

4۔ پاخانے کے مخرج کو پاک کرنے سے پہلے اور پاک کرنے کے بعد استبرا کرنے میں کیفیت کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں ہے۔

5۔ اگر کوئی پیشاب کے بعد استبرا اور وضو کرے اور اس کے بعد کوئی رطوبت خارج ہوجائے جس کے منی یا پیشاب ہونے میں مردد ہو تو حدث سے پاک ہونے پر یقین حاصل کرنے کے لئے واجب ہے کہ غسل اور وضو دونوں انجام دے۔

توجہ

بعض اوقات انسان سے خارج ہونے والی رطوبت کی اقسام

1۔ وہ رطوبت جو بعض اوقات منی کے بعد انسان سے خارج ہوتی ہے اس کو وذی کہتے ہیں۔

2۔ وہ رطوبت جو بعض اوقات پیشاب کے بعد نکلتی ہے اس کو ودی کہتے ہیں۔

3۔ وہ رطوبت جو مرد اور عورت ایک دوسرے سے کھیلنے کے بعد خارج ہوتی ہے اس کو مذی کہتے ہیں۔

مذکورہ بالا تمام رطوبتیں پاک ہیں اور طہارت ختم ہونے کا باعث نہیں ہیں۔

3۔ استنجا (پیشاب اور پاخانے کا مخرج پاک کرنا)

الف۔ پیشاب کا مخرج پاک کرنے کی کیفیت

1۔ پیشاب کا مخرج فقط پانی سے پاک ہوتا ہے۔

2۔ پیشاب برطرف ہونے کے بعد پیشاب کا مخرج احتیاط واجب کی بناپر قلیل پانی سے دو مرتبہ دھونے سے پاک ہوجاتا ہے۔

ب۔ پاخانے کا مخرج پاک کرنے کی کیفیت

1۔ پاخانے کا مخرج دو طریقوں سے پاک کیا جاسکتا ہے

1۔ پانی سے دھوئے تاکہ نجاست ختم ہوجائے اور اس کے بعد پانی ڈالنا لازم نہیں ہے۔

2۔ پتھر یا کپڑا وغیرہ کے تین ٹکڑوں سے نجاست کو صاف کرے اور اگر تین ٹکڑوں سے نجاست زائل نہ ہوجائے تو دوسرے ٹکڑوں سے اس کو مکمل صاف کرے اور تین ٹکڑوں کے بجائے پتھر یا کپڑے کے ایک ٹکڑے کے تین اطراف سے بھی استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

3۔ پاخانے کا مخرج تین صورتوں میں صرف پانی سے پاک ہوتا ہے اور پتھر وغیرہ کے ذریعے پاک نہیں کیا جاسکتا ہے ؛

الف جب دوسری نجاست مثلا خون نکلا ہو

ب۔ باہر سے کوئی نجاست پاخانے کے مخرج پر لگی ہو

ج۔ مخرج کے اطراف معمول سے زیادہ آلودہ ہوچکے ہیں (دوسرے الفاظ میں پاخانہ مخرج سے نکل کر دوسرے اطراف تک پھیل گیا ہو)

تمرین

1۔ کیا نابالغ بچے سے شرمگاہ کو چھپانا واجب ہے؟

2۔ تخلی کے بعض مکروہات بیان کریں۔

3۔ استبرا کا کیا حکم ہے؟

4۔ استبرا کے کیا فائدے ہیں؟

5۔ انسان سے خارج ہونے والی رطوبتوں کی اقسام کی وضاحت کریں۔

6۔ پیشاب اور پاخانے کے مخرج کو کیسے پاک کیا جاتا ہے؟

سبق 7 : نجاسات (1)

1۔ نجس چیزیں (نجاسات)

1۔ پیشاب
2۔ پاخانہ
3۔ منی
4۔ مردار
5۔ خون
6۔ کتا
7۔ سؤر
8۔ احتیاط واجب کی بناپر مست کرنے والی مشروبات
9۔ وہ کفار جو کسی بھی آسمانی دین کا عقیدہ نہیں رکھتے ہیں

توجہ

ہر چیز پاک ہونے کے حکم میں ہے مگر وہ چیزیں جن کی نجاست کا شارع مقدس نے حکم لگایا ہے۔

1۔2۔ پیشاب اور پاخانہ

نجس پیشاب اور پاخانہ

الف۔ انسان کا پیشاب اور پاخانہ

ب۔ پرندوں کے علاوہ خون جہندہ رکھنے والے ہر حرام گوشت حیوان کا پیشاب اور پاخانہ مثلا چوہا اور بلی

پاک پیشاب اور پاخانہ

الف۔ حلال گوشت حیوانات کا پیشاب اور پاخانہ پرندہ ہو مثلا چڑیا، کبوتر یا پرندہ نہ ہو مثلا گائے اور بھیڑ

ب۔ خون جہندہ نہ رکھنے والے حرام گوشت حیوانات کا پیشاب اور پاخانہ مثلا سانپ اور بغیر چھلکے کی مچھلی

ج۔ حرام گوشت پرندوں کا پیشاب اور پاخانہ مثلا کوا اور طوطا

1۔ انسان اور خون جہندہ (گرم خون) رکھنے والے ہر حرام گوشت حیوان کا پیشاب اور پاخانہ نجس ہے مگر حرام گوشت پرندوں کا فضلہ پاک ہے۔

2۔ حلال گوشت حیوانات کا پیشاب اور پاخانہ پاک ہے۔

3۔ جس حیوان کا حلال گوشت یا حرام گوشت ہونا معلوم نہ ہو اس کا پیشاب اور پاخانہ پاک ہونے کے حکم میں ہے۔

3۔ منی

1۔ انسان اور خون جہندہ رکھنے والے ہر حرام گوشت حیوان کی منی نجس ہے۔

2۔ حلال گوشت حیوانات کی منی احتیاط واجب کی بناپر نجس ہے۔

3۔ اگر کسی سے کوئی رطوبت نکلے اور نہیں جانتا ہو کہ منی ہے یا نہیں چنانچہ منی ہونے کا یقین نہ ہو اور منی نکلنے کی شرعی علامات ہمراہ نہ ہوں تو منی کا حکم نہیں رکھتی ہے اور پاک ہے۔

توجہ

منی کی علامتیں[1]

مردوں میں

1۔ شہوت (خوشگوار جنسی حالت جو جنسی طور پر مکمل آسودہ ہونے کے دوران وجود میں آتی ہے)

2۔ فشار اور اچھلتے ہوئے نکلنا

3۔ فتور (بدن کا سست ہونا)

عورتوں میں

1۔ شہوت

4۔ مردار (مردہ جسم)

انسان

مسلمان (کا مردہ جسم) نجس ہے ان صورتوں کے علاوہ ؛

1۔ بے جان اجزا مثلا ناخن، بال اور دانت

2۔ معرکہ[2] میں شہید ہوا ہو

3۔ اس کو غسل دیا گیا ہو

کافر

کتابی (اہل کتاب) کے بے جان اجزا کے علاوہ (باقی جسم) نجس ہے

غیر کتابی کے تمام اجزا نجس ہیں

حیوان

کتا اور سؤر کے تمام اجزا نجس ہیں

کتا اور سؤر کے علاوہ خون جہندہ رکھتا ہو تو جاندار اجزا مثلا گوشت اور جلد نجس ہیں مگر یہ کہ اس کو شرعی طریقے سے ذبح کیا گیا ہو

بے جان اجزا پاک ہیں مثلا بال اور سینگ

خون جہندہ نہیں رکھتا ہو تو تمام اجزا پاک ہیں

1۔ انسان اور خون جہندہ رکھنے والے ہر حیوان کا مردار نجس ہے حرام گوشت ہو یا حلال گوشت۔

2۔ جس حیوان کو شرع میں معین دستور کے مطابق ذبح کیا گیا ہو اور نیز غسل میت دینے کے بعد انسان کا جسم مردار کے حکم سے مستثنی ہے اور نجس نہیں ہے۔

توجہ

غسل میت سے مراد اس کے تین غسل ہیں بنابر این جب تک تیسرا غسل مکمل نہ ہوجائے میت کا بدن نجاست کے حکم میں ہے۔

3۔ کتا، سؤر اور غیر کتابی کافر کے علاوہ باقی مردار کے وہ اجزا جن میں روح نہیں ہوتی ہے مثلا اون، بال، دانت اور سینگ وغیرہ پاک ہیں

مردار کے بارے میں چند نکتے

ہونٹ اور بدن کے دوسرے حصوں کی جلد جب ان کے اکھڑنے کا وقت پہنچ جائے اگرچہ ان کو اکھاڑا جائے تو بھی پاک ہے لیکن جس جلد کے اکھڑنے کا وقت نہ پہنچا ہو اور درد اور جلن کے ساتھ اکھاڑیں احتیاط واجب کی بناپر اجتناب کرنا چاہئے لیکن جدا ہونے کے بعد ان کی جگہ پاک ہے۔

اگر زندہ موجود کا کوئی عضو مثلا ہاتھ یا پاؤں مکمل طور پر کٹ جائے تو نجس ہے۔

جان نکلنا ہی بدن کے نجس ہونے کا باعث ہوتا ہے اگرچہ ٹھنڈا نہ ہوا ہو اس حکم میں انسان اور حیوان کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔

اگر مکلف شک کرے کہ کوئی چیز حیوان کے اجزا میں سے ہے یا نہیں مثلا اپنے زیراستعمال چمڑے کے بارے میں شک کرے کہ قدرتی ہے یا مصنوعی تو پاک کا حکم رکھتا ہے اسی طرح اگر جانتا ہو کہ حیوان کا ہے لیکن یہ نہیں جانتا ہو کہ (وہ حیوان) خون جہندہ رکھتا ہے یا نہیں تو اس صورت میں بھی پاک ہے۔

حیوانات کا گوشت، چمڑا اور دیگر اجزا جو اسلامی ماحول میں فروخت کیا جاتا ہے یا کسی مسلمان کے قبضے ہیں، پاک کا حکم رکھتے ہیں لیکن اگر غیر مسلم ممالک سے درآمد کیا جاتا ہو چنانچہ ہمیں یقین ہو کہ اس حیوان کو تذکیہ[3] نہیں کیا گیا ہے تو نجس ہے لیکن اگر ہم جانتے ہوں یا احتمال دیں کہ تذکیہ ہوگیا ہے تو پاک ہے اور اس صورت میں جب اس کو درآمد کرنے والا مسلمان ہو اور اس کے تذکیہ کے بارے میں تحقیق اور جستجو کرنے کا احتمال دیں تو اس کا گوشت حلال ہے۔

5۔ خون

1۔ انسان اور خون جہندہ (گرم خون) رکھنے والے ہر حیوان کا خون نجس ہے، حرام گوشت ہو یا حلال گوشت

2۔ خون جہندہ نہ رکھنے والے حیوان مثلا مچھلی، کچھوا اور سانپ کا خون پاک ہے لیکن اس کو کھانا حرام ہے۔

3۔ اگر حلال گوشت حیوان کو شرع میں معین دستور کے مطابق ذبح کیا جائے اور معمول کے مطابق اس سے خون نکل آئے تو بدن میں باقی رہنے والا خون پاک ہے۔

4۔ بعض اوقات مرغی کے انڈے میں خون کا لوتھڑا پایا جاتا ہے، پاک ہے لیکن اس کو کھانا حرام ہے مگر یہ کہ ملانے سے ختم ہوجائے۔

6۔7 کتا اور سؤر

خشکی پر رہنے والا کتا اور سؤر نجس ہیں اور ان کے جاندار اور بے جان اجزا میں کوئی فرق نہیں ہے حتی کہ ان کے بدن کی رطوبتیں مثلا آب دہان اور بدن کا پسینہ بھی نجس ہے اسی طرح پالتو یا جنگلی سؤر جس کو "گراز کہا جاتا ہے" کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے لیکن دریائی کتا اور سؤر پاک ہیں۔

کتا اور سؤر کے بارے میں ایک نکتہ

(کتا اور) سؤر کے بال کو ان امور میں استعمال کرنا جو پاک ہونے سے مشروط ہیں مثلا وضو اور غسل کا برتن (میں استعمال کرنا) جائز نہیں ہے لیکن ایسے کام میں استعمال کرنا جو پاک ہونے سے مشروط نہیں ہے مثلا نقاشی کے قلم کے طور پر کوئی اشکال نہیں رکھتا ہے۔

تمرین

1۔ نجاسات کون کونسے ہیں؟

2۔ کیا حرام گوشت پرندوں مثلا کوا، عقاب اور طوطے کا فضلہ نجس ہے؟

3۔ منی کی شرعی علامتوں کی وضاحت کریں۔

4۔ میت کا بدن کب پاک ہوتا ہے؟

5۔ غیر مسلم ممالک سے درآمد ہونے والے حیوانات کے اجزا مثلا چمڑا اور گوشت کب پاک ہیں؟

6۔ مرغی کے انڈے میں پایا جانے والا خون کا لوتھڑا پاک ہے یا نجس؟

[1] واضح رہے کہ مذکورہ علائم کی طرف اس وقت رجوع کیا جائے گا جب مائع کے منی ہونے کے بارے میں شک ہو
[2] یعنی جنگ کے میدان میں شہید ہوا ہو
[3] تذکیہ ان شرائط کو کہاجاتا ہے جو اسلام میں حیوانات کا گوشت حلال کرنے یا پاک کرنے کے لئے مقرر ہیں۔ حلال گوشت حیوان کے تذکیہ کا مطلب یہ ہے کہ حیوان کے اجزا کو پاک کرنا اور کھانے کے لئے اس کو حلال کرنا اور حرام گوشت حیوان میں (تذکیہ کا مطلب یہ ہے کہ) اس کے اجزا کو پاک کرنا۔ تذکیہ کے طریقے یہ ہیں ؛ اونٹ کے علاوہ (باقی حیوانات کو) ذبح کرنا، اونٹ کو نحر کرنا اور جنگلی حیوانات کو شکار کرنا

سبق 8: نجاسات (2)

8۔ مست کرنے والی مشروبات

مست کرنے والی مشروبات احتیاط (واجب) کی بناپر نجس ہیں۔

توجہ

اگر مست کرنے والا مادہ مائع اشیاء میں سے نہ ہو مثلا بنگ اور حشیش اور پانی یا کسی اور مائع میں مخلوط ہونے کی وجہ سے مائع کی شکل اختیار کرے تو نجس نہیں ہے۔

انگور یا انگور کا پانی خودبخود ابل جائے یا آگ کے ذریعے ابالا جائے لیکن دوتہائی حصہ کم نہ ہوا ہو اور مست بھی نہیں کرتا ہو تو نجس نہیں ہے لیکن اس کو کھانا حرام ہے

اگر کچے انگور کے ساتھ انگور کے کچھ دانے ہوں اور پورے دانوں تک پانی پہنچ جائے چنانچہ انگور کے دانے بہت کم ہوں اور پانی جوس کے اندر اس طرح ختم ہوجائے کہ انگور کا پانی نہ کہا جائے تو ابلنے سے حرام نہیں ہوگا لیکن اگر انگور کے دانوں کو الگ سے آگ میں ابالا جائے تو ان کو کھانا حرام ہے۔

ابالا ہوا کھجور، کشمش اور ان کا پانی پاک اور ان کو کھانا حلال ہے مگر اس بات پر یقین ہوجائے کہ مست کرتا ہے تو اس صورت میں حرام اور احتیاط واجب کی بناپر نجس ہے۔

الکحل جس کا ذاتی طور پر مست کرنے والی مشروبات میں سے ہونا معلوم نہیں ہے، طہارت کے حکم میں ہے۔

9۔ کافر

1۔ جو شخص خداوند عالم کے وجود یا معاد کا منکر ہو یا کسی بھی آسمانی دین پر اعتقاد نہ رکھتا ہو کافر اور نجس ہے۔

توجہ

2۔ اہل کتاب کافر طہارت کے حکم میں ہے

توجہ

اہل کتاب ۔ یعنی وہ لوگ جو ادیان الہی میں سے کسی ایک پر اعتقاد رکھتے ہیں اور خود کو انبیاء الہی میں سے کسی ایک کے پیروکار سمجھتے ہیں مثلا یہودی، عیسائی، زرتشتی اور صابئی[1] ۔ طہارت کے حکم میں ہیں۔

3۔ اگر کوئی مسلمان خداوند عالم یا پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر عقیدے سے پھر جائے یا دین اسلام کی ضروریات میں سے کسی ایک کا انکار کرے چنانچہ اس کا انکار رسالت کے انکار یا پیغمبراکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو جھٹلانے پر منتج ہوجائے تو مرتد اور نجس ہے لیکن صرف نماز، روزہ اور دوسرے شرعی واجبات کو ترک کرنا مسلمان کے مرتد اور کافر ہونے اور نجاست کا باعث نہیں بنتا ہے اور جب تک اس کا مرتد ہونا ثابت نہ ہوجائے دوسرے مسلمانوں کے حکم میں ہوگا۔

4۔ اگر کوئی شخص پیغمبر اکرم یا ائمہ کرام علیہم السلام میں سے کسی ایک کی شان میں دشنام طرازی کرے یا ان کے بارے میں غلو کرے اور ان کے خدا ہونے کا عقیدہ رکھے تو نجس ہے۔

5۔ گمراہ فرقے بہائیت کے ماننے والے نجاست کے حکم میں ہیں۔

نجاسات کے بارے میں چند نکتے

نجاست خور حیوان اور حرام طریقے سے جنب ہونے والے کا پسینہ پاک ہے لیکن احتیاط واجب یہ ہے کہ اس پسینے کے ساتھ نماز نہ پڑھے۔

حرام اور نجس گوشت (مثلا سؤر کا گوشت) کھانے والے شخص کا پسینہ اور آب دہان پاک ہے۔

نجس چیز کو پاک کرنے کے بعد اس میں رنگ یا بو کا باقی رہنا کوئی اشکال نہیں رکھتا ہے بنابراین اگر لباس سے خون کو زائل کرے اور پانی سے دھوئے لیکن خون کا رنگ اس میں باقی رہ جائے تو لباس پاک ہے۔

قے، پاک ہے چاہے شیرخوار بچے کا ہو یا اس بچے کا ہو جو دودھ بھی پیتا ہے اور غذا بھی کھاتا ہے یا بالغ انسان کا ہو۔

تمرین

1۔ الکحل کے نجس ہونے کا معیار کیا ہے؟

2۔ کس صورت میں دین کی ضروریات کا انکار کرنا کفر کا باعث بنتا ہے؟

3۔ اہل کتاب سے مراد کون ہیں؟ اور طہارت و نجاست کے اعتبار سے کیا حکم ہے؟

4۔ طہارت اور نجاست کے اعتبار سے بہائیت کو ماننے والوں کا حکم بیان کریں۔

5۔ حرام سے جنب ہونے والے کا پسینہ کیا حکم رکھتا ہے؟

6۔ لباس کو دھونے کے بعد خون کا باقی رہنے والا پھیکا رنگ نجس ہے؟

---

[1] صابئی وہ ہے جو حضرت یحیی علیہ السلام کی پیروی کرنے کا دعوی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان کے پاس حضرت یحیی کی کتاب موجود ہے

سبق 9 : نجاسات (3)

نجاست ثابت ہونے کے طریقے۔ پاک اشیاء کے نجس ہونے کی کیفیت۔ نجاسات کے احکام۔ وسوسہ اور اس کا علاج

2۔ نجاست ثابت ہونے کے طریقے

کسی چیز کا نجس ہونا تین طریقوں سے ثابت ہوتا ہے

1۔ کسی چیز کے نجس ہونے پر انسان کو خود یقین یا اطمینان ہو

2۔ صاحب اختیار یعنی جس شخص کے پاس کوئی چیز ہو (مثلا گھر کا مالک، فروخت کرنے والا اور خادم) کسی چیز کے نجس ہونے کی خبر دے۔

3۔ دو عادل اور قابل اطمینان افراد گواہی دیں۔

توجہ

اگر کوئی بچہ بالغ ہونے کے قریب ہو اور کسی چیز کے نجس ہونے کی خبر دے جو اس کے اختیار میں ہو تو اس کو قبول کرنا چاہئے دوسرے الفاظ میں اس کے بارے میں اس کی بات معتبر ہے اور ممیز بچہ جو بالغ ہونے کے نزدیک نہیں ہے اس کی بات میں احتیاط کی رعایت کرنا چاہئے۔

3۔ پاک اشیاء کے نجس ہونے کی کیفیت

پاک چیز نجس ہونے کے لئے چار شرائط لازمی ہیں ؛

1۔ پاک چیز نجس چیز کے ساتھ لگ جائے۔

2۔ دونوں یا کوئی ایک تر ہو

3۔ رطوبت اتنی ہو کہ دوسری چیز تک سرایت کرجائے۔

4۔ بدن کے اندرونی حصے میں ان دونوں کا ملاپ نہ ہوجائے

توجہ

رطوبت مسریہ (سرایت کرنے والی) کا معیار یہ ہے کہ اتنی مقدار میں ہو کہ ملاپ کے وقت رطوبت مرطوب چیز سے دوسری میں سرایت کرجائے

اگر پاک چیز نجاست یا متنجس چیز کے ساتھ لگ جائے اور انسان کو شک ہوجائے کہ دونوں میں سے ایک میں اتنی رطوبت تھی کہ دوسری تک سرایت کرجائے یا نہیں تو پاک چیز کی نجاست کا حکم نہیں لگایا جائے گا۔

کپڑا وغیرہ اگر تر ہو اوراس کا ایک حصہ نجس سے لگ جائے تو صرف وہی حصہ نجس اور باقی پاک ہے۔

مائع اور بہنے والی چیزیں مثلا شیرہ اور مائع تیل کا کوئی بھی حصہ نجس ہوجائے تو پورا نجس ہوتا ہے لیکن مائع نہ ہو تو صرف نجاست سے لگنے والا حصہ نجس ہے۔

متنجس اول (وہ چیز جس سے عین نجس لگا ہو اور نجس ہوگئی ہو) اگر کسی پاک چیز سے لگ جائے اور کوئی ایک تر ہو تو پاک چیز کو نجس کردے گی اور متنجس دوم (وہ چیز جو متنجس سے لگی ہو اور نجس ہوئی ہو) اگر کسی (تیسری) پاک چیز سے لگ جائے تو احتیاط واجب کی بناپر اس کو نجس کرتی ہے لیکن متنجس سوم کسی اور چیز سے لگ جائے تو نجس نہیں کرے گی۔

4۔ نجاسات کے احکام

1۔ نجس چیز کو کھانا اور پینا حرام ہے اسی طرح دوسروں کو کھلانا بھی جائز نہیں ہے لیکن اگر انسان دیکھے کہ کوئی نجس غذا کھا رہا ہے یا نجس لباس کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہے تو اس کے نجس ہونے کے بارے میں بتانا لازم نہیں ہے۔

2۔ جو شخص کپڑا دھورہا ہو اس کو لباس کی نجاست سے آگاہ کرنا لازم نہیں ہے لیکن کپڑے کے مالک کو جب تک اس کے پاک ہونے پر یقین حاصل نہ ہو تو اس

پر پاک ہونے کے اثرات مرتب نہیں کرسکتا ہے۔

3۔ اگر مہمان میزبان کے گھر کا کوئی سامان نجس کرے تو کھانے پینے اور غذائی ظروف کے علاوہ میزبان کو اطلاع دینا لازم نہیں ہے۔

4۔ اگر میزبان کو کھانے کے دوران معلوم ہوجائے کہ غذا نجس ہے تو مہمان کو بتانا ضروری ہے لیکن اگر مہمانوں میں سے کسی کو پتہ چل جائے تو دوسروں کو بتانا لازم نہیں ہے۔

5۔ جس نجس چیز کے بارے میں انسان کو شک ہوجائے کہ پاک ہوگئی ہے یا نہیں تو اس کے نجس ہونے کا حکم لگایا جائے گا اور جس پاک چیز کے بارے میں انسان کو شک ہوجائے کہ نجس ہوگئی ہے یا نہیں تو اس کے پاک ہونے کا حکم لگایا جائے گا۔

6۔ اگر انسان تحقیق اور جستجو کرکے کسی چیز کے پاک یا نجس ہونے کو ثابت کرسکتا ہو تو تحقیق اور جستجو لازم نہیں ہے اور پاک ہونے کا حکم لگایا جائے گا۔

5۔ وسواسی سے مربوط احکام

1۔ جو شخص طہارت اور نجاست کے بارے میں نفسیاتی طور پر شدید حساس ہو مثلا دوسرے کی نسبت کسی چیز کے نجس ہونے پر جلدی یقین کرتا ہو یا دوسرے کی نسبت زیادہ دیر سے کسی چیز کے پاک ہونے پر یقین کرتا ہو تو ایسے انسان کو فقہ میں "وسواسی" کہتے ہیں۔

2۔ اگر وسواسی کو کسی چیز کے نجس ہونے پر یقین ہوجائے تو اپنے یقین پر عمل کرنا لازم نہیں ہے مگر ان صورتوں میں جب متعارف طریقے سے یقین حاصل ہوجائے۔

3۔ وسواسی کے ہاتھ سے نجس چیز کو دھونے کا معیار عام انسان کے دھونے کے معیار جیسا ہے اور لازم نہیں کہ وسواسی کو نجاست کے برطرف ہونے اور طہارت پر یقین حاصل ہوجائے۔

4۔ وسواسی کو چاہئے کہ وسوسے کی بیماری سے نجات پانے کے لئے درج ذیل ہدایات پر عمل کرے ؛

1۔ دین اسلام کے احکام آسان اور انسانی فطرت کے مطابق ہیں پس ان کو اپنے لئے مشکل نہیں بنانا چاہئے اور اس کام سے اپنے جسم اور روح کو تکلیف اور نقصان نہیں پہنچانا چاہئے۔ ان مواقع پر اضطراب اور بے چینی کی وجہ سے زندگی تلخ ہوجاتی ہے اور اللہ تعالی ان کے اور ان کے ساتھ رہنے والوں کے رنج اور عذاب سے راضی نہیں ہے۔ آسان دین کی نعمتوں کا شکرگزار ہونا چاہئے اور نعمت کا شکر (ادا کرنے کا طریقہ) یہ ہے کہ اللہ تعالی کی تعلیمات کے مطابق عمل کیا جائے۔

2۔ وسوسہ ایک محدود مدت کی کیفیت ہے جس کا علاج ممکن ہے۔ اس سے چھٹکارا پانے کے لئے کسی معجزے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ ذاتی ذوق اور سلیقے کے چھوڑ کر مقدس دین کے دستورات کی اطاعت کرنا چاہئے۔

3۔ دین مقدس کی نظر میں تمام اشیاء کی بنیاد طہارت اور پاکی پر ہے جب تک کسی چیز کے نجس ہونے کا یقین نہ ہوجائے وہ چیز پاک ہے اگرچہ اس کی نجاست کا زیادہ احتمال ہی کیوں نہ ہو۔

تمرین

1۔ بلوغ کی عمر کے نزدیک پہنچنے والا بچہ اپنے اختیار میں موجود چیز کی نجاست کے بارے میں خبر دے تو کیا اس پر اعتماد کرسکتے ہیں؟

2۔ پاک چیز کے نجس ہونے کے لئے کتنی شرائط لازم ہیں؟ وضاحت کریں۔

3۔ رطوبت مسریہ (سرایت کرنے والی رطوبت) کا کیا معیار ہے؟

4۔ متنجس چیز کتنے واسطوں تک نجس کرسکتی ہے؟

5۔ اگر مہمان میزبان کے گھر کا سامان نجس کردے تو میزبان کو اطلاع دینا واجب ہے؟

6۔ اگر وسواسی کو کسی چیز کی نجاست پر یقین ہوجائے تو کیا حکم ہے؟

سبق 10: مطہرات (1)

مطہرات

1۔ پانی
2۔ زمین
3۔ سورج
4۔ استحالہ
5۔ انتقال
6۔ اسلام
7۔ تبعیت
8۔ عین نجاست کا برطرف ہونا
9۔ مسلمان کا غائب ہونا

توجہ

نجس کو پاک کرنے والی چیزوں کو مطہرات کہتے ہیں

1۔ پانی

پانی کے ذریعے نجس چیز کو پاک کرنے میں کئی شرائط لازم ہیں ؛

1۔2۔ پانی پاک اور مطلق ہو

3۔ نجس چیز کو دھوتے وقت مضاف نہ ہوجائے

4۔ نجس چیز کو دھونے کے بعد اس میں عین نجاست نہ رہ جائے

5۔ قلیل پانی سے پاک کرنے میں غسالہ[1] کا جدا ہونا شرط ہے۔

برتنوں کو پاک کرنے کا طریقہ

1۔ نجس برتن کو قلیل پانی سے تین مرتبہ دھونا چاہئے لیکن کر اور جاری پانی میں ایک مرتبہ دھونا کافی ہے۔

2۔ جس برتن سے کتے نے سیال چیز یا پانی پیا ہو یا چاٹا ہو تو پہلے مٹی سے مانجنا چاہئے اور اس کے بعد پانی سے دھونا چاہئے اور اگر قلیل پانی سے دھویا جائے تو مٹی سے مانجنے کے بعد دو مرتبہ دھویا جائے۔

3۔ جس برتن سے سؤر نے سیال غذا یا پانی پیا ہو سات مرتبہ دھونا چاہئے لیکن مٹی سے مانجنا لازم نہیں ہے۔

برتنوں کے علاوہ دوسری چیزوں کو پاک کرنے کا طریقہ

1۔ جو چیز نجس ہوئی ہو ، عین نجاست برطرف کرنے کی صورت میں اگر ایک مرتبہ کر یا جاری پانی میں ڈال دیں یا کر سے متصل نلکے کے نیچے اس طرح رکھ دیں کہ نجس ہونے والی تمام جگہوں پر پانی پہنچ جائے تو پاک ہوجاتی ہے اور قالین اور لباس وغیرہ کو احتیاط (واجب) کی بناپر پانی میں ڈالنے کے بعد نچوڑنا یا جھٹکا دینا چاہئے البتہ پانی سے باہر نچوڑنا یا جھٹکا دینا لازم نہیں بلکہ پانی اندر بھی کافی ہے۔

2۔ جو چیز پیشاب لگنے سے نجس ہوئی ہو اگر عین نجاست برطرف ہونے کے بعد قلیل پانی اس کے اوپر دو مرتبہ ڈالا جائے تو پاک ہوتی ہے اور جو چیز دوسری نجاستوں کے لگنے سے نجس ہوئی ہو عین نجاست برطرف ہونے کے بعد ایک مرتبہ دھویا جائے تو پاک ہوتی ہے۔

3۔ قلیل پانی میں دھونے والی چیز سے پانی کا جدا ہونا ضروری ہے اور اگر نچوڑنے کے قابل ہو مثلا قالین یا لباس ہو تو اس کو نچوڑنا چاہئے تاکہ اس سے پانی جدا ہوجائے۔

توجہ

نجس قالین وغیرہ کو پائپ کے پانی سے دھونے کی صورت میں غسالے کا پانی جدا ہونا شرط نہیں ہے بلکہ عین نجاست زائل ہونے کے بعد نجس حصے تک پانی پہنچنے اور پانی ڈالتے وقت ہاتھ پھیرنے کی وجہ سے غسالہ کا اپنی جگہ سے حرکت کرنے سے طہارت حاصل ہوتی ہے۔

نجس پانی کے گارے سے بنائے ہوئے تنور کا ظاہری حصہ دھونے سے پاک ہوجاتا ہے اور روٹی پکانے کے لئے تنور کا ظاہری حصہ جس سے خمیر لگ جاتا ہے، پاک ہونا کافی ہے۔

جو نجس لباس پاک کرتے وقت پانی کو رنگین کرتا ہے چنانچہ پانی مضاف ہونے کا باعث نہ ہو تو نجس لباس پر پانی ڈالنے سے پاک ہوجاتا ہے۔

جو نجس لباس دھونے کے لئے برتن میں ڈالا جائے اور پائپ کا پانی پورے لباس تک پہنچ جائے تو لباس، برتن، پانی اور لباس سے جدا ہونے والے ذرات جو پانی کے اوپر دکھائی دیتے ہیں اور پانی کے ساتھ باہر نکل جاتے ہیں سب پاک ہیں۔ (البتہ چنانچہ پہلے کہا گیا کہ لباس وغیرہ کو احتیاط کی بناپر پانی میں ڈالنے کے بعد نچوڑنا یا جھٹکنا چاہئے۔

تمرین

1۔ مطہرات کے نام ذکر کریں۔

2۔ برتنوں کو پاک کرنے کا طریقہ بیان کریں۔

3۔ کیا کر اور جاری پانی میں نجس کپڑے دھوئیں تو نچوڑنا لازم ہے یا عین نجاست کے زائل ہونے کے بعد پانی پہنچنا کافی ہے؟

4۔ متنجس لباس کو کر اور جاری پانی میں دھوتے وقت پانی سے باہر نچوڑنا لازم ہے یا پانی کے اندر نچوڑنا کافی ہے؟

5۔ کیا نجس پانی کے گارے سے بنے تنور کو پاک کرنا ممکن ہے؟

6۔ نجس لباس دھوتے وقت پانی کو رنگین کرے تو کیسے پاک کرسکتے ہیں؟

---

[1] وہ پانی جس سے نجس چیز کو دھوئیں اور اس سے جدا ہوجائے

سبق 11: مطہرات (2)

2۔ زمین

جس شخص کے پاؤں کے تلوے یا جوتے زمین پر چلنے سے نجس ہوجائیں تو چنانچہ تقریبا دس قدم خشک اور پاک زمین پر چلے تو پاؤں کے تلوے اور جوتے پاک ہوجاتے ہیں اس شرط کے ساتھ کہ عین نجاست زائل ہوجائے۔

توجہ

تارکول پاؤں کے تلوے اور جوتے کو پاک نہیں کرتا ہے۔

3۔ سورج

1۔ سورج زمین اور تمام غیر منقول اشیاء مثلا عمارتیں اور ان میں استعمال ہونے والی چیزیں مثلا دروازہ، کھڑکی، دیوار وغیرہ، درخت اور گھاس کو پاک کرتا ہے۔

پاک کرنے کی شرائط

1۔ نجس چیز تر ہو

2۔ اس میں عین نجاست نہ ہو (اگر عین نجاست ہو تو سورج لگنے سے پہلے برطرف ہونا چاہئے)

3۔ سورج اس پر لگ جائے (بادل یا ہوا وغیرہ سورج لگنے میں مانع نہ بن جائیں)

4۔ سورج کے ذریعے خشک ہوجائے (اگر مرطوب رہ جائے تو پاک نہیں ہوگا)

4۔ استحالہ

اگر نجس چیز اس طرح تبدیل ہوجائے کہ دوسری جنس بن جائے مثلا لکڑی جلنے کی وجہ سے راکھ بن جائے یا شراب سرکہ بن جائے یا کتا نمک کی کان میں گرنے سے نمک بن جائے تو پاک ہوجاتا ہے لیکن اگر جنس تبدیل نہ ہوجائے بلکہ صرف شکل بدل جائے مثلا گندم آٹا بن جائے یا چینی پانی میں حل ہوجائے تو پاک نہیں ہوتا ہے۔

توجہ

نجس مواد مثلا نجس تیل کو پاک کرنے کے لئے اس میں کیمیائی تبدیلیاں کرکے کچھ خصوصیات ایجاد کرنا کافی نہیں ہے (اس طرح کرنے سے استحالہ نہیں ہوگا)

5۔ انتقال

مچھر اور دوسرے حشرات انسان یا خون جہندہ رکھنے والے حیوانات کے بدن سے خون چوسیں تو جب تک انسان یا حیوان کا خون شمار ہوجائے، نجس ہے (مثلا زالو انسان کے بدن سے خون چوسے) ۔ لیکن کچھ عرصہ گزرنے کے بعد اس حشرات کا خون شمار ہوجائے تو پاک ہے۔ دوسری نجاسات کا بھی یہی حکم ہے۔

6۔اسلام

1۔ غیر کتابی کافر اعتقاد کے ساتھ کلمہ شہادتین اپنی زبان پر جاری کرے یعنی أَشْهَدُ أَنْ لا إِلهَ إِلّا اللّهُ وأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمّداً رَسُولُ اللّهِ تو مسلمان ہوتا ہے اور اس کے مسلمان ہونے سے اس کا بدن، منہ اور ناک کا پانی اور پسینہ بھی پاک ہوتا ہے۔

2۔ جس وقت کافر تھا اگر اس کا لباس رطوبت کے ساتھ اس کے بدن سے لگا ہو اور مسلمان ہوتے وقت بھی اس کے بدن پر (وہ لباس) نہ ہو تو نجس ہے بلکہ

اگر اس کے بدن پر ہوتو بھی احتیاط واجب کی بناپر اس سے اجتناب کرے۔

7۔ تبعیت

1۔ تبعیت یہ ہے کہ کوئی نجس چیز پاک ہونے سے دوسری نجس چیز بھی پاک ہوجائے

2۔ اگر شراب سرکہ بن جائے تو اس کا برتن بھی جہاں تک ابلنے کے دوران شراب لگی ہے، پاک ہوتا ہے اسی طرح کپڑے اور وہ چیز جو معمولا شراب کے برتن پر ڈالی جاتی ہے اگر شراب کی رطوبت اس تک پہنچی ہے تو پاک ہوتا ہے۔

3۔ پاک کرنے کے وسائل مثلا ہاتھ اور وہ برتن جس میں نجس چیز کو دھویا ہے، نجس چیز کی تبعیت میں پاک ہوتا ہے اور علیحدہ دھونے کی ضرورت نہیں اور برتن کو تین مرتبہ دھونا واجب نہیں ہے مگر یہ استعمال کرنے سے پہلے نجس ہوا ہو تو اس صورت میں اس کو تین مرتبہ دھونا واجب ہے۔

8۔ عین نجاست کا برطرف ہونا

اگر حیوان کا بدن کسی نجس چیز سے آلودہ ہوجائے تو اس کے برطرف ہوتے ہی اس حیوان کا بدن پاک ہوتا ہے اور پانی سے دھونے کی ضرورت نہیں ہے۔ انسان کے بدن کا اندرونی حصہ مثلا منہ یا ناک کا اندرونی حصہ بھی اسی طرح ہے، پس دانت سے نکلنے والا خون اگر آب دہان کے ساتھ باہر نکلے یا تھوکا جائے تو منہ پاک ہوتا ہے۔

9۔ مسلمان کا غائب ہونا

اگر یقین ہوجائے کہ کسی مسلمان کا بدن، لباس یا کوئی اور چیز نجس ہوگئی ہے اور اس مسلمان کو ایک مدت تک نہ دیکھے اور اس کے بعد دیکھے کہ وہ نجس چیز کو پاک چیز کی طرح استعمال کررہا ہے تو وہ چیز پاک ہونے کے حکم میں ہے اس شرط کے ساتھ کہ اس چیز کا مالک پہلے سے اس چیز کے نجس ہونے اور طہارت اور نجاست کے احکام سے باخبر ہو۔

تمرین

1۔ کیا تارکول پر چلنے سے پاؤں اور جوتے کا تلوا پاک ہوتا ہے؟

2۔ سورج کے ذریعے پاک کرنے کی شرائط کیا ہیں؟

3۔ استحالہ کے تین نمونے بیان کریں۔

4۔ نجس تیل میں کیمیائی طریقے سے اس طرح تبدیلی ایجاد کریں کہ کچھ جدید خاصیتیں پیدا ہوجائیں تو کیا پاک ہوتا ہے؟

5۔ زالو انسان کے بدن سے خون چوسے تو پاک ہے یا نجس؟ کیوں؟

6۔ کونسی چیز عین نجاست برطرف ہونے سے پاک ہوتی ہے؟

سبق 12 : مطہرات (3)

طہارت ثابت ہونے کے طریقے۔ اصل طہارت۔ برتنوں کے احکام

2۔ طہارت ثابت ہونے کے طریقے

کسی بھی چیز کا پاک ہونا تین طریقوں سے ثابت ہوتا ہے

1۔ انسان کو نجس چیز کے پاک ہونے پر خود یقین یا اطمینان ہوجائے

2۔ ذوالید یعنی جس شخص کے اختیار میں کوئی چیز ہو (مثلا گھر کا مالک، فروخت کرنے والا یا نوکر) کہے کہ پاک ہوگئی ہے۔

3۔ دو عادل اور قابل اطمینان شخص گواہی دیں۔

توجہ

اگر بلوغت کی عمر کے نزدیک پہنچنے والا بچہ اس چیز کے پاک ہونے کی خبر دے جو اس کے اختیار میں ہو تو قبول کرنا چاہئے دوسرے الفاظ میں اس کے بارے میں اس کی بات معتبر ہے اور ممیز بچہ جو بلوغت کے نزدیک نہیں پہنچا ہے اس کی بات میں احتیاط کی رعایت کرنا چاہئے

3۔ اصل طہارت

طہارت اور نجاست کے بارے میں کلی قانون یہ ہے کہ اشیاء بنیادی طورپر پاک ہیں یعنی ہر وہ چیز جس کی نجاست پر یقین نہ ہو شرعی نظر سے طہارت کے حکم میں ہے اور تحقیق اور پوچھنا لازم نہیں ہے۔

2۔ اصل طہارت کے چند موارد اور نمونے

1۔ جو بچہ ہمیشہ خود کو نجس کرتا ہے اس کا گیلا ہاتھ، آب دہان اور بچی ہوئی غذا کے بارے میں جب تک نجس ہونے کا یقین نہ ہو، طہارت کے حکم میں ہے۔

2۔ اون اور غبار کے بارے میں معلوم نہ ہو کہ نجس لباس سے جدا ہوئے ہیں یا پاک لباس سے تو پاک ہیں اسی طرح اگر جانتے ہوں کہ نجس لباس سے جدا ہوئے ہیں لیکن اس لباس کے پاک حصے سے جدا ہوئے ہیں یا نجس حصے سے۔

3۔ ڈرائی کلینر کو دینے والا لباس اگر پہلے سے نجس نہ ہو تو طہارت کے حکم میں ہے اگرچہ جانتے ہوں کہ ان مکانات کے مالک لباس دھونے کے لئے کیمیکل مواد استعمال کرتے ہیں

4۔ اس جگہ گرنے والا پانی جس جگہ کا پاک یا نجس ہونا معلوم نہ ہو، پاک ہے۔

5۔ شہر کے کچرے اٹھانے والی گاڑیوں سےسڑکوں پر گرنے والی پانی اگر پاک یا نجس ہونا معلوم نہ ہو تو طہارت کے حکم میں ہے اسی طرح سڑکوں پر موجود گڑھے میں جمع ہونے والا اگر پاک یا نجس ہونا معلوم نہ ہو (تو پاک ہے)

6۔ بیوٹی پارلر کے لوازمات مثلا لپ سٹک کے بارے میں معلوم نہ ہو کہ مردار سے تیار کیا گیا ہے یا نہیں تو جب تک شرعی طریقے سے ان کی نجاست ثابت نہ ہوجائے پاک ہے اور ان کو استعمال کرنا اشکال نہیں رکھتاہے۔

7۔ جوتے استعمال کرنے کے دوران اس وقت پاؤں نجس اور نماز کے لئے دھونا ضروری ہوگا جب اس جوتے کا ایسے حیوان کی جلد سے تیار ہونے پر یقین ہوجائے جس کو تذکیہ نہیں کیا گیا ہے اور اور یہ معلوم ہوجائے کہ اس جوتے کے اندر پاؤں سے پسینہ نکلا ہے۔ لیکن پسینہ آنے کے بارے میں شک ہو یا جس حیوان کی جلد سے تیار کیا گیا ہے اس کے تذکیہ کے بارے میں شک ہو تو طہارت کے حکم میں ہے۔

8۔ پینٹنگ اور مصوری وغیرہ میں استعمال ہونے والا برش اگر سؤر کے بال سے تیار ہونا معلوم نہ ہو تو پاک ہے اور اس کو ان کاموں میں بھی استعمال کرنا اشکال نہیں رکھتا جو طہارت سے مشروط ہیں۔

9۔ جس شخص کا مسلمان یا کافر ہونا معلوم نہ ہو طہارت کے حکم میں ہے اور اس کے دین کے بارے میں پوچھنا واجب نہیں ہے۔

10۔ غیر کتابی کفار (مثلا بدھ مت) کے ہوٹل اور گھروں کے دروازے، دیواریں، سامان اور ان میں موجود لوازمات کا پاک یا نجس ہونا معلوم نہ ہو تو طہارت کے حکم میں ہے (البتہ نجاست پر یقین ہونے کی صورت میں بھی ان سب کو دھونا واجب نہیں ہے۔ فقط ان نجس اشیاء کو پاک کرنا واجب ہےجو کھانے پینے اور نماز پڑھنے میں استعمال ہوتے ہیں)

11۔ مسلمانوں اور کفار کے مشترکہ استعمال کی چیزیں مثلا گاڑیوں اور ریل کی کرسی وغیرہ کا نجس یا پاک ہونا معلوم نہ ہو تو پاک ہیں۔

4۔ برتنوں کے احکام

سونے یا چاندی سے تیار شدہ برتن میں کھانا اور پینا حرام ہے لیکن ان کو اپنے پاس رکھنا یا ـکھانے اور پینے کے علاوہ ـ دیگر کاموں میں استعمال کرنا حرام نہیں ہے۔

توجہ

جس برتن پر سونے یا چاندی کا پانی چڑایا گیا ہے یا سونے یا چاندی سے مخلوط دھات سے تیار کیا گیا ہو اس طرح کہ سونے یا چاندی کا برتن نہیں کہا جاتا ہو تو سونے اور چاندی کے برتن کا حکم نہیں رکھتا ہے۔

تمرین

1۔ طہارت ثابت ہونے کے طریقوں کو بیان کریں۔

2۔ اصل طہارت کا کیا مطلب ہے؟

3۔ جو بچہ ہمیشہ خود کو نجس کرتا ہے، اس کے تر ہاتھ، آب دہان اور بچی ہوئی غذا کا کیا حکم ہے؟

4۔ کیا ڈرائی کلینر کو دینے والا کپڑا طہارت کے حکم میں ہے؟

5۔ سڑک پر موجود گڑھے میں جمع ہونے والا پانی پاک ہے یا نجس؟

6۔ سونے اور چاندے کے برتن رکھنے کا کیا حکم ہے؟

سبق 13 : وضو (1)

وضو کا معنیٰ وضو کی کیفیت

1۔ وضو کا معنی

وضو مخصوص شرائط اور کیفیت کے ساتھ چہرے اور ہاتھوں کو دھونے اور سر کے اگلے حصے اور پاوں کے اوپر مسح کرنے کو کہتے ہیں۔ دین اسلام میں معنوی طہارت کا ذریعہ بننے والا یہ عمل بعض واجب اور مستحب اعمال کے لئے مقدمہ ہے مثلا نماز، طواف، قرآن کی تلاوت اور مسجد میں داخل ہونا وغیرہ

2۔ وضو کی کیفیت

چہرے کو پیشانی کے بالائی حصے سے ٹھوڑی کے آخر تک دھونا

ہاتھوں کو کہنیوں سے لے کر انگلیوں کے سرے تک دھونا

سر کے اگلے حصے کا مسح کرنا

پاؤں کی انگلیوں کے سرے سے لے کر جوڑ تک مسح کرنا

توجہ

وضو کی ترتیب یہ ہے کہ چہرے کو پیشانی کے بالائی حصے یعنی جس جگہ بال اگتے ہیں، سے لے کر ٹھوڑی کے آخر تک دھوئیں اس کے بعد دائیں ہاتھ کو کہنی سے لے کر انگلیوں کے سرے تک اور اس کے بعد بائیں ہاتھ کو کہنی سے لے کر انگلیوں کے سرے تک دھوئیں اس کے بعد تر ہاتھ کو سر کے اگلے حصے پر پھیریں اور آخر میں تر ہاتھ کو دونوں پاؤں کے اوپر انگلیوں کے سرے سے لے کر جوڑ تک کھینچیں۔

الف۔ چہرے اور ہاتھوں کو دھونا

1۔ چہرے کو دھوتے وقت جتنا حصہ درمیانی انگلی اور انگوٹھے کے درمیان آجائے دھونا چاہئے

2۔ بالوں کے اندر چھپے ہوئے چہرے میں بالوں کو دھونا کافی ہے اور وضو کا پانی جلد تک پہنچانا لازم نہیں ہے مگر یہ کہ بال اس قدر کم ہو کہ جلد واضح طور دکھائی دے۔

3۔ دھونا صدق آنے کا معیار یہ ہے کہ پانی پورے عضو تک پہنچ جائے اگر ہاتھ پھیرنے کی وجہ سے کیوں نہ ہو اور دھونا صدق آئے بغیر صرف تر ہاتھ کو اعضا کے ساتھ مس کرنا کافی نہیں ہے۔

4۔ وضو میں چہرے اور ہاتھوں کو اوپر سے نیچے کی طرف دھونا چاہئے اور اگر نیچے سے اوپر کی طرف دھوئیں تو وضو باطل ہے۔

5۔ چہرے اور ہاتھوں کو پہلی مرتبہ دھونا واجب، دوسری مرتبہ دھونا جائز اور تیسری مرتبہ اور اس سے زیادہ دھونا غیر شرعی (حرام) ہے۔

توجہ

ہر مرتبہ کی تعیین کا معیار انسان کا ارادہ ہے پس اگر پہلی مرتبہ دھونے کی نیت سے کئی مرتبہ پانی ڈالیں تو کوئی اشکال نہیں ہے۔

ب۔ سر اور پاؤں کا مسح

1۔ سر کی جلد پر مسح کرنا واجب نہیں ہے بلکہ سر کے اگلے حصے کے بالوں پر مسح کرنا کافی ہے لیکن دوسرے حصوں کے بال آکر اگلے حصے پر جمع ہوگئے ہوں تو یا اگلے حصے کے بال اتنے لمبے ہوں کہ چہرے یا کندھوں پر ڈالا گیا ہو تو ان پر مسح کرنا کافی نہیں ہے اور مانگ نکال کر جلد یا بالوں کی جڑوں پر مسح کرنا چاہئے۔

توجہ

جس شخص کے سر کے اگلے حصے میں مصنوعی بال لگائے گئے ہوں چنانچہ ٹوپی کی مانند ہوں تو مسح کرنے کے لئے ان کو اتارنا چاہئے لیکن اگر سر کی جلد اگائے گئے ہوں اور ان کو اتارنا ممکن نہ ہو یا ضرر اور تکلیف کا باعث ہو اور بالوں کی موجودگی میں رطوبت کو سر کی جلد تک پہنچانا ممکن نہ ہو تو بالوں کے اوپر مسح کرنا کافی ہے۔

2۔ پاؤں کے مسح کی جگہ پاؤں کے اوپر کسی ایک انگلی کے سرے سے لے کر جوڑ تک ہے۔

توجہ

اگر پاؤں کا مسح انگلیوں کے سرے کو شامل نہ کرے بلکہ انگلیوں کے کچھ حصے اور پاؤں کے اوپر مسح کریں تو وضو باطل ہے البتہ اگر شک ہو کہ مسح کرتے وقت انگلیوں کے سرے سے کیا ہے یا نہیں تو اس کا وضوصحیح ہونے کے حکم ہے۔

3۔ سر اور پاؤں کا مسح اس تری کے ساتھ ہونا چاہئے جو ہاتھوں پر وضو کے پانی سے بچا ہوا ہو اور اگر رطوبت باقی نہ ہو تو ہاتھ کو پانی سے تر نہیں کرسکتے ہیں بلکہ ہاتھ کو داڑھی یا ابرو کی رطوبت سے تر کرکے مسح کرنا چاہئے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ دائیں ہاتھ سے سر کا مسح کرے لیکن اوپر سے نیچے کی طرف کھینچنا لازم نہیں ہے۔

توجہ

اگر وضو کرنے والا وضو کی نیت سے چہرے اور ہاتھوں کو دھوتے وقت پانی کے نلکے کو کھولے اور بند کرے تو کوئی اشکال نہیں ہے اور وضو صحیح ہونے میں کوئی اشکال ایجاد نہیں کرتا ہے لیکن بائیں ہاتھ دھونے کے بعد اور اس سے مسح کرنے سے پہلے اپنا ہاتھ تر نلکے سے لگائے تو اور ہاتھ پر موجود وضو کا پانی باہر کے پانی سے مخلوط ہوجائے تو وضو اور باہر کے پانی سے مخلوط رطوبت سے مسح صحیح ہونا محل اشکال ہے۔

چونکہ پاؤں کا مسح دونوں ہاتھوں کی ہتھیلی پر باقی رہنے والی وضو کی رطوبت سے ہونا چاہئے پس ضروری ہے کہ سر کا مسح کرتے وقت ہاتھ پیشانی کے بالائی حصے تک نہ پہنچے اور چہرے کی رطوبت نہ لگے تاکہ ہاتھ کی رطوبت جو پاؤں کا مسح کرتے وقت ضروری ہے، چہرے کی رطوبت سے مخلوط نہ ہوجائے۔

4۔ مسح میں ہاتھوں کو سر یا پاؤں کے اوپر کھینچنا چاہئے پس اگر ہاتھ کو آرام سے رکھ کر سر یا پاؤں کو اس کے نیچے حرکت دیں تو مسح باطل ہے۔

5۔ مسح کی جگہ خشک ہونا چاہئے یا اس قدر تر نہ ہو کہ ہتھیلی کی تری اس پر کوئی اثر نہ کرے۔

توجہ

اگر پاؤں پر پانی کے کچھ قطرے موجود ہوں تو ان قطروں کو مسح کرنے کی جگہ سے صاف کرنا چاہئے تاکہ مسح کرتے وقت ہاتھ کی رطوبت پاؤں پر اثر کرے نہ برعکس

6۔ اگر پاؤں کا اوپر والا حصہ نجس ہو اور مسح کے لئے پانی سے نہ دھوسکیں تو تیمم کرنا چاہئے۔

وضو کی کیفیت کے بارے میں ایک نکتہ

وضو کے افعال اور کفییت میں مرد اور عورت کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے مگر یہ کہ مرد کے لئے مستحب ہے کہ کہنیوں کو دھوتے وقت بیرونی حصے سے شروع کرے اور عورت اندرونی حصے سے۔

تمرین

1۔ وضو کی کیفیت اور ترتیب کی وضاحت کریں۔

2۔ کیا چہرے اور ہاتھوں پر تین چلو پانی ڈالنے سے وضو باطل ہوتا ہے؟ کیوں؟

3۔ اگر وضو کرنے والا چہرے اور ہاتھوں کو دھوتے وقت پانی کے نلکے کو کھولے اور بند کرے تو کوئی اشکال ہے؟

4۔ اگر سر کے مسح کی رطوبت چہرے کی رطوبت سے مل جائے تو کیا وضو باطل ہوتا ہے؟

5۔ مسح کرتے وقت پانی کے چند قطروں کے پاؤں پر ہونے سے وضو کے لئے اشکال ہوگا؟

6۔ مرد اور عورت کے وضو میں کیا فرق ہے؟ بیان کریں۔

سبق 14: وضو (2)
(وضو کی شرائط ((1))

3۔ وضو کی شرائط

وضو کرنے والے کی شرائط

(نیت) قصد قربت کے ساتھ وضو کرے
پانی کے استعمال میں کوئی مانع نہ ہو

وضو کے پانی کی شرائط

وضو کا پانی مطلق ہو
پانی پاک ہو
پانی مباح ہو (غصبی نہ ہو)

وضو کے برتن کی شرط

مباح ہو

وضو کے اعضاء کی شرائط

پاک ہوں
پانی پہنچنے میں کوئی مانع نہ ہو
وضو کی کیفیت کی شرائط
دھونے اور مسح کرنے میں ترتیب کی رعایت کی جائے (ترتیب)
وضو کے افعال کو پے درپے انجام دیا جائے (موالات)
اختیاری حالت میں وضو کے افعال کو خود انجام دے (مباشرت)

وضو کے وقت کی شرط

وضو اور نماز کی مقدار کے برابر وقت باقی ہو

1۔ نیت

1۔ وضو کو قصد قربت یعنی اس مخصوص عمل کو خدا کے فرمان کو بجالانے کی نیت کے ساتھ انجام دینا چاہئے۔

2۔ وضو کی نیت خالص ہو بنابراین اگر قصد قربت کے ساتھ ریا کیا جائے تو وہ ریا اصل عمل میں ہونے کی صورت میں وضو باطل ہے اور اگر وضو کے بعض واجب افعال کو ریا کے طور پر انجام دیا جائے تو اگرچہ یہ کام حرام ہے لیکن چنانچہ موالات ختم ہونے سے پہلے خالص قصد قربت کے ساتھ اس حصے کو دوبارہ انجام دئے تو وضو صحیح ہے۔

2۔ پانی کے استعمال میں کوئی مانع نہ ہو

1۔ اگر کوئی ڈرتا ہو کہ وضو کرنے سے مریض ہوگا یا پانی کو وضو کے لئے استعمال کرے تو پیاسا رہ جائے گا تو وضو نہیں کرنا چاہئے۔

2۔ اگر کوئی جانتا ہو کہ پانی اس کے لئے مضر ہے اور وضو کرے تو اس کا وضو باطل ہے۔

3۔ وضو کا پانی مطلق ہو

وضو کا پانی مطلق ہونا چاہئے بنابراین مضاف پانی سے وضو کرنا باطل ہے۔

4۔ وضو کا پانی پاک ہو

وضو کا پانی پاک ہونا چاہئے بنابراین نجس پانی سے وضو کرنا باطل ہے۔

توجہ

اگر کسی کو پانی کا نجس یا مضاف ہونا معلوم نہ ہو یا فراموش کرے اور اس وضو کے ساتھ نماز پڑھی ہو تو اس نماز کو دوبارہ پڑھنا چاہئے۔

اگر کسی کے پاس نجس یا مضاف کے علاوہ پانی نہ ہو تو نماز کے لئے تیمم کرنا چاہئے۔

4۔ پانی

وضو کا پانی اور برتن مباح ہو

1۔ وضو کا پانی مباح ہونا چاہئے بنابراین غصبی پانی سے وضو کرنا جائز نہیں اور باطل ہے۔

2۔ اگر غصبی برتن میں مباح پانی ہو اور وضو ارتماسی کرے اور یا اس برتن سے چہرے اور ہاتھوں پر پانی ڈالے تو وضو باطل ہے لیکن اگر ہاتھ کی ہتھیلی یا کسی اور وسیلے سے اس برتن سے پانی نکالے اور چہرے اور ہاتھوں پر ڈالے تو اس کا وضو صحیح ہے اگرچہ غصبی برتن کو استعمال کرنے کی وجہ سے گناہ کا مرتکب ہوا ہے۔

3۔ اگر کوئی شخص نہیں جانتا ہو کہ غصبی پانی اور برتن میں وضو باطل ہے اور حتی کہ وضو کے باطل ہونے کا احتمال بھی نہیں دیتا ہو تو اس کا وضو صحیح ہے۔

توجہ

جس مکان کا پانی تمام نمازیوں کے وضو کرنے کے لئے رکھا گیا ہو اس کو استعمال کرنا کوئی اشکال نہیں رکھتا ہے۔

حکومتی اداروں کے مراکز اور مساجد میں وضو کرنا جن کو حکومت دوسرے اسلامی ممالک میں تعمیر کرتی ہے، جائز ہے اور شرعا کوئی مانع نہیں ہے۔

اگر واٹر بورڈ پریشر والا پمپ لگانے اور اور اس کو استعمال کرنے سے منع کرے تو پمپ لگانا اور استعمال کرنا جائز نہیں ہے اور پمپ سے حاصل ہونے والے پانی سے وضو کرنا محل اشکال ہے حتی کہ عمارتوں کی بالائی منزلوں میں رہنے والے پانی کا پریشر کم ہونے کی وجہ سے پمپ استعمال کرنے پر مجبور ہوجائیں (پھر بھی محل اشکال ہے)

رہائشی اور غیر رہائشی عمارتوں کے صارفین شرعی نظر میں واجبات کی ادائیگی (مثلا ٹھنڈے اور گرم پانی کا خرچہ، ہوا کشی اور نگہبانی کے اخراجات) کے حوالےسے جتنی مقدارمیں مشترکہ وسائل کو استعمال کرتے ہیں اسی کے مطابق مدیون ہیں اور اگر پانی کے پیسے ادا کرنے سے انکار کریں تو ان کا وضو محل اشکال بلکہ باطل ہے۔

تمرین

1۔ وضو کرنے والے کی شرائط بیان کریں۔

2۔ وضو کے پانی میں کون کونسی شرائط ہونا ضروری ہے؟

3۔ حکومت اسلامی ممالک میں جو مراکز ، مساجد اور ادارے تعمیر کرتی ہے ان میں وضو کرنے کا کیا حکم ہے؟

4۔ اگر واٹر بورڈ پریشر پمپ لگانے اور اس کو استعمال کرنے سے منع کرے تو پمپ کے ذریعے حاصل ہونے والے پانی سے وضو کرنے کا کیا حکم ہے؟

5۔ رہائشی عمارتوں میں رہنے والے لوگ اگر سہولیات کے اخراجات ادا کرنے سے انکار کریں تو کیا ان کا وضو صحیح ہے؟

سبق 15: وضو (3)
وضو کی شرائط ((2)

7۔ وضو کے اعضاء پاک ہوں

وضو کے اعضاء دھوتے اور مسح کرتے وقت پاک ہونا چاہئے لیکن جس حصے کو دھویا یا مسح کیا ہو اگر وضو مکمل ہونے سے پہلے نجس ہوجائے تو وضو صحیح ہے البتہ نماز کی خاطر نجاست سے اس کو پاک کرنا واجب ہے۔

توجہ

اگر کوئی عضو پہلے نجس تھا اور شک کرے کہ پاک کرنے کے بعد وضو کیا ہے یا نہیں تو وضو صحیح ہے لیکن ہر صورت میں اس حصے کو دھونا چاہئے۔

8۔ وضو کے اعضاء تک پانی پہنچنے میں کوئی مانع نہ ہو

وضو کے اعضاء تک پانی پہنچنے میں کوئی مانع نہ ہو ورنہ وضو باطل ہے۔

توجہ

چہرے اور بال پر طبیعی طور پر لگنے والی چربی مانع شمار نہیں ہوتی ہے مگر اتنی زیادہ ہو کہ جلد اور بال تک پانی پہنچنے میں مانع بن جائے

ناخن پر لگی پالش کی تہہ ہو تو ناخن تک پانی پہنچنے سے مانع بنتی ہے اور وضو باطل ہے۔

مصنوعی رنگ جس کو عورتیں سر کے بالوں اور ابرو پر رنگ کرنے کے لئے استعمال کرتی ہیں چنانچہ اگر صرف رنگ ہو اور بال تک پانی پہنچنے میں مانع بننے والی تہہ نہ ہو تو وضو صحیح ہے۔

سیاہی کی اگر تہہ ہو اور جلد تک پانی پہنچنے میں مانع بنے تو وضو باطل ہونے کا باعث ہے اور اس چیز کی تشخیص بندے کی اپنی ذمہ داری ہے۔

جسم پر ٹیٹو بنانا اگر صرف رنگ ہو یا جلد کے نیچے ہو اور جلد کے ظاہری حصے پر پانی پہنچنے میں کوئی مانع موجود نہ ہو تو وضو صحیح ہے۔

صرف پلاسٹر یا اعضاء کے خشک ہونے کے بعد ظاہر ہونے والا صابن وضو کے لئے مضر نہیں ہے مگر یہ کہ تہہ ہو جو جلد کے ظاہری حصے تک پانی پہنچنے میں مانع ہو۔

اگر جانتا ہو کہ وضو کے اعضاء سے کوئی چیز لگی ہوئی ہے لیکن پانی پہنچنے میں مانع بننے یا نہ بننے میں شک ہو تو اس کو برطرف کرنا چاہئے۔

اگر وضو سے پہلے جانتا ہو کہ بعض اعضاء پر پانی پہنچنے میں کوئی مانع ہے اور وضو کے بعد شک کرے کہ پانی پہنچا ہے یا نہیں تو وضو صحیح ہے۔

اگر شک کرے کہ وضو کے اعضاء کے ساتھ پانی پہنچنے سے کوئی مانع چسپان ہے یا نہیں چنانچہ عرف کی نگاہ میں یہ احتمال بجا ہے ۔ مثلا گارا بنانے کے بعد احتمال دے کہ گارا اس کے ہاتھ سے لگا ہوا ہے یا نہیں ۔ تو تحقیق کرنا چاہئے یا ہاتھ کو اتنا ملنا چاہئے کہ اس کے برطرف ہونے یا جلد تک پانی پہنچنے کا اطمینان ہوجائے۔

9۔ ترتیب

وضو کو اسی ترتیب کے مطابق انجام دینا چاہئے جو پہلے بیان کیا گیا ہے اور اگر کسی اور ترتیب کے مطابق عمل کرے تو وضو باطل ہے۔

10۔ موالات

وضو کے افعال کو متعارف طریقے پرپے در پے انجام دینا لازم ہے اس طرح کہ اگر ان کے درمیان اتنا فاصلہ آئے کہ کسی عضو کو دھوتے یا مسح کرتے وقت اس سے پہلے دھویا ہوا عضو خشک ہوجائے تو وضو باطل ہے۔

11۔ مباشرت

جو شخص وضو کرنا چاہتا ہے اس کو چاہئے کہ وضو کے تمام افعال کو خود انجام دے اور اگر کوئی اور اس کو وضو کرائے یا چہرے اور ہاتھوں پر پانی ڈالنے اور سر اور پاؤں کا مسح کرنے میں اس کی مدد کرے تو وضو باطل ہے۔

توجہ

اگر کوئی بیماری وغیرہ کی وجہ سے خود وضو نہ کرسکے تو جتنی مقدار اس کی قدرت سے باہر ہے اس کے لئے دوسرے کی مدد حاصل کرے البتہ وضو کرنے والے کو چاہئے کہ خود نیت کرے اور اگر ممکن ہو تو اپنے ہاتھ سے مسح کا عمل انجام دینا چاہئے۔ اگر نہ کرسکے تو نائب اس کا ہاتھ پکڑے اور اس سے مسح کرائے۔ اگر اس سے بھی عاجز ہے تو نائب اس کے ہاتھ سے رطوبت لے کر مسح کرے۔ اگر اس شخص کے ہاتھ کی ہتھیلی نہ ہوتو مسح کے لئے کلائی اور کہنے کے درمیانی حصے سے رطوبت حاصل کرے اور اگر کلائی اور کہنی کا درمیانی حصہ بھی نہ ہو تو اس کے چہرے سے رطوبت حاصل کرے اور اس سے سر اور پاؤں کا مسح کرے۔

12۔ وضو اور نماز کے لئے وقت کافی ہو

اگر نماز کا وقت اس قدر تنگ ہو کہ وضو کرنے کی صورت میں پوری نماز کو وقت کے اندر نہیں پڑھ سکتا ہو اور ایک حصہ وقت کے بعد پڑھنا پڑھے تو اس صورت میں وضو نہیں کرنا چاہئے بلکہ تیمم کرکے نماز پڑھنا چاہئے البتہ اگر تیمم بھی وضو کے برابر وقت لے تو اس صورت میں وضو کرنا چاہئے۔

تمرین

1۔ وضو کے اعضاء کی شرایط کیا ہیں؟

2۔ وضو کی کیفیت کی شرائط کیا ہیں؟

3۔ اگر وضو کا کوئی عضو دھونے کے بعد لیکن مکمل ہونے سے پہلے نجس ہوجائے تو کیا حکم ہے؟

4۔ بال اور چہرے پر طبیعی طور پر لگنے والی چربی مانع شمار ہوتی ہے؟

5۔ اگر جانتا ہو کہ وضو کے اعضاء سے کوئی چیز لگی ہے لیکن شک کرے کہ پانی پہنچنے میں مانع ہے یا نہیں تو کیا وظیفہ ہے؟

6۔ ترتیب اور موالات کے درمیان کیا فرق ہے؟ وضاحت کریں۔

4۔ ارتماسی وضو

1۔ ارتماسی وضو کا معنی

وضو میں جائز ہے کہ انسان چہرے اور ہاتھوں پر پانی ڈالنے کے بجائے وضو کی نیت سے ان کو پانی میں ڈال دے اور باہر لائے۔ اس عمل کو ارتماسی وضو کہتے ہیں۔

2۔ ارتماسی وضو کے احکام

1۔ ارتماسی وضو میں بھی اعضاء کو اوپر سے نیچے کی طرف دھونا واجب ہے۔

2۔ ارتماسی وضو میں چہرے اور ہاتھوں کو فقط دو مرتبہ پانی میں ڈال سکتے ہیں۔ پہلی مرتبہ واجب ، دوسری مرتبہ جائز اور اس سے زیادہ جائز نہیں ہے۔ ہاتھوں کو پانی سے نکالنے کے دوران وضو کے لئے دھونے کی نیت کرنا چاہئے تاکہ اس طرح وضو کے پانی سے مسح کرسکیں۔

5۔ وضوئے جبیرہ

1۔ وضوئے جبیرہ کا معنی

جس چیز سے زخم اور چوٹ کو باندھا جاتا ہے اور زخم وغیرہ پر جو دوائی ڈالی جاتی ہے اس کو جبیرہ کہتے ہیں۔

اگر وضو کے اعضاء زخم، چوٹ یا جلنے کی وجہ سے بندھے ہوئے ہوں اور کھولنا ممکن نہ ہوتو (اوپر سے نیچے کی طرف ترتیب کی رعایت کرتے ہوئے) جن حصوں کو دھونا ممکن ہے دھونا چاہئے اور جبیرہ کو دھونے کے بجائے تر ہاتھ کھینچنا چاہئے اور اگر مسح کی جگہ پر جبیرہ ہوتو جبیرہ پر مسح کرنا چاہئے۔ اس کو وضوئے جبیرہ کہتے ہیں۔

2۔ وضوئے جبیرہ کے احکام

1۔ اگر وضو کے اعضاء (چہرے اور ہاتھ) پر زخم یا چوٹ ہو اور کھلا ہوا ہو چنانچہ پانی مضر نہ ہو تو دھونا چاہئے اور اگر دھونا مضر ہوتو اس کے اطراف کو دھونا چاہئے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ تر ہاتھ کو اس پر کھینچنا مضر نہ ہو تو کھینچنا چاہئے۔

2۔ اگر مسح کی جگہ پر زخم ہو اور تر ہاتھ کو نہیں کھینچ سکتا ہو تو وضو کے بجائے تیمم کرے لیکن زخم پر کپڑا رکھ کر ہاتھ کھینچنا ممکن ہوتو احتیاط واجب یہ ہے کہ تیمم کے علاوہ اس طرح مسح کرکے وضو بھی کرے۔

3۔ اگر وضو کے کسی عضو پر زخم ہو جس سے ہمیشہ خون نکلتا ہو تو واجب ہے کہ زخم پر جبیرہ رکھے کہ خون نہ نکلے مثلا نائلون

4۔ اگر کسی کومعلوم نہ ہو کہ اس کا وظیفہ تیمم ہے یا وضوئے جبیرہ تو احتیاط کی بناپر دونوں (تیمم اور وضوئے جبیرہ) انجام دے۔

5۔ جس شخص کے اعضا پر جبیرہ ہے اگر آخری وقت تک عذر برطرف ہونے سے مایوس ہو تو اول وقت میں نماز پڑھ سکتا ہے۔ اگر مایوس نہ ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ نماز میں تاخیر کرے اور اگراس کا عذر برطرف نہ ہوجائے تو وضوئے جبیرہ کے ساتھ نماز پڑھے۔

6۔ مبطلات وضو

1۔ پیشاب نکلنا

2۔ پاخانہ نکلنا

3۔ معدہ یا انتڑیوں سے ہوا نکلنا

4۔ اس طرح نیند آنا کہ آنکھ نہ دیکھے اور کان نہ سنے

5۔ وہ چیزیں جو عقل کو زائل کرتی ہیں مثلا دیوانگی، مستی اور بے ہوشی

6۔ عورتوں کا استحاضہ

7۔ ہر وہ چیز جو غسل کا باعث بنتی ہے مثلا جنابت، حیض اور مس میت

توجہ

وضو کو باطل کرنے والی چیزوں کو مبطلات وضو کہتے ہیں۔

مبطلات وضو پیش آنےسے نابالغ بچہ بھی (بالغ افراد کی طرح) محدث ہوجاتا ہے (یعنی اس کا وضو باطل ہوجاتا ہے)

7۔ وضو کے احکام

1۔ جو شخص اپنا وضو باطل ہونے کے بارے میں جاہل ہو اور وضو کے بعد متوجہ ہوجائے تو واجب ہے کہ وضو سے مشروط اعمال کے لئے دوبارہ وضو کرے اور باطل وضو کے ساتھ نماز پڑھی ہے تو اس کو بھی دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔

2۔ جو شخص وضو کے افعال اور شرائط مثلا پانی کا پاک ہونا اور غصبی نہ ہونا میں زیادہ شک کرتا ہے اس کو چاہئے کہ اپنے شک پر اعتناء نہ کرے

وضو میں شک

اصل وضو میں شک (یعنی شک کرے کہ وضو کیا ہے یا نہیں)

نماز سے پہلے ہوتو وضو کرنا چاہئے

نماز کے دوران ہوتو اس کی نماز باطل ہے اور دوبارہ وضو کرکے دوبارہ نماز پڑھے

نماز کے بعد (شک کرے کہ وضو کے ساتھ نماز پڑھی ہے یا نہیں) تو جو نماز پڑھی ہے وہ صحیح ہے لیکن بعد والی نمازوں کے لئے وضو کرنا چاہئے

وضو باطل ہونے کے بارے میں شک کرے (یعنی شک کرے کہ وضو باطل ہوا ہے یا نہیں) تو وضو باطل نہ ہونے پر بنا رکھے

وضو صحیح ہونے کے بارے میں شک (وضو کرنے کے بعد شک کرے کہ وضو صحیح کیا ہے یا نہیں) تو اپنے شک کی پروا نہ کرے (اور صحیح ہونے پر بنا رکھے)

تمرین

1۔ ارتماسی وضو میں کئی مرتبہ چہرے اور ہاتھوں کو پانی میں ڈال سکتے ہیں یا فقط دو مرتبہ جائز ہے؟

2۔ کسی شخص کے اعضائے وضو پر زخم یا چوٹ ہو تو اس کا کیا وظیفہ ہے؟

3۔ کسی کے اعضائے وضو پر ایسازخم ہے کہ جبیرہ رکھنے کے باوجود ہمیشہ خون نکلتا ہے تو کیسے وضو کرے گا؟

4۔ مبطلات وضو بیان کریں۔

5۔ حدث اصغر کی وجہ سے کیا نابالغ بچہ بھی محدث ہوجاتا ہے؟

6۔ اگر کوئی وضو باطل ہونے یا نہ ہونے میں شک کرے تو کیا حکم ہے؟

8۔ وضو کے اہداف (وہ افعال جن کے لئے وضو کرنا ضروری ہے)

1۔ عمل کے صحیح ہونے کی شرط یعنی اگر وضو کے بغیر اس عمل کو انجام دیا جائے تو صحیح نہیں ہے

(نماز میت کے علاوہ) تمام واجب اور مستحب نمازیں

نماز کے فراموش شدہ اجزا (سجدہ اور تشہد)

واجب طواف

2۔ عمل جائز (حرام نہ ہونے) کی شرط یعنی اگر وضو کے بغیر وہ عمل انجام دیں تو حرام ہے

قرآن کے حروف کو مس کرنا

خداوند عالم کے اسماء اور مخصوص صفات کو مس کرنا

انبیاء اور ائمہ معصومین علیہم السلام کے اسماء کو مس کرنا احتیاط واجب کی بنا پر

3۔ عمل کامل ہونے کی شرط مثلا قرآن پڑھنے کے لئے وضو کرنا

4۔ عمل وجود میں آنے کے لئے شرط مثلا طہارت کے ساتھ رہنے کے لئے وضو کرنا

5۔ عمل کی کراہت ختم کرنے کے لئے شرط مثلا جنابت کی حالت میں کھانا کھانا کہ وضو کرنے سے اس کی کراہت ختم ہوجاتی ہے۔

توجہ

تمام واجب اور مستحب نمازوں اور ان کے فراموش شدہ اجزا کے صحیح ہونے کے لئے وضو شرط ہے بنابر این کوئی بھی نماز وضو کے بغیر صحیح نہیں ہے مگر نماز میت جس کے لئے وضو لازم نہیں ہے۔

خانہ خدا کے واجب طواف کے صحیح ہونے کے لئے وضو شرط ہے اور اس کے بغیر طواف باطل ہے۔ واجب طواف سے مراد وہ طواف ہے جو حج اور عمرہ کا جز ہے اگرچہ وہ حج یا عمرہ مستحب ہو لیکن مستحب طواف جو حج اور عمرہ کے علاوہ بجا لایا جاتا ہے، کے لئے وضو لازم نہیں ہے۔

ا گر عرفا نماز کا وقت نزدیک ہوتو واجب نماز پڑھنے کے لئے وضو کرنے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

طہارت کے ساتھ رہنے کی نیت سے وضو کرنا شرعا مستحب اور مطلوب ہے اور مستحب وضو کے ساتھ نماز پڑھنا جائز ہے

مستحب ہے کہ انسان ہمیشہ باوضو رہے مخصوصا مسجد اور مقدس مکانات میں داخل ہوتے وقت، تلاوت قرآن اور سوتے وقت وغیرہ

وضو صحیح طریقے سے انجام دینے کے بعد جب تک وہ باطل نہ ہوجائے ہر طہارت سے مشروط عمل انجام دینا جائز ہے بنابراین لازم نہیں ہے کہ ہر نماز کے لئے الگ وضو کرے بلکہ ایک وضو سے جب تک وہ باطل نہ ہوجائے جتنی چاہے نمازیں پڑھ سکتا ہے۔

1۔ قرآن کو مس کرنا

وضو کے بغیر قرآن کے حروف کو چھونا حرام ہے۔ یہ قرآن کریم سے مخصوص نہیں ہے بلکہ وہ تمام قرآنی آیات و کلمات شامل ہیں جو دوسری کتابوں یا اخبارات، مجلے اور بورڈ وغیرہ پر ہوں۔

توجہ

بدن کے تمام حصے مثلا ہونٹ اور چہرہ وغیرہ ہاتھ کے حکم میں ہیں۔

2۔ اللہ تعالی، انبیاء اور ائمہ معصومین علیہم السلام کے اسماء کو مس کرنا

1۔ اللہ تعالی کی ذات سے مخصوص اسماء اور صفات کو وضو کے بغیر مس کرنا حرام ہے اور احتیاط (واجب) کی بناپر انبیائے کرام اور ائمہ معصومین علیہم السلام کے نام بھی اللہ کے نام کا حکم رکھتے ہیں۔

2۔ لفظ جلالہ "اللہ" کو وضو کے بغیر مس کرنا جائز نہیں ہے اگرچہ کسی مرکب نام مثلا عبداللہ یا حبیب اللہ کا جز ہو۔

3۔ اسلامی جمہوری ایران کا لوگو اگر عرف کی نظر میں اسم جلالہ شمار ہوجائے تو طہارت کے بغیر چھونا حرام ہے اس صورت کے علاوہ کوئی اشکال نہیں ہے اگرچہ احوط (استحبابی) یہ ہے کہ اس کو طہارت کے بغیر مس نہ کرے۔

4۔ وہ ضمیریں جو اللہ تعالی کی ذات کی طرف پلٹتی ہیں مثلا "بسمہ تعالی" میں موجود ضمیر لفظ جلالہ "اللہ" کا حکم نہیں رکھتی ہے۔

5۔ لفظ جلالہ "اللہ" کے بجائے ہمزہ اور تین نقطے لکھنے میں شرعا کوئی مانع نہیں ہے اور ہمزہ اور تین نقطے لفظ جلالہ کا حکم نہیں رکھتے ہیں اور وضو کے بغیر ان کو چھونا جائز ہے۔

6۔ صرف اس احتمال سے لفظ جلالہ "اللہ" کو لکھنے سے گریز کرنا تاکہ بے وضو افراد اس کو مس نہ کریں، کوئی مانع نہیں ہے

قرآنی آیات اور اللہ تعالی اور انبیاء و ائمہ معصومین علیہم السلام کے اسماء مبارکہ کو مس کرنے کے بارے میں چند نکات

قرآنی آیات یا اسماء مبارکہ لکھے ہوئے تعویز کو گلے میں ڈالنا کوئی اشکال نہیں رکھتا ہے لیکن تحریر (طہارت کے بغیر) بدن سے نہ لگنے پائے۔

اگر کھانا کھاتے وقت قرآنی آیات مثلا آیت الکرسی یا اسماء مبارکہ لکھے ہوئے برتن استعمال کرنا چاہے تو باوضو ہو یا ہاتھ اور بدن قرآنی آیات اور اسماء مبارکہ سے مس نہ ہوجائیں تو کوئی اشکال نہیں ہے۔

جو شخص کتابت کی مشین کے ذریعے قرآنی آیات یا اللہ تعالی اور ائمہ معصومین علیہم السلام کے نام لکھتا ہے لازم نہیں کہ لکھتے وقت باوضو ہو (یہ کام طہارت سے مشروط نہیں ہے) لیکن وضو کے بغیر ان کو مس کرنے سے اجتناب کرنا چاہئے

انگوٹھی پر نقش کلمات کو مس کرنے کے لئے طہارت شرط ہےمثلا قرآنی کلمات وغیرہ ہوتو طہارت کے بغیر چھونا جائز نہیں ہے۔

قرآنی آیات اور اسماء جلالہ وغیرہ کا نشرو اشاعت کوئی اشکال نہیں رکھتا ہے لیکن جس کو بھی مل جائیں شرعی احکام کی رعایت کرنا واجب ہے اور بے احترامی اور نجس کرنے اور وضو کے بغیرہاتھ لگانے سے اجتناب کرنا چاہئے۔

جن اخبارات میں قرآنی آیات اور اسماء مبارکہ لکھے ہوئے ہیں، ان مختلف کاموں مثلا روٹی لپیٹنا، ان پر بیٹھنا یا دسترخوان بنانا وغیرہ میں استعمال کرنا اگر عرفا بے احترامی شمار ہوجائے تو جائز نہیں ہے اور اگر بے احترامی شمار نہ ہو تو کوئی اشکال نہیں ہے

قرآنی آیات اور متبرک اسماء پر مشتمل اشیاء کو نہر یا کویل میں پھینکنا اگر عرفا توہین شمار نہ ہو تو کوئی اشکال نہیں ہے۔

اگر کسی ورق پر قرآنی آیات اور اللہ تعالی اور معصومین علیہم السلام کے اسماء ہونا ثابت نہ ہو تو اس کو جلانا اور پھینکنا کوئی اشکال نہیں رکھتا ہے اور تحقیق اور جستجو لازم نہیں ہے۔ کہا جاتا ہے کہ جن اوراق کو کاٹن سازی کی فیکٹری وغیرہ میں استعمال کرنا ممکن ہو یا ایک طرف تحریر اور دوسری طرف خالی ہونے کی وجہ سے لکھنے کے لئے استعمال کے قابل ہو تو اسراف کا امکان ہونے کی وجہ سے ان کو جلانا یا پھینکنا اشکال سے خالی نہیں ہے۔

قرآنی آیات اور متبرک اسماء کو زمین میں دفن کرنا یا پانی کے ذریعے گھلانا کوئی اشکال نہیں رکھتا لیکن ان کو جلانے میں اشکال ہے اور اگر بے احترامی شمار ہوجائے تو جائز نہیں ہے مگر اس صورت میں جب ضرورت تقاضا کرے اور قرآنی آیات اور متبرک اسماء کو جدا کرنا ممکن نہ ہو

قرآنی آیات اور متبرک اسماء کو اس طرح ٹکڑے ٹکڑے کرنا کہ دو حروف بھی متصل نہ ہوں اور پڑھنے کے قابل نہ رہیں تو اگر بے احترامی شمار ہوجائے تو جائز نہیں ہے اس صورت کے علاوہ بھی اگر لفظ جلالہ اور قرآنی آیات کے مٹنے کا باعث نہ ہو تو کافی نہیں اسی طرح بعض حروف کو اضافہ یا کم کرکے کلمات کی تحریری شکل میں تبدیلی لانا بھی ان حروف کا شرعی حکم زائل ہونے کا باعث نہیں جن کو قرآنی آیات یا لفظ جلالہ کی نیت سے لکھا گیا ہے البتہ حروف میں اس طرح تبدیلی آئے کہ ان کے مٹنے کے برابر ہوجائے تو حکم کا زائل ہونا بعید نہیں ہے اگرچہ احتیاط (مستحب) یہ ہے کہ وضو کے بغیر مس کرنے سے اجتناب کرے۔

تمرین

1۔ کیا واجب نماز کا وقت داخل ہونے سے پہلے اس کی نیت سے وضو کرنا جائز ہے؟

2۔ نماز صبح کے لئے وضو کرے تو کیا اس سے ظہر اور عصر کی نماز پڑھنا جائز ہے؟

3۔ کن کن اسماء کو وضو کے بغیر مس کرنا حرام ہے؟

4۔ "عبداللہ" اور "حبیب اللہ" جیسے اسماء کو وضو کے بغیر مس کرنے کا کیا حکم ہے؟

5۔کیا اسلامی جمہوری ایران کے لوگو کو وضو کے بغیر چھونا حرام ہے؟

6۔ کیا انگوٹھی کے اوپر نقش کلمات کو چھونا جائز ہے؟

سبق 18: غسل (1)

غسل کے معنی۔ غسل کی قسمیں۔ غسل کی کیفیت۔ غسل جبیرہ

1۔ غسل کے معنی

غسل سر سے لے کر پاؤں تک پورے بدن کو خاص شرائط اور کیفیت کے ساتھ دھونے کو کہتے ہیں۔

2۔ غسل کی قسمیں

1۔ واجب ، مردوں اور عورتوں کے درمیان مشترک غسل

1۔غسل جنابت

2۔ غسل مس میت

3۔ غسل میت

4۔ نذر، عہد یا قسم کا غسل

عورتوں سے مخصوص غسل

ماہواری (حیض) بند ہونے کے بعد غسل

2۔ بچہ جننے کے بعد خون (نفاس) بند ہونے کے بعد غسل

3۔ زنانہ خون زیری (استحاضہ) کے دوران غسل

2۔ مستحب غسل مثلا جمعہ کا غسل

3۔ غسل کی کیفیت

غسل کو دو طریقے سے انجام دے سکتے ہیں ؛

1۔ ترتیبی: بدن کو خاص ترتیب کے ساتھ دھوئیں اس طرح کہ پہلے سر اور گردن ، اس کے بعد احتیاط واجب کی بناپر بدن کا دائیں حصہ پورا اور آخر میں بدن کا بائیں حصہ پورا دھوئیں

2۔ ارتماسی: پورے بدن کو ایک ہی مرتبہ پانی میں ڈال دے اس طرح کہ پانی پورے بدن تک پہنچ جائے۔

توجہ

غسل میں بدن اور اس کا حصہ شمار ہونے والے چھوٹے بالوں کے علاوہ احتیاط واجب کی بناپر لمبے بالوں کو بھی دھونالازم ہے۔

غسل کے دوران قبلے کی طرف رخ کرنا واجب نہیں ہے۔

غسل کے دوران بدن کےاعضاء خشک ہونا لازم نہیں بنابراین غسل سے پہلے سر اور بدن کو دھونا کوئی اشکال نہیں رکھتا ہے۔

اگر غسل ترتیبی کو اس ترتیب کے برخلاف انجام دے جس کو پہلے ذکر کیا گیا ہے، عمدا ہو یا سہوا یا مسئلہ نہ جانے کی وجہ سے، غسل باطل ہے۔

اگر غسل کے بعد معلوم ہوجائے کہ بدن کے کسی حصے تک پانی نہیں پہنچا ہے تو

غسل ارتماسی ہےتو دوبارہ غسل کرنا چاہئے مذکورہ حصہ معلوم ہو یا نہ ہو

اگر غسل ترتیبی ہے تو چنانچہ وہ حصہ معلوم نہ ہو تو دوبارہ غسل کرنا چاہئے

اگر معلوم ہو اور بائیں طرف ہے تو اسی حصے کو دھونا کافی ہے۔

اگر دائیں طرف ہے تو اس حصے کو دھوئے اور احتیاط واجب کی بناپر بائیں طرف کو بھی دھوئے۔

سر اور گردن ہو تو اس حصے کو دھوئے اس کے بعد پورے بدن کو دھوئے ۔ احتیاط واجب کی بناپر پہلے دائیں طرف پھر بائیں طرف کو دھوئے۔

4۔ غسل جبیرہ

غسل جبیرہ وضوئے جبیرہ کی طرح ہے۔

تمرین

1۔واجب غسلوں کے نام ذکر کریں۔

2۔ غسل کو کتنے طریقوں سے انجام دے سکتے ہیں؟

3۔ غسل ترتیبی میں سر اور بدن کے دیگر اعضاء کے درمیان ترتیب کی رعایت کافی ہے یا بدن کے دائیں اور بائیں طرف میں بھی ترتیب کی رعایت کرنا چاہئے؟

4۔ کیا غسل میں بدن کی جلد کے علاوہ لمبے بالوں کو بھی دھونا ضروری ہے؟

5۔ کیا غسل کے دوران قبلے کی طرف رخ کرنا واجب ہے؟

6۔ اگر غسل کے بعد پتہ چلے کہ بدن کے کسی حصے تک پانی نہیں پہنچا ہے تو کیا حکم ہے؟

سبق 19 : غسل (2)

غسل کی شرائط۔ غسل کے احکام

5۔ غسل کی شرائط

جو شرائط وضو کے لئے بیان کی گئی ہیں مثلا پانی کا پاک ہونا وغیرہ غسل میں بھی شرط ہیں لیکن غسل میں اوپر سے نیچے اور اعضاء کو پے در پے دھونا لازم نہیں ہے بلکہ غسل کے درمیان کچھ دیر کے لئے دوسرا کام کرسکتے ہیں اس کے بعد اسی جگہ سے غسل کے باقی افعال کو انجام دے سکتے ہیں۔

توجہ

غسل ترتیبی میں جس حصے کو دھونا چاہے اگر وہ حصہ نجس ہو تو پہلے اس کو دھونا چاہئے لیکن غسل سے پہلے پورا بدن پاک ہونا واجب نہیں ہے بنابراین اگر کسی عضو کو غسل سے پہلے پاک کیا جائے تو غسل صحیح ہے لیکن نجس عضو کو غسل سے پہلے پاک نہ کیا جائے اور ایک ہی مرتبہ دھوکر اس کو پاک کرنے کے ساتھ ساتھ غسل بھی کرے تو غسل باطل ہے۔

غسل ارتماسی میں غسل انجام دینے سے پہلے پورا بدن پاک ہونا چاہئے۔

اگر کوئی چیز بدن تک پانی پہنچنے میں مانع ہو تو برطرف کرنا چاہئے اور اگر اس کے برطرف ہونے پر اطمینان ہونے سے پہلے غسل کرے تو غسل باطل ہے۔

6۔ غسل کے احکام

1۔ اگر غسل کے دوران حدث اصغر[1] سرزد ہوجائے (مثلا پیشاب کرے) تو غسل صحیح ہے اور غسل کو دوبارہ شروع کرنا لازم نہیں ہے بلکہ اس کو جاری رکھنا چاہئے لیکن اگر غسل جنابت ہے تو دوسرے غسل کی طرح نماز اور طہارت سے مشروط دوسرے اعمال کے لئےوضو کے بدلے کافی نہیں ہے

2۔ اگر کسی کے ذمے کئی غسل ہوں چاہے واجب ہوں یا مستحب، چنانچہ اگر ان سب کی نیت سے ایک غسل بجالائے تو کافی ہے اوراگر ان میں غسل جنابت ہو اور اسی نیت سے غسل کرے تو دوسرے غسل کے بدلے کافی ہے اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ ان سب کی نیت کرے۔

3۔ غسل جنابت کے علاوہ باقی غسل وضو کے بدلے کافی نہیں ہیں۔

4۔ اگر کسی کو غسل کے بعد یقین ہوجائے کہ وہ باطل تھا تو اس غسل کے ساتھ جتنی نمازیں پڑھی ہیں، سب کی قضا بجالائے۔

5۔ غسل میں شک

اگر غسل انجام دینے میں شک کرے (مثلا شک کرے کہ غسل کیا ہے یا نہیں) تو غسل سے مشروط اعمال کے لئے غسل کرنا چاہئے لیکن اب تک جو نمازیں پڑھی ہیں صحیح ہے۔

اگر غسل کے صحیح ہونے کے بارے میں شک کرے (مثلا غسل کرنے کے بعد شک کرے کہ اس کا غسل صحیح تھا یا نہیں) تو اپنے شک کی پروا نہ کرے (اور صحیح ہونے پر بنا رکھے)

6۔ اگر غسل کے دوران غسل کے کسی عضو کو دھونے کے بارے میں شک کرے تو اس کے بعد والے عضو کو دھونا شروع نہیں کیا ہے تو مشکوک عضو کو دھونا چاہئے اور بعد والے میں شروع ہوگیا ہے تو اپنے شک کی پروا نہیں کرنا چاہئے مگر یہ کہ بائیں حصے کو دھوتے وقت دائیں حصے کے کسی جز کو دھونے کے بارے میں شک کرے تو احتیاط یہ ہے کہ مشکوک حصے کودھوئے اس کے بعد بائیں طرف کے باقی حصے کو دھوئے۔

7۔ اگر غسل مکمل ہونے کے بعد آخری حصے (بائیں طرف) کے کسی جز کے دھونے میں شک کرے تو اسی حصے کو دھونا کافی ہے ۔ اسی طرح احتیاط واجب کی بناپر اگر دائیں طرف کے کسی جز کے دھونے کے بارے میں شک کرے تو صرف اسی جز کو دھونا چاہئے۔

تمرین

1۔ وضو اور غسل کی شرائط کے درمیان کیا فرق ہے؟

2۔ کیا غسل سے پہلے پورا بدن پاک ہونا شرط ہے؟

3۔ اگر غسل کے دوران کسی سے حدث اصغر سرزد ہوجائے تو کیا غسل کو دوبارہ انجام دینا چاہئے؟

4۔ اگر کسی کے ذمے کئی واجب یا مستحب غسل ہوں تو کیا ایک غسل باقی کے بدلے کافی ہے؟

5۔ کیا جنابت کے علاوہ باقی غسل ،وضو کے بدلے کافی ہیں ؟

6۔ اگر کسی کو غسل بجالانے یا نہ لانے میں شک ہو تو کیا حکم ہے؟

---

[1] حدث اصغر سے مراد وہ چیزیں ہیں جو وضو کو باطل کرتی ہیں اور حدث اکبر سے مراد وہ امور ہیں جو غسل کا باعث بنتے ہیں

سبق 20 : غسل (3)
غسل جنابت

7۔ غسل جنابت

1۔ جنابت کے اسباب

انسان دو میں سے کسی ایک چیز کے سبب جنب ہوجاتا ہے

1۔ ختنہ گاہ کی مقدار تک دخول اور جنسی آمیزش (جیسے بھی ہو حلا ل ہو یا حرام، منی نکلے یا نہ نکلے، بالغ ہو یا نابالغ)

2۔ منی کا نکلنا (نیند میں ہو یا بیداری میں ، عمدا ہو یا بے اختیار)

توجہ

سالم اور صحت مند مرد سے نکلنے والی رطوبت اگر شہوت، اچھل اور بدن کی سستی کے ہمرا ہ ہو تو منی کا حکم رکھتی ہے۔ اور اگر منی کی تینوں علامتیں یا کوئی ایک نہ ہو یا اس کے بارے میں شک ہو تو منی کا حکم نہیں رکھتی ہے مگر یہ کہ کسی اور طریقے سے منی ہونے پر یقین ہوجائے۔

جنسی طور پر لذت کے اوج پر عورت کوئی مائع دیکھے تو منی کا حکم رکھتا ہے اور غسل کرنا چاہئے اور اگر شک کرے کہ اس مرحلے پر پہنچی یا نہیں یا مائع کے خارج ہونے کے بارے میں شک کرے تو غسل واجب نہیں ہے۔

دخول کے بغیر رحم کے اندر منی پہنچنا عورت کی جنابت کا سبب نہیں بنتا ہے۔

دخول ثابت ہوتے ہی اگرچہ حشفہ (ختنہ گاہ) کی مقدار ہی کیوں نہ ہو، مرد اور عورت پر غسل واجب ہوتا ہے اگرچہ منی نہ نکلے اور عورت بھی لذت کے اوج پر نہ پہنچے۔

اگر جماع کے بعد عورت بلافاصلہ غسل کرے جب کہ اس کے رحم میں منی باقی ہو اور غسل کے بعد رحم سے منی خارج ہوجائے تو اس کا غسل صحیح ہے اور غسل کے بعد خارج ہونے والی منی نجس ہے اگرچہ مرد کی منی ہو، دوبارہ جنابت کا باعث نہیں ہے۔

طبی آلات کے ذریعے داخلی معائنہ کرنے سے جب تک منی خارج نہ ہوجائے عورتوں پر غسل واجب نہیں ہے۔

2۔ وہ کام جو جنب پر حرام ہیں۔

1۔ قرآن کے حروف اور اللہ تعالی کے اسماء اور مخصوص صفات اور اسی طرح احتیاط واجب کی بناپر انبیاء عظام اور ائمہ معصومینؑ کے ناموں کو مس کرنا

2۔ مسجد الحرام اور مسجد النبی میں داخل ہونا اگرچہ ایک دورازے سے داخل ہوکر دوسرے سے نکل جائے۔

3۔ دوسری مساجد میں ٹھہرنا لیکن اگر ایک دروازے سے داخل ہوکر ٹھہرے بغیر دوسرے دروازے سے نکل جائے تو کوئی مانع نہیں ہے۔

4۔ مسجد میں کوئی چیز رکھنا

5۔ واجب سجدہ والے سوروں کی سجدہ والی آیات پڑھنا لیکن ان سوروں کی دوسری آیات پڑھنا کوئی اشکال نہیں رکھتا ہے۔

توجہ

ائمہ معصومینؑ کے حرم احتیاط کی بناپر مسجد کا حکم رکھتے ہیں۔

امام زادوں کے حرم میں جنب شخص کا داخل ہونا کوئی اشکال نہیں رکھتا ہے۔

عزاخانے اور امام بارگاہ مسجد کا حکم نہیں رکھتے ہیں۔

سجدہ والی آیات سے مراد یہ ہیں: سورہ سجدہ (32) کی آیت 15، سورہ فصلت (41) کی آیت 37، سورہ نجم (53) کی آیت 62 اور سورہ علق (96) کی آیت 19 ۔

ان کو پڑھنے اور سننے والے پر واجب ہے کہ سجدہ کرے۔

3۔ غسل جنابت کے احکام

1۔ شرعی حکم کو بجالانے میں شرم کی گنجائش نہیں ہے۔ شرمانا واجب (مثلا غسل جنابت) کو ترک کرنے کے لئے شرعی عذر نہیں ہے بہرحال اگر کسی کے لئے غسل جنابت کرنا ممکن نہ ہوتو نماز اور روزے کے لئے اس کا وظیفہ غسل کے بدلے تیمم ہے۔

2۔ اگر کوئی غسل بجالانے سے معذور ہو مثلا کوئی جانتا ہے کہ اگر بیوی کے ساتھ جماع کرکے خود کو جنب کرے تو غسل کے لئے پانی نہیں ملے گا یا غسل اور نماز کے لئے وقت نہ ہو تو اپنی بیوی کے ساتھ اس شرط پر جماع کرسکتا ہے کہ تیمم پر قدرت رکھتا ہو ۔ جنابت اور غسل بجالانے سے معذور ہونے کی صورت میں طہارت سے مشروط اعمال کے لئے غسل کے بدلے تیمم کرے گا اور اس تیمم کے ساتھ مسجد میں داخل ہونا، نماز پڑھنا، قرآن کے حروف کو مس کرنا اور طہارت سے مشروط دوسرے اعمال انجام دینے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔ (البتہ اگر اس کا عذر وقت کی تنگی ہو تو احتیاط واجب کی بناپر فقط وہی کام کرسکتا ہے جس کے لئے تیمم کیا ہے) ۔

3۔ اگر کوئی شخص منی خارج ہونے کے بعد غسل کرے اور غسل کے بعد اس سے کوئی رطوبت خارج ہوجائے جس کے بارے میں نہیں جانتا ہو کہ منی ہے یا دوسری چیز تو چنانچہ منی خارج ہونے کے بعد اور غسل سے پہلے پیشاب نہیں کیا ہے تو وہ منی کے حکم میں ہے اور دوبارہ غسل کرنا چاہئے۔

4۔ اگر کوئی شخص اپنے لباس پر دھبہ دیکھے اور نہیں جانتا ہو کہ منی ہے یا دوسری چیز تو جب تک منی ہونے اور اس کے اپنے بدن سے نکلنے کا یقین نہ ہو اس پر غسل واجب نہیں ہے۔

5۔ جس شخص پر غسل جنابت واجب ہو اور انجام دے چکا ہو تو نماز کے لئے وضو نہیں کرسکتا ہے اور نماز اور دوسرے اعمال جن کے لئے وضو کرنا ضروری ہے، کو اسی غسل کے ساتھ انجام دے سکتا ہے۔

6۔ اگر کوئی شخص غسل کے بعد شک کرے کہ اس کا غسل باطل ہوا ہے یا نہیں تو نماز کے لئے وضو کرنا لازم نہیں ہے لیکن احتیاط کے طور پر وضو کرنا چاہے تو کوئی اشکال نہیں ہے۔

7۔ اگر کسی کے پاس غسل اور نماز کا وقت نہیں ہے تو اس کاوظیفہ تیمم ہے اگر تیمم کے بدلے –اس نماز کی خصوصی نیت کے بجائے–جنابت سے خارج ہونے کی نیت سے غسل کرے تو اس کا غسل صحیح ہے اگرچہ غسل کے بعد پتہ چلے کہ نماز کے لئے وقت نہیں تھا۔

تمرین

1۔ جنابت کے اسباب کون کونسے ہیں؟

2۔ کس صورت میں مرد سے خارج ہونے والی رطوبت کے منی ہونے کا حکم لگایاجاتا ہے؟

3۔ جماع کے بغیر عورتوں میں جنابت کیسے ثابت ہوتی ہے؟

4۔ کیا طبی وسائل کے ذریعے بدن کے اندرونی معائنے کے بعد عورتو ں پر غسل واجب ہوتا ہے؟

5۔ جنب پر کون کونسے کام حرام ہیں؟

6۔ اگر کوئی اپنے لباس پر دھبہ دیکھے اور نہیں جانتا ہو کہ منی ہے یا کوئی اور چیز تو کیا حکم ہے؟

سبق 21 : غسل (4)

8۔ عورتوں سے مخصوص غسل

1۔ حیض

1۔ خون حیض[1]

1۔ لڑکی کے نو سال پورے ہونے سے پہلے آنے والا خون حیض نہیں ہے اگرچہ حیض کی علامات موجود ہوں۔

2۔ پاک ہونے پر یقین ہونے کے بعد عورت کو دھبے نظر آئیں چنانچہ خون نہ ہو تو حیض کا حکم نہیں رکھتے ہیں اور اگر خون ہو اگرچہ زرد رنگ اور دس دن سے تجاوز نہ کرے تو تمام دھبے حیض کے حکم میں ہیں۔ اس بات کی تشخیص عورت کے اپنے ذمے ہے۔

3۔ جو عورتیں مانع حمل کی دوائی استعمال کرتی ہیں چنانچہ عادت یا دوسرے ایام میں خون کے دھبے دیکھیں اگر ان میں حیض کی شرعی شرائط موجود نہ ہوں تو حیض کا حکم نہیں رکھتے ہیں بلکہ استحاضہ کے حکم میں ہیں۔

4۔ جو عورت ماہواری کی عادت رکھتی ہے مثلا سات دن اور مانع حمل کے وسائل استعمال کرنے کی وجہ سے ہر دفعہ دس دن سے زیادہ مثلا بارہ دن خون دیکھتی ہے تو جو خون عادت کے ایام میں دیکھے ، حیض اور باقی استحاضہ ہے۔

5۔ حمل کے ایام میں عورت جو خون دیکھتی ہے اگر اس میں حیض کی صفات اور شرائط موجود ہوں یا عادت کے ایام میں آئے اور تین دن جاری رہےاگرچہ بدن کے اندر کیوں نہ ہو تو حیض ہے ورنہ استحاضہ ہے۔

2۔ حائض کے احکام

1۔ جو چیزیں جنب پر حرام ہے حائض پر بھی حرام ہے۔

2۔ اگر حیض کی حالت میں عورت جنب ہوجائے یا جنابت کی حالت میں حائض ہوجائے تو حیض سے پاک ہونے کے بعد غسل حیض کے علاوہ غسل جنابت بھی بجالانا واجب ہے البتہ جائز ہے کہ عملی طور پر غسل جنابت پر اکتفا کرے لیکن احتیاط (مستحب) یہ ہے دونوں غسل کی نیت کرے۔

3۔ اگر عورت حیض کی حالت میں غسل جنابت بجالائے تو اس کا غسل صحیح ہونا محل اشکال ہے۔

4۔ اگر کوئی عورت نذر کی وجہ سے معین روزہ رکھے اور روزے کی حالت میں حیض آئے تو –اگرچہ دن کے کسی ایک حصے میں کیوں نہ ہو– اس کا روزہ باطل ہوتا ہے اور پاک ہونے کے بعد اس دن کی قضا اس پر واجب ہے۔

2۔ استحاضہ

وہ خون[2] جو یائسہ کی عمر[3] میں عورت دیکھتی ہے، استحاضہ ہے بنابراین جس عورت کا باپ ہاشمی نہ ہو اگرچہ ماں سیدہ ہو اگر یائسہ ہونے کےبعد خون دیکھے تو استحاضہ کے حکم میں ہے۔

3۔ نفاس[4]

جس عورت نے بچہ سقط کرنے کا عمل انجام دیا ہو بچہ ساقط ہونے کے بعد (اگرچہ خون کا لوتھڑا کیوں نہ ہو) کوئی خون دیکھے تو نفا س کے حکم میں ہے۔

توجہ

نفساء پر بھی وہ تمام کام حرام ہیں جو حائضہ پر حرام ہیں۔

تمرین

1۔ پاک ہونے کے بعد عورت کو دھبے نظر آئیں جن میں نہ خون کے اوصاف ہیں اور نہ پانی سے مخلوط خون کے اوصاف ہیں، تو کیا حکم ہے؟

2۔ اگر کوئی عورت حمل کے ایام میں تھوڑی خون ریزی میں مبتلا ہوجائے لیکن یہ حمل کے سقط کا باعث نہ بنے تو اس کا کیا وظیفہ ہے؟

3۔ اگر عورت حیض کی حالت میں جنب ہوجائے یا جنابت کی حالت میں حیض آئے تو حیض سے پاک ہونے کے بعدکیا دونوں غسل اس پر واجب ہیں؟

4۔ کیا حیض کی حالت میں غسل جنابت صحیح ہے کہ جنب عورت کی ذمہ داری ساقط ہوجائے؟

5۔ یائسہ کی عمر میں عورت کو نظر آنے والے خون کا کیا حکم ہے؟

6۔ سقط کا عمل انجام دینے والی عورت نفاس کی حالت میں ہوگی یا نہیں؟

---

[1] حیض وہ خون ہے جو غالبا ہر مہینے چند دنوں کے لئے عورت کے رحم سے طبیعی طور پر خارج ہوتا ہے۔ یہ خون حمل کے دوران بچے کی غذا ہے۔
[2] استحاضہ وہ خون ہے جو حیض اور نفاس کے ایام کے علاوہ عورت کے رحم سے خارج ہوتا ہے اور بکارت اور زخم سے مربوط نہیں ہے۔
[3] اس بات طرف کی توجہ رکھتے ہوئے کہ حضرت آیت اللہ العظمی خامنہ ای (مدظلہ العالی) یائسہ کی عمر کی تعیین میں احتیاط کرتے ہیں، ان کے مقلدین اس مسئلے میں عدول کی شرائط کی رعایت کرتے ہوئے دوسرے مجتہد کی طرف رجوع کرسکتے ہیں۔
[4] نفاس وہ خون ہے جو بچے کی ولادت کے نتیجے میں ایک معین مدت تک عورت کے رحم سے نکلتا ہے۔

سبق 22 : مردوں کے احکام (1)

غسل مس میت۔ محتضر کے احکام۔ موت کے بعد کے واجبات

1۔ غسل مس میت

اگر کوئی شخص میت کےٹھنڈے بدن کو مس کرے جس کو ابھی تک غسل نہیں دیا گیا ہو یعنی اپنے ہاتھ، پاؤں، چہرہ یا بدن کے کسی حصے کو میت کے بدن سے مس کرے تو واجب ہے ان کاموں کے لئے غسل کرے جن کے لئے حدث اصغر سے پاک ہونا ضروری ہے مثلا نماز، واجب طواف، قرآنی آیات کو مس کرنا۔ اس کو غسل مس میت کہتے ہیں۔

توجہ

میت کے ٹھنڈا ہونے کے بعد اور غسل دینے سے پہلے اس کے بدن سے جدا ہونے والے کسی عضو کو مس کرنا اس کے مردہ جسم کو مس کرنے کے حکم میں ہے۔

زندہ شخص کے بدن سے جدا ہونے والے کسی عضو کو ہاتھ لگانے سے غسل مس میت واجب نہیں ہے۔

وہ موارد جن میں مردہ انسان کے جسم کو مس کرنا غسل مس میت کا سبب نہیں بنتا ہے ؛

1۔ جو شخص میدان جنگ میں شہید ہوا ہو

2۔ جس مردے کا بدن ابھی ٹھنڈا نہ ہوا ہو

3۔ جس مردے کے تینوں غسل مکمل ہوچکے ہوں

اگر کوئی شک کرے کہ میت کو غسل دیا گیا ہے یا نہیں تو اس کے بدن یا اعضاء کو (البتہ ٹھنڈا ہونے کے بعد) مس کرے تو غسل مس میت کرنا واجب ہے اور غسل مس میت کئے بغیر نماز صحیح نہیں ہے لیکن اگر غسل ثابت ہوجائے تو بدن یا اس کے اعضاء کو مس کرنے سے غسل مس میت واجب نہیں ہے حتی کہ غسل میت کے صحیح ہونے میں شک کرے۔

اگر کوئی غسل مس میت کرے اور نماز پڑھنا چاہے تو وضو کرنا چاہئے اور غسل جنابت کے برعکس غسل مس میت وضو کے بدلے کافی نہیں ہے۔

اگر کوئی شخص کئی میتوں کو یا ایک میت کو کئی مرتبہ مس کرے تو ایک غسل کافی ہے

2۔ محتضر کے احکام (وہ شخص جو نزع کی حالت میں ہو)

شائستہ ہے کہ مسلمان کو احتضا رکی حالت میں پشت پر اور قبلے کی سمت لٹائیں اس طرح کہ پاؤں کے تلوے قبلے کی جانب ہوں۔ بہت سارے فقہاء قدرت ہونے کی صورت میں خود محتضر اور دوسروں پر اس عمل کو واجب سمجھتے ہیں اور اس کوا نجام دینے میں احتیاط ترک نہیں ہونا چاہئے۔

3۔ مرنے کےبعد کے واجبات

غسل
حنوط
کفن
نمازدفن

توجہ

اسلام کی نظر میں زندہ مسلمان کی طرح مردہ مسلمان بھی احترام کے لائق ہے۔ مردہ مسلمان کااحترام مختلف اعمال مثلا غسل، کفن اور دفن وغیرہ کی شکل کیا جاتا ہے جو اسلام میں واجب ہیں اور تمام بالغ لوگ اس کام کے ذمہ دار اور مخاطب ہیں۔

مسلمان کا غسل، حنوط، کفن، نماز اور دفن واجب کفائی میں سے ہے یعنی ہر مکلف پر واجب ہےلیکن اگر ان میں سے بعض اس کام کو انجام دیں تو دوسروں سے ساقط ہےاور اگر کوئی بھی اس وظیفے پر عمل نہ کرے تو سب گناہ گار ہیں۔

اگر کوئی جانتا ہو کہ میت کا غسل، کفن، نماز یا دفن باطل ہوا ہے تو دوبارہ انجام دینا ضروری ہے لیکن اگر کوئی باطل ہونے کا گمان کرے یا شک کرے کہ درست انجام دیا ہے باطل تو اقدام کرنا لازم نہیں ہے

میت کے غسل، کفن، نماز اور دفن کے لئے اس کے ولی سے اجازت لینا چاہئے۔ میت کا ولی ماں باپ اور بچے اور اسی ترتیب سے باقی طبقات کے ورثاء ہیں۔ مردہ عورت کا شوہر دوسروں سے مقدم ہے۔

تمرین

1۔ مردہ انسان کے بدن سے جدا ہونے والے کسی عضو کو مس کرنے سے کیا غسل مس میت واجب ہوتا ہے؟

2۔ زندہ نسان کے بدن سے جدا ہونے والی ہڈی جس پر گوشت ہو کو مس کرنے سے کیا غسل مس میت واجب ہوتا ہے؟

3۔ کن صورتوں میں میت کے بدن کو مس کرنے سے غسل واجب نہیں ہوتا ہے؟

4۔ کیا مسلمان کو احتضار کی حالت میں قبلے کی طرف رخ کرکے لٹانا واجب ہے؟

5۔ مرنے کے بعد کون کونسے کام واجب ہیں؟

6۔ میت کو غسل دینا واجب عینی ہے یا کفائی؟

سبق 23 : میت کے احکام (2)

غسل میت۔ حنوط۔ کفن

4۔ غسل میت

1۔ میت کو تین غسل دینا واجب ہے

1۔ اس پانی سے جس میں تھوڑا سدر ڈال کر مخلوط کیا گیا ہو۔ (سدر کا پانی)

2۔ اس پانی سے جس میں تھوڑا کافور ڈال کر مخلوط کیا گیا ہو (کافور کا پانی)

3۔ خالص پانی سے

2۔ میت کو غسل دینے والے کی شرائط

1۔ شیعہ اثناء عشری مسلمان ہو
2۔ بالغ ہو
3۔ عاقل ہو
4۔ غسل کے مسائل جانتا ہو
5۔ اگر میت مرد ہے تو مرد اور عورت ہے تو عورت اس کو غسل دے۔

توجہ

مردہ عورت کو اس کاشوہر اور مرد کو اس کی بیوی کا غسل دینا جائز ہے۔

3۔ دوسری عبادات کی طرح غسل میت میں بھی نیت لازم ہے یعنی غسل دینے والا غسل کو اللہ تعالی کا حکم بجالانے کی نیت سے انجام دے۔

4۔ اس میت کو غسل دینا واجب ہے جس میں درج ذیل شرائط موجود ہوں ؛

1۔ مسلمان مرد یا عورت
2۔ مسلمان بچہ
3۔ سقط ہونے والا مسلمان بچہ اگر چار مہینے پورے ہوگئے ہوں اوراگر اس سے کم ہوتو واجب نہیں ہے۔

5۔ اگر میت کے بدن کا کوئی حصہ نجاست سے آلودہ ہوجائے تو غسل سے پہلے اس کو دھونا چاہئے بنابراین خون ریزی والی میت کے بدن کو ممکن ہونے کی صورت میں غسل سے پاک کرنا چاہئے اور اگر (خود بخود) خون بند ہونے یا (طبی آلات کے ذریعے) اس کو بند کرنے کے لئے انتظار کرنا ممکن ہو تو (انتظار کرنا) واجب ہے۔

6۔ میت کی شرمگاہ کی طرف نگاہ کرنا حرام ہے اور اگر غسل دینے والا نگاہ کرے تو معصیت کی ہے لیکن اس کا غسل باطل نہیں ہے۔

7۔ اگر پانی نہ ملے یا اس کے استعمال میں مانع ہو تو میت کوہر غسل کے بدلے ایک تیمم کرے۔

5۔ حنوط

1۔ میت کو غسل کے بعد حنوط کرنا واجب ہے یعنی اس کی پیشانی، ہاتھوں کی ہتھیلی، گھٹنوں اور پاؤں کے دونوں انگوٹھوں پر اس طرح کافور ملنا چاہئے کہ کافور کا اثر ان اعضاء پر باقی رہے۔

2۔ کافور پسا ہوا اور تازہ ہونا چاہئے اس طرح کہ میت کو معطر کرے اور پرانا ہونے کی وجہ سے خوشبو ختم ہوگئی ہے تو کافی نہیں ہے۔

3۔ جس شخص نے حج کے لئے احرام باندھا ہے اور صفاومروہ کے درمیان سعی مکمل کرنے سے پہلے فوت ہوجائے تو حنوط جائز نہیں ہے اسی طرح اگر

عمرے کے احرام میں بال کاٹنے سے پہلے مرجائے تو اس کو حنوط نہیں کرنا چاہئے۔

6۔ کفن

1۔ مسلمان کی میت کو تین کپڑوں سے کفن دینا چاہئے۔

الف۔ لنگی جو اس کی کمر اور پاوں پر لپیٹتے ہیں۔

ب۔ پیراہن جو کندھے کے سرےسے پنڈلی تک آگے اور پیچھے کو چھپائے۔

ج۔ سر تاسری (چادر) کہ سر کے اوپر سے لے کر پاؤں کے نیچے تک کو اس طرح چھپائے کہ دونوں طرف باندھنا ممکن ہو اور اس کی چوڑائی اتنی ہو کہ دونوں اطراف کو ایک دوسرے پر رکھاجاسکے۔

2۔ اگر میت کا کفن اس کے بدن سے خارج ہونے والی یا کسی دوسری نجاست سے نجس ہوجائے تو ممکن ہو نے کی صورت میں اس کو پاک یا تبدیل کرنا چاہئے یا اگر کفن ضائع نہ ہوجائے تو نجس شدہ حصے کو کاٹ لیں بنابراین اگر میت کا کفن غسل کے بعد اس سےنکلنے والے خون سے رنگین ہوجائے چنانچہ خون سے رنگین حصے کو دھونا یا کاٹنا یا تبدیل کرنا ممکن ہو تو (ایسا کرنا) واجب ہے اور چنانچہ امکان نہ ہوتو میت کو اسی حالت میں دفن کرنا جائز ہے۔

3۔ میت کے کفن کو اس کے اموال سے فراہم کرنا لازم نہیں ہے بلکہ اگر اس کے والدین، بچے، رشتہ دار حتی دوستوں اور دوسرے افراد میں سے کوئی ہدیہ کرے تو کوئی اشکال نہیں ہے۔

تمرین

1۔ میت کے تینوں کے غسل کے نام ذکر کریں۔

2۔ میت کو غسل دینے والے کی شرائط کیا ہیں؟

3۔ کیا سقط ہونے والے مسلمان بچے کو غسل دینا واجب ہے؟

4۔ میت کو حنوط کرنے کا کیا مطلب ہے؟ اور اس کی کیا شرائط ہیں؟

5۔ میت کو کن کپڑوں میں کفن پہنایا جاتا ہے؟

6۔ کیا انسان کے لئے جائز ہے کہ اپنے لئے خریدے ہوئے کفن سے اپنے ماں باپ یا کسی رشتہ دار کی تکفین کرے؟

سبق 24: میت کے احکام (3)
نماز میت۔ دفن۔ نبش قبر کے احکام۔ شہید کے احکام۔ پھانسی پانےوالے کے احکام

7۔ نماز میت

1۔ غسل، حنوط اور تکفین کے بعد مسلمان کی میت پر –اس ترتیب کے مطابق جو بیان کیا جائے گا– نماز پڑھنا واجب ہے۔

توجہ

جس بچے کے چھ سال پورے ہوگئے ہوں اور کم از کم والدین میں سے کوئی ایک مسلمان ہو تو بالغ شخص کے حکم میں ہے اور اس کی میت پر نماز پڑھنا چاہئے۔

2۔ نماز میت میں نیت اور پانچ تکبیریں ہیں جن کے درمیان میں دعا اور صلوات کا ورد کیا جاتا ہے اور اگر نیت کے بعد اس ترتیب کے ساتھ پڑھے تو کافی ہے ؛

1۔پہلی تکبیر کے بعد کہے: «اَشْهَدُ اَنْ لا اِلهَ اِلاّ اللهُ وَ اَنَّ مُحَمَّداً رَسُولُ اللهِ».

2۔ دوسری تکبیر کے بعد کہے: «اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلی مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ».

3۔تیسری تکبیر کے بعد کہے: « اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِینَ وَ الْمُؤْمِناتِ».

4۔ چوتھی تکبیر کے بعد کہے: « اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِهذَا الْمَیِّتِ» (اگر میت مرد ہو) یا «لِهذِهِ الْمَیِّتِ» (اگر میت عورت ہو)

5۔ پانچویں تکبیر کے بعد نماز تمام ہوتی ہے

توجہ

نماز میت کی تفصیلی کیفیت تفصیلی رسالوں اور دعا کی بعض کتابوں میں مذکور ہے۔

3۔ نماز میت پڑھنے والے کے لئے کھڑا اور رو بقبلہ ہونا ضروری ہےاور واجب ہے کہ میت کو اس کے سامنے پشت کے بل لٹائے اس طرح کہ اس کا سر نماز پڑھنے والے کی دائیں طرف اور پاؤں نماز پڑھنے والے کی بائیں طرف ہو۔

4۔ میت اور نماز پڑھنے والے کے درمیان کوئی چیز مثلا دیوار یا پردہ حائل نہیں ہونا چاہئے لیکن اگر میت تابوت وغیرہ میں ہوتو کوئی اشکال نہیں ہے۔

5۔ نماز میت پڑھنے کے لئے وضو، غسل اور بدن اور لباس کا پاک ہونا اسی طرح لباس کا غصبی نہ ہونا لازم نہیں ہے اگرچہ ان کی رعایت کرنا مستحب ہے۔

6۔ اگر میت کو عمدا یا فراموشی کی وجہ سے یا کسی عذر کی وجہ سے نماز میت کے بغیر دفن کیا گیا ہو یا دفن کے بعد معلوم ہوجائے کہ نماز میت باطل ہوگئی تھی تو جب تک اس کا بدن سڑ نہ گیا ہو اس کی قبر پر نماز پڑھنا چاہئے۔

7۔ دوسرے نمازوں کی جماعت اور امامت میں جو شرائط معتبر ہیں، نماز میت میں معتبر نہیں ہیں اگرچہ احوط (استحبابی) یہ ہے کہ نماز میت میں بھی ان شرائط کی رعایت کی جائے۔

8۔ دفن

1۔ گذشتہ وظائف (غسل، حنوط، کفن اور نماز) کے بعد میت کو زمین میں دفن کرنا چاہئےاور اس کی قبر اتنی گہری ہو کہ اس کی بو باہر نہ نکلے اور درندے بھی اس کے بدن کو باہر نہ نکال سکیں۔

2۔ میت کو قبر میں دائیں پہلو پر اس طرح لٹانا چاہئے کہ اس کا چہرہ، سینہ اور پیٹ قبلے کی طرف ہو۔

دفن کے بارے میں چند نکتے

جس مسلمان میت کو غسل دیا گیا ہو اس کی ہڈی نجس نہیں ہے اور اگر دفن کے دوران قبر میں پرانی ہڈی مل جائے تو اس کو مٹی کے نیچے دوبارہ دفن

کرنا واجب ہے۔

مسلمانوں کی قبور کو اس شرط کے ساتھ کئی طبقوں میں بنانا جائز ہے کہ یہ کام نبش قبر اور مسلمان کی بے حرمتی کا باعث نہ بنے۔

دفن کے دن قبر پر پانی چھڑکنا مستحب ہے اور اس کے بعد بھی رجاء کی نیت سے کوئی اشکال نہیں رکھتا ہے۔

9۔ نبش قبر کے احکام

1۔مسلمان کی قبر کو نبش کرنا (یعنی قبر کو کھودنا) جائز نہیں ہے مگر مخصوص موارد میں ؛

1۔ میت کو غصبی زمین میں دفن کیا گیا ہو اور اس کا مالک راضی نہ ہو

2۔ کفن یا میت کے ساتھ دفن ہونے والی دوسری چیز غصبی ہو اور اس کا مالک قبر میں رکھنے پر راضی نہ ہو۔

3۔ میت کو غسل یا کفن کے بغیر دفن کیا گیا ہو یا واضح ہوجائے کہ اس کا غسل باطل ہوا ہے یا غیر شرعی طریقے سے کفن دیا گیا ہے یا اس کو قبر میں رو بقبلہ نہیں لٹایا گیا ہے۔ ان تمام موارد میں اس صورت میں قبر کو کھودنا جائز ہے کہ میت کی بے احترامی نہ ہوجائے۔

4۔ کسی حق کو ثابت کرنے کے لئے میت کا بدن دیکھنا چاہیں۔

5۔ میت کو ایسی جگہ دفن کیا گیا ہے جہاں اس کی بے حرمتی ہوتی ہو (مثلا کفار کی قبرستان میں یا کچرا کنڈی میں)

6۔ اگر میت کی ہڈیاں خاک میں تبدیل ہوگئی ہوں تو اس کی قبر کو کھودنا جائز ہے۔

7۔ امامزادوں، شہداء، علماء اور صالحین کی قبور چنانچہ زیارتگاہ بن گئی ہیں تو اگرچہ سالوں گزرے ہوں ان کو کھودنا حرام ہے بلکہ اگر زیارتگاہ نہ ہوں تو بھی احتیاط واجب کی بناپر ان کو نہیں کھودنا چاہئے۔

10۔ شہید کے احکام

شہید کے بارے میں غسل اور کفن دینے کا حکم ساقط ہے۔

توجہ

اس موقع پر شہید سے مراد وہ شخص ہے جو میدان جنگ میں شہادت پر فائز ہوا ہو بنابراین اگر سرحدی شہرحق و باطل کے گروہوں کے درمیان میدان جنگ بن جائیں تو جو لوگ اہل حق کی طرف سے درجہ شہادت پائیں شہید کا حکم رکھتے ہیں لیکن جو افراد میدان جنگ کے علاوہ مارے جائیں اگرچہ شہید کا اجر و ثواب پائیں گے لیکن ان پر شہید کا حکم جاری نہیں ہوگا۔

11۔ پھانسی پانے والے کے احکام

جس مسلمان کے بارے میں پھانسی کو حکم جاری کیا گیا ہو، دوسرے مسلمان کا حکم رکھتا ہے اور اس پر میت کے تمام اسلامی آداب و احکام جاری ہوں گے مثلا نماز میت پڑھناوغیرہ

مردوں کے احکام کے بارے میں چند نکات

میت کے ساتھ ہم جنس ہونا فقط اس کو غسل دینے میں شرط ہے۔ میت کو اس کے ہم جنس کے ذریعے غسل دینا ممکن ہوتو غیر ہم جنس کے ذریعے غسل دینا صحیح نہیں اور غسل میت باطل ہے (مگر شوہر اور بیوی کے بارے میں چنانچہ پہلے کہا گیا کہ مردہ عورت کو اس کے شوہر اور مرد کو اس کی بیوی کے ذریعے غسل دینا جائز ہے) لیکن تکفین اور تدفین میں ہم جنس ہونا شرط نہیں ہے۔

متعارف مقدار میں میت کی تجہیز کے ضروری تصرفات مثلا غسل، کفن اور دفن اس کے چھوٹے ولی کے اذن پر موقوف نہیں ہے اور چھوٹے بچے موجود ہونے کی وجہ سے کوئی اشکال پیدا نہیں ہوتا ہے۔

عورتوں کےلئے تشییع جنازہ اور میت کو اٹھانے میں شریک ہونے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

تمرین

1۔ نماز میت کا طریقہ بیان کریں۔

2۔ جس شخص کے اندر نماز جماعت کی امامت کی شرائط موجود نہ ہوں کیا اس کے لئے کسی مومن کے جنازے پر نماز پڑھانا جائز ہے؟

3۔ کیا قبور کو دو یا اس سے زیادہ طبقات پر مشتمل تعمیر کرنا جائز ہے؟

4۔ کس شہید کے بارے میں غسل اور کفن کا وجوب ساقط ہے؟

5۔ اگر کوئی مسلمان عدالتی نظام اور قوانین کے مطابق منشیات رکھنے کے جرم میں پھانسی کی سزا پائے تو کیا اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی؟

6۔ کیا میت کے غسل، تکفین اور تدفین میں جنسی لحاظ سے مماثلت شرط ہے یا مرد اور عورت میں سے ہر ایک دوسرے کے ان امور کو انجام دے سکتا ہے؟

سبق 25: تیمم (1)

تیمم کے موارد۔ وہ چیزیں جن پر تیمم صحیح ہے۔ تیمم کا طریقہ۔ تیمم جبیرہ

1۔ تیمم کے موارد

وہ موارد جن میں وضو اور غسل کے بجائے تیمم کرنا چاہئے

1۔ پانی نہ ہونے کی وجہ سے یا ہونے کے باوجود دسترس میں نہ ہونے کی وجہ سے پانی کی فراہمی ممکن نہ ہو مثلا پانی کنویں میں ہے اور اس سے نکالنے کا کوئی وسیلہ نہ ہو ۔

2۔ پانی صحت کے لئے مضر ہو۔

3۔ پانی استعمال کرنے کی صورت میں خود یا وہ شخص پیاسا رہنے کا خوف ہو جس کی جان کی حفاظت اس پر لازم ہے۔

4۔ اپنے پاس موجود پانی سے نماز کے لئے بدن یا لباس کو پاک کرنا چاہتا ہو

5۔ پانی یا برتن کا استعمال اس پر حرام ہو مثلا غصبی ہو

6۔ نماز کا وقت تنگ ہو اور وضو اور غسل پوری یاآدھی نماز کا وقت کے بعد پڑھنے کا باعث بنیں۔

توجہ

اگر کسی کےلئے وضو یا غسل مضر ہو یا زیادہ تکلیف کا باعث ہو تو اس کے بجائے تیمم کرنا چاہئے اور چنانچہ وضو یا غسل کرے تو صحیح نہیں ہے۔

اگر کوئی شخص اس اعتقاد کے ساتھ کہ وضو یا غسل اس کے لئے مضر ہے (مثلا مریض ہوجائے گا) تیمم کرے تو کوئی اشکال نہیں ہے اور اس کے ساتھ نماز صحیح ہےلیکن اگر اس کے ساتھ نماز پڑھنے سے پہلے پتہ چلے کہ مضر نہیں ہے تو اس کا تیمم باطل ہےاوراگر اس تیمم کے ساتھ نماز پڑھنے کے بعد پتہ چلے کہ پانی مضر نہیں ہے تو احتیاط واجب کی بناپر وضو یا غسل کرے اور دوبارہ نماز بجالائے۔

آدھی رات کو جوانوں کے لئے غسل کا صرف معیوب یا مشقت ہونا شرعی عذر شمار نہیں ہوتا ہے بلکہ جب تک مکلف کے لئے غسل کرنا مضر اور حرج نہ ہو امکان ہونے کی صورت میں واجب ہے اور حرج (شدید اور حد سے زیادہ مشقت) یا ضرر کی صورت میں تیمم کرنا چاہئے۔

اگر کوئی شخص جنب ہوجائے اور بدن اور لباس کو دھونے یا لباس کو تبدیل کرنے کے لئے وقت نہ ہو اور سرد موسم وغیرہ کی وجہ سے ننگے ہوکر نماز نہ پڑھ سکے تو غسل جنابت کے بدلے میں تیمم کرکے اسی نجس لباس کے ساتھ نماز پڑھے۔ یہ نماز مجزی (کافی) ہے اور اس پر اس کی قضا واجب نہیں ہے۔

اگر وقت تنگ ہونے کی وجہ سے خوف ہو کہ غسل یا وضو کرنے کی صورت میں پوری نماز یا اس کا ایک حصہ وقت کے بعد بجالایاجائے گا تو تیمم کرکے نماز پڑھنا چاہئے۔

اگر نیند کی حالت میں انسان سے کوئی رطوبت خارج ہوجائے اور بیدار ہونے کے بعد کچھ یاد نہ آئے لیکن کپڑے کو گیلا دیکھے تو چنانچہ احتلام ہونے کا علم ہوتو جنب ہوگا اور غسل کرنا چاہئے اور وقت کم ہے تو بدن کو پاک کرنے کے بعد تیمم کرکے نماز پڑھنا چاہئے اور اگر وقت وسیع ہو تو غسل کرے لیکن اگر نہیں جانتا ہو (احتلام اور جنابت میں شک ہو) تو اس صورت میں جنابت کا حکم اس پر جاری نہیں ہوگا۔

جو اعمال طہارت سے مشروط نہیں ہیں مثلا زیارت، ان کےلئے غسل کے بدلے تیمم کا صحیح ہونا محل اشکال ہے لیکن غسل ممکن نہ ہونے کی صورت میں رجاء اور مطلوبیت کی نیت سے اس کو انجام دینے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

2۔ وہ چیزیں جن پر تیمم صحیح ہے۔

ہر وہ چیز جو زمین شمار ہوجائے مثلا مٹی، ریت، ڈھیلے اور پتھر (جپسم، چونے کا پتھر اور سیاہ پتھر وغیرہ) پر تیمم صحیح ہے اسی طرح جپسم اور پکی ہوئی اینٹ وغیرہ پر بھی (صحیح ہے)

توجہ

وہ معدنی اشیاء جو زمین کا جز شمار نہیں ہوتی ہیں مثلا سونااور چاندی وغیرہ پر تیمم صحیح نہیں ہے لیکن اعلی کوالٹی کے پتھر جن کو عرف میں معدنی پتھر کہتے ہیں مثلا سنگ مرمر وغیرہ پر تیمم صحیح ہے۔

سیمنٹ اور موزیک پر تیمم کرنا کوئی اشکال نہیں رکھتا ہے اگرچہ سیمنٹ اور موزیک پر تیمم نہ کرنا احوط (استحبابی) ہے۔

3۔ تیمم کا طریقہ

1۔ نیت کرنا

2۔ دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو ایسی چیز پر مارنا جس پر تیمم صحیح ہے۔

3۔ دونوں ہاتھوں کو ایک ساتھ پوری پیشانی اور اس کے دونوں اطراف پر سر کے بال اگنے کی جگہ سے لے کر ابرؤں اور ناک کے بالائی حصے تک پھیرنا

4۔ بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کو دائیں ہاتھ کی کلائی سے لے کر انگلیوں کے سرے تک پورے حصے پر پھیرنا اور اسی ترتیب سے دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کو پورے بائیں ہاتھ پر پھیرنا۔

5۔ احتیاط واجب کی بناپر ہاتھوں کو دوسری مرتبہ زمین پر مارنا اور اس کے بعد بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کو دائیں ہاتھ کی پوری پشت پر اور دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کو بائیں ہاتھ کی پوری پشت پر پھیرنا۔

توجہ

مذکورہ ترتیب میں وضو کے بدلے تیمم اور غسل کے بدلے تیمم یکساں ہے۔

اگر پیشانی یا ہاتھ کی پشت کے مختصر حصے پر بھی مسح نہ کرے تو تیمم باطل ہے ، عمدا ہو، مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے یا فراموشی کی خاطر البتہ زیادہ دقت کرنا بھی لازم نہیں ہے اور اتنا اندازہ کافی ہے کہ لوگ کہیں کہ پوری پیشانی اور ہاتھوں کی پشت پر مسح کیا ہے۔

ہاتھ کی پوری پشت پر مسح کرنے پر یقین کرنے کے لئے کلائی کے بالائی حصے پر بھی مسح کرنا چاہئے لیکن انگلیوں کے درمیانی حصوں کو مسح کرنا لازم نہیں ہے۔

4۔ تیمم جبیرہ

جس شخص کا وظیفہ تیمم کرنا ہو اگر جس جگہ مسح کرنا ضروری ہے یا اس کا ہاتھ جس کے ذریعے مسح کرنا چاہئے زخم وغیرہ کی وجہ سے بندھا ہوا ہے تو اسی ترتیب کے مطابق تیمم کرے یعنی زخم کی وجہ سے بندھی ہوئی جگہ کو بدن کی جلد قرار دے۔

تمرین

1۔ تیمم کے موارد بیان کریں۔

2۔ اگر کوئی شخص نماز فجر کے لئے غسل نہ کرے اور اس خیال سے کہ غسل کرنے کی صورت میں مریض ہوگا، تیمم کیا ہو توکیا حکم ہے؟

3۔ نہانا مشکل اور حرج کا باعث ہونے کی وجہ سے ان اعمال کے لئے جو طہارت سے مشروط نہیں ہیں یا مستحب غسل مثلا جمعہ اور زیارت وغیرہ کے غسل کے بدلے تیمم کرسکتے ہیں یا نہیں؟

4۔ کیا جنب شخص وقت کم ہونے کی صورت میں تیمم کرکے نجس بدن اور لباس کے ساتھ نماز پڑھ سکتا ہے یا بدن اور لباس کو پاک کرنے اور غسل کے بعد نماز کی قضا بجالانا چاہئے؟

5۔ جپسم، چونے کے پتھر اور اینٹ پر تیمم کرنے کا کیا حکم ہے؟

6۔ تیمم کے طریقے کے بارے میں وضاحت کریں۔

سبق 26 : **تیمم (2)**
تیمم کی شرائط۔ تیمم کے احکام

5۔ تیمم کی شرائط

جس چیز پر تیمم کیا جائے ؛

1۔ پاک ہونا چاہئے

2۔ مباح ہونا چاہئے (غصبی نہ ہو)

تیمم کے اعضاء کی شرط ؛

ان پر کوئی مانع نہ ہو

تیمم کی کیفیت کی شرائط

1۔ پیشانی اور ہاتھوں کے اوپر سے نیچے کی طرف مسح کرنا چاہئے

2۔ ترتیب کی رعایت کرنا چاہئے (ترتیب)

3۔ تیمم کے افعال کو پے درپے انجام دینا چاہئے (موالات)

4۔ تیمم کے افعال کو اختیاری حالت میں خود انجام دینا چاہئے (مباشرت)

1۔ جس چیز پر تیمم کیا جاتا ہے، پاک ہو

جس چیز پر تیمم کیا جاتا ہے پاک ہونا چاہئے

2۔ جس چیز پر تیمم کیا جاتا ہے، مباح ہو

جس چیزپر تیمم کیا جاتا ہے، مباح ہونا چاہئے (غصبی نہ ہو) لیکن اگر غصبی ہونا معلوم نہ ہو یا بھول جائے تواس کا تیمم صحیح ہے۔

3۔ تیمم کے اعضاء پر کوئی مانع نہ ہو

تیمم کے اعضاء پر کوئی مانع نہیں ہونا چاہئے بنابراین تیمم کے لئے انگوٹھی وغیرہ کو ہاتھ سے اتارناچاہئے ااور اگر پیشانی یا تیمم کے دیگر اعضاء پر کوئی چیز چسپاں ہو یا کسی چیزنے چھپایا ہوا ہو تو پہلے اس کو برطرف کرنا چاہئے۔

توجہ

ہاتھ اور پیشانی پر اگنے والے بال تیمم کے لئے مانع نہیں ہیں لیکن اگر سر کے بال پیشانی پر آگئے ہوں تو ان کو اوپر کرنا چاہئے۔

اگر زخم وغیرہ کی وجہ سے تیمم کے اعضاء بندھے ہوئے ہوں چنانچہ کھولنا ضرر کا باعث یا دشوار ہوتو بندھے ہوئے ہاتھ سے یا بندھے ہوئے عضو پر مسح کرنا چاہئے۔

4۔ پیشانی اور ہاتھوں کے اوپر سے نیچے کی جانب مسح کرے

پیشانی اور ہاتھوں کی پشت پر اوپر سے نیچے کی طرف مسح کرے۔

5۔ ترتیب

تیمم کو (تیمم کے باب میں بیان کی گئی) ترتیب کے مطابق انجام دینا چاہئے اور اگر اس کے برخلاف عمل کرے تو باطل ہے۔

6۔ موالات

تیمم کے افعال کا پے در پے انجام دینا چاہئے اور ان کے درمیان اتنا فاصلہ ڈالے کہ نہ کہا جائے کہ تیمم کررہا ہے تو باطل ہے۔

7۔ مباشرت

تیمم کے افعال کو احتیاری حالت میں خود انجام دینا ضروری ہے اور دوسرے سے مدد نہیں لینا چاہئے اور اگر بیماری یا فالج وغیرہ کی وجہ سے تیمم نہ کرسکتا ہو نائب بنانا چاہئے اور نائب کو چاہئے کہ اس کو اس کے اپنے ہاتھوں سے تیمم کرائے اور یہ بھی ممکن نہ ہوتو نائب کو چاہئے کہ اپنے ہاتھ کو زمین پر مارے اور اس کی پیشانی اور ہاتھوں پر پھیرے۔

تیمم کی شرائط کے بارے میں ایک نکتہ

اعضاء تیمم (پیشانی اور ہاتھوں کی پشت) کا پاک ہونا لازم نہیں ہے اگرچہ احتیاط کے موافق ہے۔

6۔ تیمم کے احکام

1۔ اگر ایسی چیز نہ ملے جس پر تیمم صحیح ہو تو قالین اور لباس وغیرہ پر موجود گردوغبار پر تیمم کرنا چاہئے اور وہ بھی نہ ملے لیکن تر مٹی دسترس میں ہو تو اس پر تیمم کرنا چاہئے اور ان میں سے کوئی بھی دسترس میں نہ ہونے کی صورت میں –مثلا ہوائی جہاز وغیرہ میں ہو–تو احتیاط واجب کی بناپر نماز کو وقت کے اندر وضو اور تیمم کے بغیر پڑھنا چاہئے اور اس کے بعد وضو یا تیمم کے ساتھ قضا کرے۔

2۔ جس شخص کا وظیفہ تیمم ہو ، بنابراحتیاط واجب نماز کے وقت سے پہلے نماز کے لئے تیمم نہیں کرسکتا ہے لیکن اگر واجب یا مستحب کاموں کے لئے نماز کے وقت سے پہلے تیمم کیا ہے اور نماز کے وقت تک اس کا عذر باقی رہے تو اسی تیمم کے ساتھ نماز پڑھ سکتا ہے۔

3۔ اگر کوئی جانتا ہو کہ اس کا عذر آخر تک برطرف ہوجائے گا تو اول وقت میں تیمم کے ساتھ نماز نہیں پڑھ سکتا ہے بلکہ صبر کرنا چاہئے اور عذر برطرف ہونے کےبعد وضو یا غسل کے ساتھ نماز بجالانا چاہئے۔

4۔ اگر کسی نے غسل کے بدلے تیمم کیا ہو اور اس سے حدث اصغر سرزد ہوجائے مثلا پیشاب کرے تو جب تک تیمم کے جواز کا شرعی عذر برطرف نہ ہوا ہو احتیاط واجب کی بناپر طہارت سے مشروط اعمال کے لئے دوسری مرتبہ غسل کے بدلے تیمم کرے اور وضو بھی کرے اور وضو کرنے سے معذور ہوتو اس کے بدلے میں بھی ایک اور تیمم کرے۔

5۔ اگر پانی نہ ہونے یا دوسرے عذر کی وجہ سے تیمم کرے تو عذر کے برطرف ہونے کے بعد تیمم باطل ہوگا

6۔ جو چیزیں وضو کو باطل کرتی ہیں، وضو کے بدلے کرنے والے تیمم کو بھی باطل کرتی ہیں اور جو چیزیں غسل کو باطل کرتی ہیں غسل کے بدلے کرنے والے تیمم کو بھی باطل کرتی ہیں۔

7۔ اگر وقت کی کمی کی وجہ سے وضو یا غسل کے بدلے تیمم کرے تو وقت نکلنے کے بعد تیمم باطل ہوگا اور بعد والی نماز کے لئے وضو اور غسل انجام دینا چاہئے۔

8۔ اگر پانی نہ ہونے یا وقت کی کمی کے علاوہ کسی اور عذر کی وجہ سے غسل کے بدلے تیمم کرے تو اس تیمم پر شرعی غسل کے تمام آثار مرتب ہوں گے بنابراین غسل جنابت کے بدلے تیمم کے ساتھ مسجد میں داخل ہونا، نماز پڑھنا، قرآن کریم کی آیات کو مس کرنا اور جنابت سے پاک ہونے سے مشروط دیگر اعمال بجالانے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

9۔ اگر غسل جنابت کے بدلے تیمم کیا ہو تو نماز کے لئے وضو کرنا لازم نہیں ہے لیکن دوسرے غسل (مثلا غسل مس میت) کے بدلے تیمم میں نماز کے لئے وضو کرنا چاہئے یا عذر موجود ہونے کی صورت میں وضو کے بدلے ایک اور تیمم انجام دینا چاہئے۔

تمرین

1۔ تیمم کی شرائط کیا ہیں؟

2۔ کیا تیمم کے دوران انگوٹھی وغیرہ کو ہاتھ سے اتارنا لازم ہے؟

3۔ ہاتھ کی پشت یا پیشانی پر اگنے والے بال تیمم کے لئے مانع ہیں یا نہیں؟

4۔ کیا تیمم کے اعضاء (پیشانی اور ہاتھ کی پشت) کا پاک ہونا ضروری ہے؟

5۔ اگر انسان وضو نہ کرسکے اور تیمم بھی اس کے لئے ممکن نہ ہو تو کیا وظیفہ ہے؟

6۔ کیا غسل کے بدلے تیمم غسل کے یقینی اور قطعی احکام رکھتا ہے؟ یعنی اس کے ساتھ مسجد میں داخل ہونا جائز ہے؟

تیسری فصل: نماز

نماز اہم ترین عبادت ہے اگر صحیح اور توجہ کے ساتھ انجام دی جائے تو انسان کی روح کو پاک اور دل کو نورانی کرتی ہے اور اس کو نامناسب اخلاقی صفات سے نجات حاصل کرنے پر قادر بناتی ہے یعنی انسان اور انسانی معاشرے کو بتدریج تمام آلودگیوں سے پاک کرسکتی ہے۔ بہتر ہے کہ نماز کو حضور قلب کے ساتھ اول وقت میں اور ریا اور دکھاوئے کے بغیر بجالائے اور نماز پڑھنے والے کو چاہئے کہ ہر کلمے کی ادائیگی کے دوران یہ بات ذہن میں رکھے کہ وہ خدا کے ساتھ ہم کلام ہے اور کیا کہہ رہا ہے۔

استفتاء، باب نماز

سبق 27: نمازوں کی اقسام
واجب اور مستحب نمازیں۔ یومیہ نوافل

1۔ واجب اور مستحب نمازیں

واجب نمازیں

یومیہ نمازیں

نماز طواف جو خانہ کعبہ کے واجب طواف کے بعد پڑھی جاتی ہے۔

نماز آیات جو سورج گرہن، چاند گرہن اور زلزلہ وغیرہ کے وقت پڑھی جاتی ہے۔

نماز میت جو مردہ مسلمان پر پڑھی جاتی ہے۔

باپ اور احتیاط واجب کی بناپر ماں کی قضا نماز جو بڑے بیٹے پر واجب ہے

وہ نماز جو نذر، عہد، قسم یا اجارہ کی وجہ سے پڑھنا واجب ہے[1]

مستحب نمازیں

مثلا شب و روز کے مستحبات

توجہ

مستحب نمازیں بہت زیادہ ہیں اور ان کو نافلہ کہتے ہیں۔ نافلہ نمازوں میں سے یومیہ نوافل مخصوصا نماز شب کی زیادہ تاکید کی گئی ہے۔

2۔ یومیہ نوافل

روزانہ کی نماز پنجگانہ میں سے ہر ایک کے ساتھ ایک مستحب نماز ہے جس کو اس کی نافلہ کہتے ہیں۔ ان نوافل کو پڑھنا بہت اہم ہے اور اس کے لئے بہت زیادہ اجر و ثواب ذکر ہوا ہے علاوہ براین مستحب ہے کہ آدھی رات کے بعد نافلہ شب پڑھیں۔ اس نماز کی بھی معنوی خصوصیات ہیں اور مناسب ہے کہ اس کی پابندی کریں۔

2۔ یومیہ نوافل

1۔ نافلہ ظہر: نماز ظہر سے پہلے آٹھ رکعات

2۔ نافلہ عصر: نماز عصر سے پہلے آٹھ رکعات

3۔ نافلہ مغرب: نماز مغرب کے بعد چار رکعات

4۔ نافلہ عشا: نماز عشا کے بعد دو رکعت بیٹھ کر پڑھی جاتی ہے

5۔ نافلہ صبح : نماز فجر سے پہلے دو رکعت

6۔ نافلہ شب: آدھی رات سےاذان صبح تک گیارہ رکعات (بہتر ہے کہ رات کے آخری تہائی میں پڑھی جائے ۔ اگرچہ فجر سے جس قدر نزدیک ہو اس کی کی فضیلت زیادہ ہے)

توجہ

جمعہ کے روز نماز ظہر اور عصر کی نافلہ بیس رکعات ہیں یعنی ظہر اور عصر کی نافلہ میں چار رکعات بڑھ جاتی ہیں اور بہتر ہے کہ پوری بیس رکعات کو زوال آفتاب سے پہلے بجالائیں لیکن اگر زوال کے بعد غروب تک بھی بجالائیں تو کوئی اشکال نہیں ہے۔

چونکہ عشا کی دو رکعت نافلہ ایک رکعت شمار ہوتی ہے لہذا یومیہ نوافل مجموعی طور پر چونتیس رکعات (واجب نمازوں سے دوگنا) ہیں۔

3۔ اگر ظہر اورعصر کی نافلہ اس کے وقت[2] کے اندر لیکن نماز ظہر اور عصر کو ادا کرنے کے بعد پڑھی جائے تو احتیاط واجب کی بناپر ادا اور قضا کی نیت کئے بغیر (مافی الذمہ کے قصد سے) پڑھی جائے۔

4۔ نماز شب گیارہ رکعات ہیں۔ آٹھ رکعات دو دو رکعت کرکے پڑھی جاتی ہیں جس کو نماز شب کہتے ہیں اور دو رکعات یعنی نماز شفع نماز صبح کی طرح پڑھی جاتی ہیں اور نماز وتر ایک رکعت ہے جس کی قنوت میں دعاؤں کی کتابوں میں مذکور ترتیب کے مطابق استغفار اور مومنین کے لئے دعا اور اللہ تعالی سے حاجات طلب کرنا مستحب ہے۔

5۔ نافلہ نمازوں میں سورہ واجب نہیں ہے بلکہ ہر رکعت میں سورہ حمد کی قرائت کافی ہے اگرچہ سورہ بھی پڑھنا مستحب ہے

6۔ نماز شب کو اندھیرے میں اور دوسروں سے چھپاکر پڑھنا شرط نہیں ہے لیکن اس میں ریاکاری بھی جائز نہیں ہے۔

توجہ

نوافل کو دو دو رکعت کرکے پڑھنا چاہئے مگر نماز وتر جس کی ایک رکعت ہے بنابراین نماز شب کو دو چار رکعتی، ایک دو رکعتی اور ایک نماز وتر کی صورت میں پڑھنا صحیح نہیں ہے۔

نوافل کو بیٹھ کر پڑھ سکتے ہیں اگرچہ کھڑے ہوکر پڑھنا بہتر ہے اور بیٹھ کر پڑھنے کی صورت میں مستحب ہے کہ ہر دو رکعات کو ایک رکعت شمار کیاجائے نماز وتیرہ (عشا کی نافلہ) اس سے مستثنی ہے جس کو احتیاط کے طور پر کھڑے ہونے کے بجائے بیٹھ کر پڑھنا چاہئے۔

جس سفر میں نماز قصر ہوتی ہے، ظہر اور عصر کی نافلہ نماز پڑھنا (اگرچہ رجاء کی نیت سےکیوں نہ ہو) جائز نہیں ہے۔

عشاکی نافلہ (وتیرہ) کو سفر کے دوران رجاء کی نیت اور ثواب کی امید سے بجالانا کوئی اشکال نہیں رکھتا ہے۔

یومیہ نوافل میں سے ہر ایک کا معین وقت ہے جو تفصیلی رسالوں میں مذکور ہے۔

تمرین

1۔ واجب نمازیں کون کونسی ہیں؟

2۔ یومیہ نوافل کی کتنی رکعات ہیں؟ وضاحت کریں۔

3۔ نماز ظہر اور عصر پڑھنے کے بعد ظہر اور عصر کی نافلہ کو اس کے وقت کے اندر کس نیت سے پڑھنا چاہئے؟

4۔ نماز شب کیسے پڑھی جاتی ہے؟

5۔ کیا نماز شب پڑھنے کے دوران ضروری ہے کہ دوسرے متوجہ نہ ہوں؟ کیا اس کو تاریکی میں بجالانا چاہئے؟

6۔ سفر میں کونسی نافلہ نمازیں ساقط ہیں؟

---

[1] در حقیقت نذر، عہد، قسم اور اجارہ پر عمل کرنا واجب ہے ایسا نہیں ہے کہ مستحب نماز واجب میں بدل گئی ہو۔

[2] ظہر کی نافلہ کا وقت ابتدائے ظہر سے لے کر شاخص سے ظاہر ہونے والا سایہ شاخص کے7/2 ہونے تک ہے مثلا شاخص کی لمبائی سات بالشت ہو تو جب ظہر کےبعد شاخص سے نمودار ہونے والا سایہ دو بالشت کے برابر ہوجائے تو نافلہ ظہر کا آخری وقت ہے۔ نافلہ عصر کا وقت تب تک رہتا ہے جب تک ظہر کے بعد شاخص سے ظاہر ہونے والا سایہ شاخص کے 7/4 تک نہ ہوجائے۔

سبق 29 : نماز پڑھنے والے کا لباس (2)

نماز پڑھنے والے کے لباس کی شرائط ((2)) ۔ جن موارد میں نماز پڑھنے والے کا بدن یا لباس پاک ہونا لازم نہیں

5۔ مرد کا لباس سونے کا نہ ہو

1۔ جو لباس سونے سے بنایا گیا ہو یا اس میں سونا استعمال کیا گیا ہو ، مرد کے لئے اس کو پہننا حرام اور اس میں نماز باطل ہے لیکن عورت کے لئے (نماز اور دیگر) تمام حالات میں کوئی اشکال نہیں رکھتا۔

2۔ مرد وں کے لئے سونے کی زنجیر، انگوٹھی اور ہاتھ کی گھڑی استعمال کرنا حرام ہے اوراحتیاط واجب کی بناپر اس کے ساتھ نماز باطل ہے۔

3۔ اگر کوئی مرد نہیں جانتا ہو یا بھول جائے کہ اس کی انگوٹھی یا لباس سونے کا ہے اور اس کے ساتھ نماز پڑھے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

توجہ

مردوں کے لئے سونے کا پہننا یا گلے میں ڈالنا حرام ہونے کا معیار یہ نہیں ہے کہ زینت کہا جائے بلکہ کسی بھی حالت میں اور کسی بھی نیت کے ساتھ استعمال کرنا حرام ہےاگرچہ انگوٹھی، چوڑی اور ہار وغیرہ زینت شمار نہ کیا جائے بلکہ عرف میں ازدواجی زندگی کے آغاز کی علامت ہو (تو بھی حرام ہے) اور اگرچہ دوسروں کی نگاہوں سے مخفی ہو، لیکن اس کو ہڈی کے آپریشن اور دندانسازی کے لئے استعمال کرنا کوئی اشکال نہیں رکھتا ہے۔

مردوں کے لئے سونا پہننا حرام ہونے میں کوئی فرق نہیں ہے کہ اس کی مدت کم ہو مثلا نکاح کے دوران یا زیادہ ہو۔

سفید سونا اگر زرد سونا ہو جو کسی مادے کے ساتھ مخلوط کرنے کی وجہ سے سفید ہوا ہو تو زرد سونے کا حکم رکھتا ہے لیکن اگر اس میں سونے کا عنصر اتنا کم ہو کہ عرف میں سونا نہ کہا جائے تو کوئی مانع نہیں ہے۔

پلاٹینم سونا نہیں اور اس کا حکم نہیں رکھتا ہے بنابراین اس کو استعمال کرنے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

6۔ مرد کا لباس خالص ریشم کا نہ ہو

مرد کا لباس یہاں تک کہ وہ لباس بھی جس سے شرم گاہ کو چھپایا نہ جائے مثلا گول والی ٹوپی، جوراب وغیرہ بھی خالص ریشم کا ہوا تو اس کے ساتھ نماز باطل ہے اور مرد کے لئے نماز کے علاوہ بھی اس کو پہننا حرام ہے لیکن اگر ریشم کا رومال وغیرہ نماز پڑھنے والے کے ہمراہ مثلا جیب میں ہوتو کوئی اشکال نہیں ہے اور نماز باطل نہیں ہوتی ہے۔

تمرین

1۔ کیا مردوں کے لئے زینت کی نیت کے بغیر اس طرح کہ دوسرے نہ دیکھیں، سونے کا استعمال جائز ہے؟

2۔ مردوں کے لئے سفید سونے کی جنس سے بنی انگوٹھی استعمال کرنے کا کیا حکم ہے؟

3۔ اگر نماز پڑھنے والا نماز کے دوران متوجہ ہوجائے کہ اس کا بدن یا لباس نجس ہے تو اس کی نمازکا کیا حکم ہے؟

سبق 30 : نماز پڑھنے والے کی جگہ (1)

نماز پڑھنے والے کی جگہ کی شرائط ((1))

نماز پڑھنے والے کی جگہ کی شرائط

1۔ مباح ہو (یعنی غصبی نہ ہو)

2۔ متحرک نہ ہو

3۔ ان جگہوں میں سے نہ ہو جہاں ٹھہرنا حرام ہے

4۔ پیغمبراکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور امام علیہ السلام کی قبر سےآگے کھڑے نہ ہو

5۔ نماز پڑھنے والے کی سجدہ کرنے کی جگہ پاک ہو

6۔ مرد اور عورت کے درمیان نماز کی حالت میں احتیاط واجب کی بناپر کم از کم ایک بالشت فاصلہ ہو

7۔ ہموار ہو

1۔ مباح ہو

1۔ نماز کی جگہ غصبی نہیں ہونا چاہئے۔ غصبی جگہ میں نماز پڑھنا اگرچہ قالین اور پلنگ غصبی نہ ہو پھر بھی باطل ہے۔

2۔ اگر کسی جگہ کا غصبی ہونا معلوم نہ ہو یا فراموش کیا ہو اور نماز پڑھے تو نماز صحیح ہے۔

3۔ اگر کوئی جانتا ہو کہ جگہ غصبی ہے لیکن غصبی جگہ میں نماز باطل ہونے کو نہیں جانتا ہے اور اگر اس جگہ نماز پڑھے تو اس کی نماز باطل ہے۔

4۔ اگر کوئی دوسرے شخص کے ساتھ کسی چیز کی ملکیت میں شریک ہے چنانچہ ہر ایک کی ملکیت دوسرے سے جدا نہ ہو تو اپنے شریک کی رضایت کے بغیر اس جگہ نماز نہیں پڑھ سکتا ہے۔

توجہ

جو زمین پہلے وقف ہو اور حکومت نے اس کو قبضے میں لے کر سکول تعمیر کیا ہو اگر ایسا قابل توجہ احتمال دیا جائے کہ مذکورہ قبضے کا شرعی جواز موجود ہے تو اس جگہ میں نماز پڑھنا کوئی اشکال نہیں رکھتا ہے اسی طرح بعض سکول جن کو ان کے مالکوں کی رضایت کے بغیر حاصل کیا گیا ہے اگر قابل توجہ احتمال دیا جائے کہ متعلقہ ذمہ داروں نے قانونی اور شرعی جواز کے ساتھ ان زمینوں میں سکول بنانے کے لئے اقدام کیا ہے تو اس میں نماز پڑھنے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

کوئی شخص حکومتی گھر میں رہتا ہو جس میں رہنے کی مدت اختتام کو پہنچی ہو اور خالی کرنے کا نوٹس بھی دیا گیا ہو اگر متعلقہ ذمہ داروں کی جانب سے مقررہ مدت کے بعد اس گھر کو استعمال کرنے کی اجازت نہ ہو تو اس شخص کا اس میں تصرف (مثلا نماز پڑھنا) غصب کے حکم میں ہے۔

ان اداروں میں جو پہلے قبرستان تھے، نماز پڑھنا اور دوسرے تصرفات میں کوئی اشکال نہیں ہے مگر یہ کہ شرعی طریقے سے ثابت ہوجائے کہ جس زمین میں عمارت بنائی گئی ہے وہ مردوں کو دفن کرنے کے لئے وقف ہے اور غیر شرعی طریقے سے اس میں تصرف کرکے عمارت بنائی گئی ہے۔

موجودہ پارک وغیرہ میں نماز پڑھنا کوئی اشکال نہیں رکھتا ہے اور صرف غصبی ہونے یا زمینوں کی ملکیت مشخص نہ ہونے کے احتمال کی طرف توجہ نہیں کی جائے گی۔

جس زمین کا مالک حکومت کی طرف سے اس پر قبضے پرراضی نہ ہو اور اس زمین میں نماز پڑھنے وغیرہ کے بارے میں اپنی ناراضگی کا اعلان کرچکا ہو تو اگر شرعی مالک سے اس زمین کو قبضے میں لینا مجلس شورای اسلامی (پارلیمنٹ) کے ذریعے منظور شدہ قانون کے مطابق اورشورای نگہبان (گارڈین کونسل) کی تائید کے ساتھ ہو تو اس جگہ میں نماز پڑھنےاور دوسرے تصرفات میں کوئی اشکال نہیں ہے

وہ کمپنیاں اور ادارے جن کا اختیار حکومت کے ہاتھ میں ہے اور شرعی عدالت کے ذریعے ان کے مالکوں سے قبضے میں لیا گیا ہو چنانچہ احتمال دیا جائے کہ قبضے کا حکم دینے والاقاضی قانونی طور پر صلاحیت رکھتا ہو اور شرعی اور قانونی تقاضوں کے مطابق قبضے کا حکم دیا ہے تو اس کا عمل شرعی طور پر صحیح ہونے کے حکم میں ہے اور اسی بناپر اس جگہ میں نماز پڑھنا اور دیگر تصرفات جائز ہیں اور اس پر غصب ہونے کا حکم جاری نہیں ہوگا۔

جن جگہوں کو ظالم حکومت نے قبضے میں لیا ہو اگر غصب پر علم ہوتو غصبی چیز کے احکام اور آثار اس پر لاگو ہوں گے (بنابراین اس میں نماز پڑھنا جائز نہیں ہے)

تمرین

1۔ نماز پڑھنے والے کی جگہ کی شرائط بیان کریں۔

2۔ اگر کوئی غصبی زمین میں جائے نماز یا لکڑی وغیرہ پر نماز پڑھے تو صحیح ہے یا باطل؟

3۔ اگر کوئی شخص حکومتی گھر میں رہتا ہو جس میں قیام کی مدت ختم اور خالی کرنے کا نوٹس دیا گیا ہو تو مقررہ مدت کے بعد اس کی نمازوں کو کیا حکم ہے؟

4۔ جس زمین کا مالک حکومت کے ذریعے اس پر قبضے پر راضی نہ ہو اور اس میں نماز پڑھنے وغیرہ کی نسبت اپنی ناراضگی کا اعلان کرچکا ہو تو اس میں نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

5۔ جن جگہوں کو ظالم حکومت غصب کرتی ہے، ان میں بیٹھنا، نماز پڑھنا یا گزرنا جائز ہے یا نہیں؟

سبق 31 : نماز پڑھنے والے کی جگہ (2)
نماز پڑھنے والے کی جگہ کی شرائط ((2))

2۔ متحرک نہ ہو

نماز پڑھنے والے کی جگہ متحرک نہ ہو یعنی اس طرح ہو کہ نماز پڑھنے والاحرکت کے بغیر اور آرام سے نماز پڑھ سکے بنابراین جہاں بے اختیار بدن کو حرکت آئے مثلا گاڑی اور ریل چلتے ہوئے یا سپرنگ والے بیڈوغیرہ پر نماز صحیح نہیں ہے مگر یہ کہ وقت کی کمی یا کسی اور وجہ سے ایسی جگہ نماز پڑھنے پر مجبور ہو۔

توجہ

شہروں کے درمیان چلنے والی بسوں میں سفر کرنے والوں کو نماز کا وقت ختم ہونے کا خوف ہوتو واجب ہے کہ ڈرائیور سے کسی مناسب جگہ بس کو روکنے کی درخواست کریں اور ڈرائیور پر بھی ان کی بات ماننا واجب ہے۔ اگر کسی قابل قبول عذر یا بغیر کسی دلیل کے بس کو روکنے سے اجتناب کرے تو مسافروں پر واجب ہے کہ اگر وقت ختم ہونے کا خوف ہو تو حرکت کی حالت میں بس کے اندرنماز پڑھیں اورحتی الامکان قبلے کی سمت، قیام، رکوع اور سجود کی رعایت کریں۔

وہ شخص کہ جس کو کشتی کے ساتھ ڈیوٹی پر بھیجا جاتا ہے اگر نماز کا وقت ہوجائے اور اسی وقت نماز نہ پڑھے تو وقت کے اندر نماز پڑھنے کا ٹائم نہ ملتا ہو تو واجب ہے کہ اسی وقت جس طرح ممکن ہو نماز پڑھے اگر اسی کشتی کے اندر ہی کیوں نہ ہو۔

3۔ ایسی جگہ نہ ہو جہاں بیٹھناحرام ہو

نماز پڑھنے والے کی جگہ ایسی نہ ہو جہاں ٹھہرنا حرام ہو مثلا انسان کی جان کو حقیقی خطرہ ہو اسی طرح وہ جگہ اس نوعیت کی نہ ہو جہاں کھڑا ہونا یا بیٹھنا حرام ہو مثلا قالین جس کی ہر جگہ خدا کا نام یا قرآنی آیات تحریر ہوں۔

4۔ پیغمبر اور امامؑ کی قبر کے آگے نہ ہو

نماز پڑھتے وقت پیغمبراکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور امام علیہ السلام کی قبر سے آگے کھڑے نہ ہو لیکن برابر میں کھڑا ہوجائے تو کوئی اشکال نہیں۔

5۔ سجدے کی جگہ پا ک ہو

نماز پڑھنے والے کے سجدے کی جگہ پاک ہو۔ اگر پیشانی کے علاوہ دوسرے اعضاء رکھنے کی جگہ نجس ہو چنانچہ اس کی نجاست بدن یا لباس تک سرایت نہ کرے تو کوئی اشکال نہیں اور نماز صحیح ہے۔

6۔ احتیاط واجب کی بناپر نماز کی حالت میں مرد اور عورت کے درمیان کم از کم ایک بالشت فاصلہ ہو

احتیاط واجب کی بناپر نماز کی حالت میں مرد اور عورت کے درمیان کم از کم ایک بالشت فاصلہ ہونا چاہئے اس صورت میں اگر مرد اور عورت ایک دوسرے کے برابر یا عورت مرد سے آگے کھڑی ہوجائے تو دونوں کی نماز صحیح ہے ۔

7۔ ہموار ہو

لازم ہے کہ نماز پڑھنے والے کی پیشانی رکھنے کی جگہ اس کے دونوں زانوؤں اور پاؤں کے انگوٹھےرکھنے کی جگہ سے ملی ہوئی چار انگلیوں سے زیادہ اوپر یا نیچے نہ ہو۔

نماز پڑھنے والے کی جگہ کے بارے میں دو نکتہ

واجب نماز کو خانہ کعبہ کے اندر بجالانا مکروہ ہے لیکن احتیاط واجب یہ ہے کہ خانہ کعبہ کی چھت پر نماز نہ پڑھے۔

جن سجادوں پر تصویریں موجود ہوں یا جس سجدہ گاہ پر نقش ہو اس پر نماز پڑھنا کوئی اشکال نہیں رکھتا ہے لیکن اگر اس طرح ہو کہ شیعوں پر تہمت لگانے کا بہانہ مل جائے تو ان کو بنانا اور ان پر نماز پڑھنا جائز نہیں ہے اور اسی طرح اگر توجہ ہٹنے اور نماز میں حضور قلب کے ختم ہونے کا باعث ہو تو مکروہ ہے۔

تمرین

1۔ جن جگہوں میں بے اختیار بدن ہلتا ہے مثلا گاڑی، نماز کا کیا حکم ہے؟

2۔ اگر نماز پڑھنے والے کی جگہ پاک نہ ہو لیکن سجدے کی جگہ پاک ہو تو کیا نماز صحیح ہے؟

3۔ جس قالین پرہر جگہ خدا کا نام یا قرآنی آیات تحریر ہیں، نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

4۔ کیا نماز کے دوران مردوں کو ہر صورت میں عورتوں سے آگے کھڑے ہونا چاہئے؟

5۔ خانہ کعبہ کے اندر واجب نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

6۔ جس سجادے پر تصویر ہو یا جس مہر پر نقش موجود ہو، نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

سبق 32 : مسجد کے احکام (1)

مسجد کے بارے میں حرام احکام

1۔ مسجد کو نجس کرنا

2۔ مسجد کو سونے سے تزئین کرنا اس صورت میں جب اسراف شمار کیا جائے

3۔ مسجد کی شان اور حرمت کے برخلاف کاموں کو انجام دینا

4۔ کفار کا مسجد میں داخل ہونا

5۔ مسجد کو خراب کرنا

6۔ مسجد کے وقف کی کیفیت کے برخلاف عمل کرنا

1۔ مسجد کو نجس کرنا

مسجد کی زمین، دیوار اوراندرونی و بیرونی چھت کو نجس کرنا حرام ہے اگر نجس ہوجائے تو اس کو فوراپاک کرنا واجب ہے۔

توجہ

وہ مسجد جس کو غصب یا توڑدیا گیا ہو اور اس کی جگہ دوسری عمارت بنائی گئی ہو یا متروک ہونے کی وجہ سے مسجد کے آثار مٹ گئے ہوں اور دوبارہ تعمیر کی امید بھی نہ ہومثلا آبادی منتقل ہوگئی ہو تو اس کو نجس کرنا حرام نہیں اگرچہ احتیاط مستحب ہے کہ اس کو نجس نہ کریں۔

2۔ مسجد کو سونے سے تزئین کرنا اس صورت میں جب اسراف شمار کیا جائے

اگر مسجد کو سونے سے تزئین کرنا اسراف شمار کیا جائے تو حرام ہے اور اس صورت کے علاوہ بھی مکروہ ہے۔

3۔ مسجد کی شان اور حرمت کے برخلاف کاموں کو انجام دینا

مسجد کے مقام و منزلت کی رعایت کرنا واجب ہے اور اس کی شان کے منافی کاموں کو انجام دینے سے اجتناب کرنا چاہئے۔

4۔ کفار کا مسجد میں داخل ہونا

مسلمانوں کی مسجد میں کفار کاداخل ہونا جائز نہیں ہے اگرچہ تاریخی آثار دیکھنے کی غرض سے ہی کیوں نہ ہو، مسجد حرام ہو یا دوسری مساجد، ان کا اندر داخل ہونا مسجد کی بے حرمتی شمار ہوجائے یا نہ ہوجائے۔

5۔ مسجد کو خراب کرنا

پوری مسجد یا اس کے کسی حصے کو خراب کرنا جائز نہیں ہے مگر اس صورت میں جب کوئی مصلحت درکار ہو جس کو اہمیت نہ دینا یا نظرانداز کرنا ممکن نہ ہو۔

توجہ

مسجد کو خراب کرنے سے وہ مسجد ہونے سے خارج نہیں ہوتی ہے اس لحاظ سے مسجد کے شرعی آثار اس پر مرتب ہوں گے مگر ایسی مسجد جو خراب اور متروک ہو اور اس کی جگہ دوسری عمارت تعمیر کی گئی ہو یا متروک رہنے کی وجہ سے مسجد کے آثار مٹ گئے ہوں اور اس کی تعمیر نو کی بھی کوئی امید نہ ہو بنابراین وہ زمین جو مسجد کی صحن ہو اور مسجد شہری حکومت کے تعمیراتی منصوبے کے تحت سڑک میں آجائے اور ضرورت کی وجہ سے اس کا ایک حصہ خراب کیا گیاہو چنانچہ اگر پہلی حالت میں واپس آنے کا کوئی احتمال نہ ہو تو مسجد کے شرعی احکام جاری نہیں ہوں گے۔

6۔ مسجد کو وقف کرنے کی کیفیت کے خلاف عمل کرنا

1۔ مسجد کو وقف کرنے کی کیفیت کی مخالفت یا اس کو تبدیل اور تغییر کرنا جائز نہیں ہے بنابراین

مسجدکو فلموں کی نمائش گاہ بنانا جائز نہیں لیکن اگر مذہبی اور انقلابی فلموں کی نمائش جو مفید مطالب اور مخصوص مناسبت کی وجہ سے سبق آموز، ضرورت کے مطابق اور امام جماعت کی نگرانی میں ہوتو کوئی اشکال نہیں ہے۔

2۔ علمی کلاسز اور اس جیسے دیگر کام کرنا اگر مسجد کی شان کے خلاف نہ ہو اور نماز جماعت اور نمازیوں کے لئے زحمت ایجاد نہ کرے تو کوئی اشکال نہیں ہے۔

3۔ مسجد کی سہولیات مثلا بجلی اورساؤنڈ سسٹم وغیرہ سے مرحومین کے ایصال ثواب کی مجلس وغیرہ کے لئے استفادہ کرنے کا جواز مسجد کے لئے ان سہولیات کے وقف اور نذر کی کیفیت پر منحصر ہے۔

4۔ مسجد کی شبستان کے کونے میں لائبریری یا عجائب گھر وغیرہ بنانا اگر اس شبستان کے وقف کی کیفیت سے تضاد رکھتا ہو یا مسجد کی عمارت میں تبدیلی کا باعث بنے تو جائز نہیں ہے۔ بہتر یہ ہے کہ اس کام کےلئے مسجد کے ساتھ ایک مکان تیار کیا جائے۔

5۔ اگر مسجد کی صحن میں مسجد کے شرعی احکام سے آگاہی نہ ہونے کی وجہ سے کمرے تعمیر کریں تو ان کو خراب کرکے صحن کو پہلی حالت میں لائے اسی طرح اگر کوئی جگہ پہلے مسجد تھی اور مسئلے سے آگاہی نہ ہونے کی وجہ سے چائے کا کمرہ وغیرہ تعمیر کیا جائے تو اس جگہ کو مسجد کی حالت میں واپس لانا واجب ہے۔

6۔ مسجد میں میت کو دفن کرنا جائز نہیں ہے اور میت وصیت کرے کہ اس کو مسجد میں دفن کریں تو اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے مگر یہ کہ وقف کا صیغہ جاری کرتے ہوئے میت دفن کرنے کو مستثنی کیا گیا ہو۔

7۔ مسجد کے زیرزمین حصے کو تین شرائط کے ساتھ کرایے پر دے سکتے ہیں ؛

1۔ مسجد کا عنوان صدق نہیں آتا ہو

2۔ تعمیرات کا جزو نہ ہو جس کی مسجد کو ضرورت ہو

3۔ اس کاوقف وقف انتفاع نہ ہو (منفعت کا وقف ہو)

تمرین

1۔ مسجد کے حرام احکام بیان کریں۔

2۔ کیا مسجد کے اندر کھیل کی مشق کرنا جائز ہے؟

3۔ کیا ائمہ معصومینؑ کی ولادت کے موقع پر مسجد سے فرحت بخش موسیقی جاری کرنے میں شرعا اشکال ہے؟

4۔ کیا کفار کا مسجد میں داخل ہونا شرعا جائز ہےاگرچہ تاریخی آثار دیکھنے کےلئے آئے ہوں؟

5۔ بجلی اور ساؤنڈ سسٹم جیسے مسجد کی سہولیات سے مرحومین کی مجلس ترحیم کے لئے استفادہ کرنے کا کیا حکم ہے؟

6۔ کیا مسجد کے زیرزمین حصے کو اس کی شان کے مناسب کام کے لئے کرایے پر دینا جائز ہے؟

2۔ مسجد کے مستحب احکام

1۔ مسجد کو صاف اور آباد کرنا

2۔ مسجد میں جانے کے لئے عطر لگانا اور پاک و صاف کپڑے پہننا

3۔ جوتے اور پاؤں کو نجاست اور کثافت سے آلودہ ہونے سے محفوظ رکھنا

4۔ مسجد میں سب سے پہلے جانا اور سب سے آخر میں نکلنا

5۔ مسجد میں داخل اور خارج ہوتے وقت زبان پر ذکر اور دل میں خضوع رکھنا

6۔ مسجد میں داخل ہونے کے بعد تحیت مسجد کی نیت سے دو رکعت نماز پڑھنا

مسجد کے احکام کے بارے میں چند نکات

مسجد میں سونا مکروہ ہے

مسجد میں نماز پڑھنے کی فضیلت مردوں سے مخصوص نہیں بلکہ عورتوں کو بھی شامل کرتی ہے۔

نماز جماعت کی خاطر محلے کی مسجد کو چھوڑ کر دوسری مسجد مخصوصا شہر کی جامع مسجد میں جانے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

توجہ

جامع مسجد وہ مسجد ہے جو شہر کے کسی خاص گروہ یا طبقے سے مخصوص کئے بغیر تمام لوگوں کے اجتماع کے لئے بنائی گئی ہو

عوامی تعمیراتی ادارے جو رہائشی مکانات تعمیر کرتے ہیں اور ابتدا میں محلوں میں عمومی عمارتیں مثلا مسجد بنانے پر اتفاق کرتے ہیں لیکن ادارے کے بعض حصہ دار رہائشی مکانات کو تحویل میں لیتے وقت اپنی بات سے منحرف ہوکر کہتے ہیں کہ ہم مسجد بنانے پر راضی نہیں ہیں چنانچہ اگر مسجد بنانے اور وقف کرنے کے بعد منحرف ہوجائیں تو کوئی حیثیت نہیں ہے لیکن اگر مسجد کا شرعی وقف ثابت ہونے سے پہلے ہو تو زمین جن لوگوں سے تعلق رکھتی ہے ان سب کی رضایت کے بغیران کے اموال سے مسجد بنانا جائز نہیں ہے مگر یہ کہ کسی عقد لازم کے ضمن میں ان سب پر شرط رکھی گئی ہو کہ ادارے کی زمین کا ایک حصہ مسجد بنانے کے لئے مخصوص ہوگی اور اعضاء نے بھی اس شرط کو قبول کیا ہو تو اس صورت میں منحرف ہونے کا حق نہیں رکھتے ہیں اور ان کا منحرف ہونا کوئی اثر بھی نہیں رکھتا ہے۔

جس مسجد کو تعمیر نو کی ضرورت ہو اگر تعمیر کا کام رضاکارانہ اور مفت میں (کسی مخیر شخص کے مال سے) ہو تو حاکم شرع کی اجازت کی ضرورت نہیں ہے۔

کفار کے ذریعے بنائی گئی مسجد میں نماز پڑھنے اور اسی طرح کفار مسجد بنانے کے لئے رضاکارانہ مالی مدد کریں تو اس کو لینے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

مسجد کے سامان اور لوازمات کواگر اس میں استعمال نہیں کیا جاتا ہو تو دوسری مساجد کے استعمال کے لئے لے جانے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

عزاخانے اور امام بارگاہ مسجد کا حکم نہیں رکھتے ہیں۔

جس امام بارگاہ کو امام بارگاہ کے طور پر شرعی لحاظ سے صحیح طرح وقف کیا گیا ہو اس کو مسجد کی حیثیت سے مسجد کے ساتھ ضم کرنا جائز نہیں ہے۔

توجہ

کسی امامزادے ؑ کے مرقد کے لئے نذر شدہ اجناس اور قالین کو محلے کی جامع مسجد میں استعمال کرنا چنانچہ امامزادہ کے مرقد اوراس کے زائرین کی

ضرورت سے زائد ہوتو کوئی اشکال نہیں ہے۔

تمرین

1۔ مسجد کے مستحب احکام کو بیان کریں۔

2۔ مسجد میں سونے کا کیا حکم ہے؟

3۔ عورتوں کے لئے مسجد میں نماز پڑھنا بہتر ہے یا گھر میں؟

4۔ جامع مسجد کی تعریف کریں۔

5۔ اگر مسجدکی تعمیر نو کی ضرورت ہو تو حاکم شرع یا اس کے وکیل سے اجازت لیناواجب ہے؟

6۔ حضرت ابوالفضل عباسؑ وغیرہ کے نام سے تعمیر ہونے والے عزاخانے مسجد کا حکم رکھتے ہیں یا نہیں؟

سبق 34: قبلہ
قبلہ کے احکام

1۔ قبلہ کے احکام

1۔ مسلمان کو چاہئے کہ نماز کو کعبہ کی طرف رخ کرکے پڑھے اس لحاظ سے اس کو قبلہ کہتے ہیں البتہ جو لوگ دور ہیں ان کے لئے حقیقی محاذات (رو برو ہونا) ممکن نہیں اور اتنا کافی ہے لوگ کہیں کہ قبلے کی طرف منہ کرکے نماز پڑھ رہا ہے۔

توجہ

قبلے کی طرف رخ کرنے کا معیار یہ ہے کہ انسان کرہ ارض کی سطح سے بیت عتیق (کعبہ) کی طرف ہو یعنی سطح زمین کی طرف سے کعبہ جوکہ مکہ مکرمہ میں بنایا گیا ہے، کی طرف رخ کرکے کھڑےہوجائے بنابراین اگر انسان کرہ ارض کے ایسے مقام پر ہو جہاں سے چاروں طرف سے مکہ کی طرف مستقیم خطوط کھینچیں تو مسافت کے اعتبار سے مساوی ہوں تو قبلہ کے لئے جس طرف چاہے رخ کرکے نماز پڑھ سکتا ہے لیکن اگر خطوط کی مسافت بعض اطراف میں کم اور اس قدر نزدیک ہو کہ اس مقدار کے ساتھ عرفا رو بقبلہ ہونے میں اختلاف ہوجائے تو انسان پر واجب ہے کہ کم تر والی سمت کو انتخاب کرے۔

مستحب نمازوں کو راستے میں چلتے ہوئے یا سواری کی حالت میں پڑھ سکتے ہیں اور اس صورت میں لازم نہیں ہے کہ نماز کو روبقبلہ ہوکر بجالائیں۔

2۔ نمازپڑھنے والے کو قبلے کی سمت کے بارے میں یقین یا اطمینان ہونا چاہئے ؛ چاہے صحیح اور معتبر قبلہ نما کے ذریعے ہو یا سورج اور ستاروں کے طلوع اور تابش (اس صورت میں جب اس سے استفادہ کرنا جانتا ہو) یا دیگر ذرائع سے ہو۔ اگر اطمینان پیدا نہ کرسکے تو جس طرف زیادہ گمان ہو اسی سمت نماز پڑھے مثلا محراب مسجد سے گمان ہوجائے۔

3۔ اگر قبلے کی سمت معلوم کرنے کے لئے کوئی راہ نہ ہو اور کسی سمت گمان بھی نہ ہو تو احتیاط واجب کی بناپر چاروں طرف رخ کرکے نماز پڑھے اور چار نماز پڑھنے کا وقت نہ ہو تو جتنا وقت ہے اس کے مطابق نماز پڑھے۔

4۔ جس شخص کو قبلے کی سمت کے بارے میں یقین نہ ہو قبلے کی طرف رخ کرکے انجام دینے والے باقی کاموں مثلا حیوانات کو ذبح کرنا وغیرہ میں بھی اپنے گمان پر عمل کرے۔ اگر کسی بھی طرف گمان نہ جائے تو جس طرف بھی رخ کرکے انجام دے صحیح ہے۔

توجہ

قبلے کی سمت کی تعیین کے لئے شاخص یا قبلہ نماز پر اعتماد کرنا چنانچہ مکلف کے لئے باعث اطمینان ہوتو صحیح ہے اور اس کے مطابق عمل کرنا چاہئے ۔ اس صورت کے علاوہ جس طرف زیادہ گمان ہو نماز پڑھنا چاہئے۔

قبلے کی تشخیص کے لئے شاخص کو استعمال کرنے کا مطلب یہ ہے کہ مئی کی اٹھائیسویں اور جولائی کی سولہویں تاریخ کو ظہر کے وقت جب مکہ کی افق پر سورج عمودی حالت میں کعبہ پر چمکتا ہے (وہ وقت جب مکہ سے اذان کی صدا بلند ہوتی ہے) سیدھی لکڑی یا چھڑی وغیرہ کو ہموار زمین میں عمودی سمت میں ڈال دیں شاخص کا سایہ جس سمت کو دکھائے قبلہ کی سمت ہے (یعنی قبلے کی سمت ـــــــــــــــ)

تمرین

1۔ روبہ قبلہ ہونے کا معیار کیا ہے؟

2۔ راستے میں چلتے ہوئے یا سواری کی حالت میں مستحب نماز پڑھیں تو کیا قبلہ کی رعایت لازم ہے؟

3۔ اگر نماز پڑھنے والا قبلہ کی سمت کے بارے میں مطمئن نہ ہوتو اس کا کیا وظیفہ ہے؟

4۔ اگر انسان ایسی کیفیت میں ہوکہ کسی بھی طرح قبلہ کی سمت معلوم نہ ہواور کسی بھی سمت کے بارے میں گمان نہ ہوجائے تو کسی طرف نماز پڑھنا چاہئے؟

5۔ کیا قبلہ نما پر اعتماد کرنا صحیح ہے؟

6۔ قبلہ کی تشخیص کے لئے شاخص سے استفادہ کرنے کا کیا مطلب ہے؟

سبق 35 : **یومیہ نمازیں (1)**

یومیہ نمازوں کی اہمیتـ یومیہ نمازوں کی تعدادـ یومیہ نمازوں کے اوقات

1ـ یومیہ نمازوں کی ا ہمیت

1. پانچ وقت پڑھی جانے والی یومیہ نمازیں اسلامی شریعت کے نہایت اہم واجبات میں سے بلکہ دین کا ستون ہیں اور نماز کو ترک کرنا یا حقیر سمجھنا شرعا حرام اور عقاب کے مستحق ہونے کا باعث ہے۔

2۔ نماز کو کسی بھی صورت میں ترک نہیں کیا جاسکتا حتی جنگ کی حالت میں بھی بنابراین اگر کوئی مجاہد شدید جھڑپ کی وجہ سے سورہ فاتحہ پڑھنے یا سجدہ یا رکوع کرنے سے قاصر ہوتو ہر ممکن طریقے سے نماز پڑھے اور اگر رکوع اور سجدہ کرنے پر قادر نہ ہوتو رکوع اور سجدے کے بجائے اشارہ کرنا کافی ہے۔

2ـ یومیہ نمازوں کی تعداد

یومیہ واجب نمازیں

1ـ نماز صبح : دو رکعت

2ـ نماز ظہر: چار رکعت

3ـ نماز عصر : چار رکعت

4ـ نماز مغرب: تین رکعت

5ـ نماز عشا: چار رکعت

توجہ

سفر میں چار رکعت والی نمازیں (ظہر، عصر اور عشا) دو رکعت پڑھی جاتی ہیں جس کی خصوصیات اور احکام بیان کئے جائیں گے{ ان شاء اللہ}

3ـ یومیہ نمازوں کے اوقات

1ـ نماز صبح کا وقت طلوع فجر سے طلوع آفتاب تک ہے۔

2ـ نماز صبح کے وقت کا شرعی معیار صبح صادق[1] ہے (کاذب نہیں) یہ کام مکلف کی اپنی تشخیص پر منحصر ہے۔

3ـ طلوع فجر (صبح کے فریضے کا وقت) ہونے میں چاندنی رات اور دیگر راتوں میں کوئی فرق نہیں اگرچہ بہتر ہے کہ چاندنی راتوں میں نماز پڑھنے والا اتنا صبر کرے کہ صبح کی سفیدی رات کی چاندنی پر غالب آئے اور اس کے بعد نماز پڑھے۔

2ـ نماز ظہر کا وقت

نماز ظہر کا وقت ظہر کی ابتدا (یعنی جب سورج پوری طرح اوپر آنے کی وجہ سے ہر چیز کا سایہ کم ہوجائے اور دوبارہ مشرق کی طرف بڑھنے لگے) سے لے کر اس وقت تک ہے جب تک غروب آفتاب میں صرف نماز عصر پڑھنے کا وقت باقی بچ گیا ہو۔

3نماز عصر کا وقت

نماز عصر کا وقت اس وقت سے شروع ہوتا ہے جب ظہر کے وقت سے اتنا گزر گیا ہو جس میں نماز ظہر پڑھ سکے اس کے بعد غروب آفتاب تک ہے۔

4۔ نماز مغرب کا وقت

نماز مغرب کا وقت آسمان میں غروب آفتاب کے بعد مشرق کی طرف سے پیدا ہونے والی سرخی ختم ہونے کے بعد شروع ہوتا ہے اور اس وقت تک رہتا ہے جب آدھی رات ہونے میں اتنا وقت باقی ہو جس میں فقط نماز عشاء پڑھ سکیں۔

توجہ

غروب آفتاب اور حمرہ مشرقیہ کے زوال (غروب آفتاب کے بعد مشرق کی طرف نمودار ہونے والی سرخی ختم ہونے) میں سال کے مختلف موسم کے مطابق اختلاف ہوتا ہے۔

5۔ نماز عشا کا وقت

نماز عشا کا وقت نماز مغرب کے اول وقت سے اتنا گزرجائے جس میں نماز مغرب پڑھ سکے اس کے بعد آدھی رات تک ہے۔

توجہ

(نماز مغرب و عشا کے لئے) آدھی رات غروب آفتاب اور صبح صادق کا درمیانی فاصلہ ہے بنابراین ظہر شرعی کے بعد تقریبا گیارہ گھنٹے اور پندہ منٹ نماز مغرب وعشا کا آخری وقت ہے۔

تمرین

1۔ جو شخص نماز کو عمدا ترک کرے یا حقیر سمجھے اس کا کیا حکم ہے؟

2۔ کیا چاندنی راتوں میں نماز صبح پڑھنے کے لئے پندہ سے بیس منٹ تک انتظار کرنا چاہئے؟

3۔ سورج کا نور زمین تک پہنچنے میں تقریبا آٹھ منٹ لگتے ہیں بنابراین نماز صبح کا وقت ختم ہونے کا معیار طلوع آفتاب ہے یا اس کا نور زمین پر پہنچنا؟

4۔ نماز عصر کا وقت مغرب کی اذان تک ہے یا غروب آفتاب تک؟

5۔ غروب آفتاب اور اذان مغرب کے درمیان کتنے منٹ کا فاصلہ ہوتا ہے؟

6۔ نماز عشا کے لئے آدھی رات کا وقت کیا ہے؟

---

[1] صبح صادق صبح کاذب کے مقابلے میں ہے۔ صبح کاذب اس سفیدی کو کہتے ہیں جو صبح صادق سے پہلے آسمان میں ظاہر ہوتی ہے اور افق پر پھیلنے کے بجائے عمودی شکل میں اوپر کی طرف منعکس ہوتی ہے۔ صبح صادق اس وقت ہوتی ہے جب سفیدی افق کی سطح کے ساتھ متصل اور کم روشنی کے ساتھ افق پر پھیل جائےاور وقت گزرنے کے ساتھ اس کی روشنی میں اضافہ ہوجائے۔ چونکہ صبح صادق باریک ہوتی ہے لہذا اس کو مشاہدہ کرنے کے لئے مشرق کا افق پوری طرح کھلا اور مکمل تاریک ہونا چاہئے جو شہروں کے اندر نہایت مشکل ہے۔ چونکہ طلوع فجر کو واضح اور دقیق تشخیص دینا سخت ہے لہذا احتیاط کی رعایت کرتے ہوئے اذان شروع ہونے کے دس منٹ بعد صبح کی نماز ادا کی جائے۔

4۔ اوقات نماز کے احکام

1۔ نماز کےوقت کو معلوم کرنے کے طریقے

1۔ انسان کو خود وقت داخل ہونے پر یقین یا اطمینان ہوجائے

2۔ دو عادل مرد وقت داخل ہونے کی خبر دیں۔

3۔ موثق اور وقت شناس موذن اذان دے۔

توجہ

جب تک نماز کا وقت شناخت کرنے کےطریقوں میں سے کوئی ایک ثابت نہ ہوجائے نماز شروع کرنا جائز نہیں ہے۔

اگر نماز کا وقت داخل ہونے کا یقین ہوجائے اور نماز شروع کرے اور نما زکے دوران شک کرے کہ وقت داخل ہوا ہے یا نہیں تو اس کی نماز باطل ہے لیکن اگر نماز کے دوران وقت داخل ہونے پر یقین ہو اور شک کرے کہ جتنی نماز پڑھی ہے وہ وقت کے اندر پڑھی ہے یا نہیں تو اس کی نماز صحیح ہے۔

2۔ دخول وقت ثابت ہونے کا معیار مکلف کے لئے اطمینان حاصل ہونا ہے بنابراین

1۔ اجتماعی ذرائع ابلاغ جو ایک دن پہلے اوقات شرعی کا اعلان کرتے ہیں چنانچہ اگر مکلف کے لئے وقت داخل ہونے پر اطمینان پیدا ہوجائے تو ان پر اعتماد کرسکتے ہیں۔

2۔ اگر اذان شروع ہونے کی وجہ سے مکلف کو اطمینان ہوجائے کہ نماز کا وقت داخل ہوگیا ہے تو اذان ختم ہونے تک صبر کرنا لازم نہیں اور نماز کو شروع کرسکتا ہے[1]

3۔ مکلف کو چاہئے کہ یومیہ نمازوں کے اوقات کے بارے میں (حتی کہ قطب کے نزدیک علاقوں میں بھی) اپنی سکونت کے علاقے کے افق کی رعایت کرے۔

4۔ دو علاقوں کا صرف طلوع فجر یا زوال آفتاب یا غروب آفتاب میں برابر ہونا اس بات کا مستلزم نہیں ہے کہ دوسرے اوقات کی مقدار میں بھی برابر ہوں بلکہ غالبا ان تین اوقات میں شہروں کے درمیان فرق بھی مختلف ہے مثلا اگر دو صوبوں کے درمیان ظہر کے وقت میں پچیس منٹ کا فرق ہو تو نماز صبح اور نماز مغرب میں یہ فرق بدل جاتا ہے (ممکن ہے کہ پچیس منٹ سے کم یا زیادہ کا فرق ہوجائے) ۔

5۔ اگر کسی کے پاس ایک رکعت نماز پڑھنے کا وقت ہے تو نماز کو ادا کی نیت سے پڑھنا چاہئے لیکن نماز کو عمدا اس وقت تک تاخیر نہیں کرنا چاہئے اور اگر کم از کم ایک رکعت نماز کا وقت ہونے یا نہ ہونے میں شک کرے تو نماز کو مافی الذمہ کی نیت سے بجالانا چاہئے۔

6۔ دو نمازوں (ظہر و عصر یا مغرب و عشا) کا وقت داخل ہونے کے بعد مکلف کو اختیار ہے کہ دونوں نمازوں کو پے در پے ایک ساتھ پڑھے یا ہر نماز کو اس کے وقت فضیلت میں پڑھے۔

7۔ مستحب ہے کہ انسان نماز کو اول وقت میں بجالائے اور اس کے بارے میں اسلامی دستورات میں زیادہ سفارش کی گئی ہے اور اگر اول وقت میں نہ پڑھ سکے تو بہتر ہے جس قدر اول وقت سے نزدیک ہو پڑھے مگر یہ کہ نماز کو تاخیر کرنا کسی وجہ سے بہتر ہو مثلا جماعت کے ساتھ پڑھنا چاہے۔

8۔ اگر قرض خواہ اپنے قرض کا مطالبہ کرے چنانچہ انسان کے لئے ممکن ہے تو پہلے اپنا قرضہ ادا کرے اس کے بعد نماز پڑھے اسی طرح ہے کہ کوئی اور کام پیش آئے جو فورا انجام دینا واجب ہو البتہ نماز کا وقت تنگ ہونے کی صورت میں پہلے نماز پڑھنا چاہئے۔

5۔ نمازوں کے درمیان ترتیب

1۔ نماز ظہر اور عصر کو ترتیب کے ساتھ پڑھنا چاہئے یعنی پہلے نماز ظہر اس کے بعد نماز عصر اسی طرح نماز مغرب اور عشا کے درمیان بھی ترتیب کی

رعایت کرنا چاہئے اور اگر عمدا نماز عصر کو نماز ظہر سے پہلے یا عشا کو مغرب سے پہلے پڑھے تو باطل ہے۔

2۔ اگر کوئی اشتباہ یا غفلت کی وجہ سے دوسری نماز کو پہلے پڑھے مثلا نماز عشا کو نماز مغرب سے پہلے پڑھے اور نماز تمام ہونے کے بعد متوجہ ہوجائے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

3۔ اگر نماز ظہر کی نیت سے نماز میں مشغول ہوجائے اور نماز کے دوران یاد آئے کہ پہلے نماز ظہر پڑھی ہے تو اس نماز کو توڑنا چاہئے اور اس کے بعد نماز عصر کو پڑھے اسی طرح نماز مغرب و عشا میں بھی (یہی حکم ہے)

4۔ اگر نماز ظہر کو پڑھنے کے خیال سے عصر کی نیت سے نماز میں مشغول ہوجائے اور نماز کے دوران متوجہ ہوجائے کہ نماز ظہر نہیں پڑھی ہے چنانچہ نماز ظہر اور عصر کا مشترک وقت ہے تو فورا نیت کو نماز ظہر کی طرف پلٹا دے اور نماز کو تمام کرے اور اس کے بعد نماز عصر کو بجالائے اور اگر نماز ظہر کا مخصوص وقت ہے تو بنابراحتیاط واجب نیت کو نماز ظہر کی طرف پلٹا دے اور نماز کو تمام کرے لیکن بعد میں دونوں نمازوں (ظہر و عصر) کو ترتیب کے ساتھ بجالائے۔

5۔ اگر اس خیال سے کہ نماز مغرب پڑھی ہے، نماز عشاء میں مشغول ہوجائے اور نماز کے دوران غلطی کی طرف متوجہ ہوجائے چنانچہ نماز مغرب و عشاء کا مشترک وقت ہے اور چوتھی رکعت کے رکوع میں نہیں پہنچا ہے تو نماز مغرب کی نیت کرے اور نماز کو پورا کرے اور اس کے بعد نماز عشاء پڑھے۔ اگر چوتھی رکعت کے رکوع میں پہنچا ہے تو احتیاط کی بناپر نماز تمام کرے اس کے بعد مغرب اور عشاء کی نماز کو ترتیب کے ساتھ بجالائے۔ اسی طرح اگر مغرب کا مخصوص وقت ہے اور چوتھی رکعت کے رکوع میں نہیں پہنچا ہے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ مغرب کی نیت کرے اور نماز کو تمام کرے اس کے بعد دونوں نمازوںکو ترتیب کے ساتھ بجالائے۔

تمرین

1۔ نماز کا وقت معلوم کرنے کے طریقے کون کونسے ہیں؟

2۔ اذان شروع ہوتے ہی نماز کا وقت ہوجاتا ہے یا اذان ختم ہونے تک صبر کرکے اس کے بعد نماز شروع کرنا چاہئے؟

3۔ کیا مختلف صوبوں کے درمیان افق مختلف ہونے کی وجہ سے شرعی اوقات میں ہونے والااختلاف تینوں نمازوں میں ایک جیسا ہے؟

4۔ نماز کی کتنی مقدار وقت کے اندر ہوتو ادا کی نیت کرنا صحیح ہے؟ اگر اس مقدار کے وقت کے اندر ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں شک ہوجائے تو کیا وظیفہ ہے؟

5۔ اگر نماز ظہر کی نیت سے نماز میں مشغول ہوجائے اور نماز کے درمیان یاد آئے کہ نماز ظہر پہلے پڑھ چکا ہے تو کیا حکم ہے؟

6۔ اگر کوئی نماز عشا کے دوران متوجہ ہوجائے کہ نماز مغرب نہیں پڑھی ہے تو کیا حکم ہے؟

---

[1] البتہ چنانچہ پہلے کہا گیا کہ نماز صبح کے بارے میں احتیاط کی رعایت کرتے ہوئے اذان شروع ہونے کے تقریبا دس منٹ بعد نماز صبح پڑھے۔

6۔ اذان اور اقامہ

1۔ یومیہ واجب نمازوں سے پہلے اذان اور اقامت کہنا مستحب ہے اور نماز فجراور نماز مغرب مخصوصا نماز جماعت میں مستحب ہونے کی تاکید کی گئی ہے لیکن دوسری واجب نمازوں مثلا نماز آیات میں اذان و اقامہ نہیں ہیں۔

2۔ اذان اٹھارہ جملوں پر مشتمل ہے جو ذیل کی ترتیب سے ہیں ؛

1۔ اللّٰہُ اکبَرُ» چار مرتبہ (یعنی اللہ اس سے زیادہ بزرگ ہے کہ اس کی تعریف کی جائے)

2۔ «اشْہَدُ انْ لا اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ» دو مرتبہ، (یعنی گواہی دیتا ہوں کہ خداوند یکتا کے سوا کوئی معبود نہیں)

3۔ «اشْہَدُ انَّ مُحَمَّداً (صلی اللہ علیہ و آلہ) رَسُولُ اللّٰہِ» دو مرتبہ، (یعنی گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں)

4۔ «حَیَّ عَلَی الصَّلاۃِ» دو مرتبہ، (یعنی نماز کی طرف جلدی کرو)

5۔ «حَیَّ عَلَی الفَلاحِ» دو مرتبہ، (یعنی فلاح اور رستگاری کی طرف جلدی کرو)

6۔ «حَیَّ عَلی خَیْرِ العَمَلِ» دو مرتبہ، (یعنی بہترین کام کی طرف جلدی کرو)

7۔ «اللّٰہُ اکبَرُ» دو مرتبہ، (یعنی اللہ تعالی اس سے زیادہ بزرگ ہے کہ اس کی تعریف کی جائے)

8۔ «لا اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ» دو مرتبہ. (یعنی خداوند یکتا کے سوا کوئی معبود نہیں)

3۔ اقامہ 17 جملوں پر مشتمل ہے اس طرح کہ اس کی ہر چیز اذان کی طرح ہے فقط اس فرق کے ساتھ کہ اقامت کے شروع میں اللہ اکبر دو مرتبہ کہا جائے گا اور آخر میں «لاالہ الا اللہ» ایک مرتبہ کہاجاتا ہے اور «حیّ علی خیر العمل» کے بعد دو مرتبہ «قد قامت الصلوۃ» (یعنی نماز قائم ہوگئی) کہا جاتا ہے ۔

اذان اور اقامہ کے بارے میں چند نکات

«اشْہَدُ انَّ عَلِیّاً وَلِیُّ اللّٰہِ» (یعنی گواہی دیتا ہوں کہ علی علیہ السلام تمام مخلوقات پر اللہ کے ولی ہیں) کہنا اذان او اقامہ کا جز نہیں ہے لیکن تشیع کے شعار کی حیثیت سے اہم ہے اور قصد قربت مطلق کی نیت سے کہنا چاہئے۔

اذان دینا (یعنی نماز کا وقت داخل ہونے کا اعلان کرنا) اور سننے والوں کی جانب سے اس کو تکرار کرنا موکد مستحبات میں سے ہے۔

نماز کا وقت داخل ہونے کا اعلان کرنے کے لئے معمول کے مطابق اسپیکر پر اذان دینا اشکال نہیں رکھتا لیکن مسجد کے سپیکر کے ذریعے قرآن اور دعا وغیرہ پڑھنااگر پڑوسیوں کے لئے اذیت کا باعث بنے تو جائز نہیں ہے۔

مرد کے لئے عورت کی اذان پر اکتفا کرنا محل اشکال ہے۔

تمرین

1۔ اذان اور اقامہ کا کیا حکم ہے؟

2۔ اذان اور اقامہ میں کیا فرق ہے؟

3۔ کیا شہادت سوم جو سید الاوصیاء حضرت علی ابن ابی طالبؑ کی ولایت پر دلالت کرتی ہے، اذان اور اقامہ میں واجب ہے یا نہیں؟

4۔ کیا مرد کے لئے نماز میں عورت کی اذان پر اکتفا کرنا جائز ہے؟

سبق 38: یومیہ نمازیں (4)

واجبات نماز ((1))

7۔ واجبات نماز

وہ واجب افعال جن سے نماز تشکیل پاتی ہے، گیارہ ہیں ؛

1۔ نیت

2۔ تکبیرہ الاحرام

3۔ قیام

4۔ قرائت

5۔ رکوع

6۔ سجدے

7۔ ذکر

8۔ تشہد

9۔ سلام

10۔ ترتیب

11۔ مولات

توجہ

واجبات نماز میں سے بعض رکن ہیں یعنی اگر نما زمیں ان کو بجا نہ لائیں یا واجب مقدار سے زیادہ بجالائیں حتی کہ سہوا اور فراموشی سے کیوں نہ ہو نماز باطل ہوتی ہے (لیکن غیر رکنی واجبات اگر عمدا کم یا زیادہ ہوجائیں تو نماز باطل ہوتی ہے لیکن اگر سہوا ہوتو نماز صحیح ہے مثلا قرائت)

ارکان نماز

1۔ نیت

2۔ تکبیرہ الاحرام

3۔ قیام (تکبیرہ الاحرام کے دوران اور رکوع میں جانے کے دوران والا قیام)

4۔ رکوع

5۔ دو سجدے

1۔ نیت

1۔ نیت کے معنی او ر حکم

نماز میں نیت واجب ہے اس سے مراد یہ ہے کہ معین نماز کو بجالانے کا مقصد اللہ کے حکم کی اطاعت ہے۔

توجہ

نماز میں واجب نیت نماز کو خدا کے لئے انجام دینے کا قصد ہے اور لازم نہیں کہ اپنے دل یا زبان پر جاری کرے مثلا کہے کہ چار رکعت نماز ظہر پڑھتا ہوں قربۃ الی اللہ

نماز پڑھنے والے کے لئے یہ بات جاننا لازم ہے کہ کونسی نماز پڑھ رہا ہے بنابراین اگر چار رکعتی نماز کی نیت کرے لیکن ظہر اور عصر میں سے معین نہ کرے تو اس کی نماز باطل ہے۔

انسان کو چاہئے کہ نماز کو اللہ کے فرمان کی اطاعت کے قصد سے بجالائے بنابراین اگر ریاکاری یعنی دین داری کو دکھانے وغیرہ کے لئے نماز پڑھے تو حرام اور نماز باطل ہے اگر نماز کے بعض اجزا میں ریا کرے تو احتیاط واجب کی بناپر نماز کو دوبارہ بجالانا چاہئے۔

2۔ نیت میں عدول (پھرجانا)

وہ موارد جن میں عدول واجب ہے

نماز عصر کے مخصوص وقت سے پہلے نماز عصر سے نماز ظہر کی طرف عدول کرنا اس صورت میں جب نماز کے دوران متوجہ ہوجائے کہ نماز ظہر نہیں پڑھی ہے۔

نماز عشا کے مخصوص وقت سے پہلے نماز عشا سے نماز مغرب کی طرف عدول کرنا اس صورت میں جب نماز عشا کے دوران متوجہ ہوجائے کہ نماز مغرب نہیں پڑھی ہے اور محل عدول سے تجاوز بھی نہ کیا یعنی چوتھی رکعت کے رکوع سے پہلے ہو۔

اگر دو قضا نماز جن کی ادا نماز میں ترتیب معتبر ہے (مثلا ظہر اور عصر کی قضا) کسی کے ذمے ہو اور فراموشی کی وجہ سے پہلی نماز کو پڑھنے سے پہلے دوسری میں مشغول ہوجائے۔

وہ موارد جن میں عدول جائز ہے

ادا نماز سے واجب قضا نماز کی طرف عدول کرنا (البتہ اگر صرف ایک قضا نماز اس کے ذمے ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ قضا نماز کی طرف عدول کرے مخصوصا اگر قضا نماز اسی دن کی ہو)

نماز جماعت کا ثواب حاصل کرنے کے لئے واجب نماز سے مستحب کی طرف عدول کرنا

جمعہ کے دن ظہر میں واجب نماز سے نافلہ کی طرف عدول کرنا اس شخص کے لئے جس نے سورہ جمعہ کو پڑھنا فراموش کیا ہو اور اس کے بجائے دوسرا سورہ پڑھا ہو اور نصف تک پہنچا ہو یا اس سے گزر گیا ہو۔

تمرین

1۔ واجبات نماز بیان کریں۔

2۔ واجبات رکنی اور غیر رکنی کے درمیان کیا فرق ہے؟

3۔ ارکان نماز کون کونسے ہیں؟

4۔ کیا نیت کو دل میں یا زبان پر جاری کرنا لازم ہے؟

5۔ کن موارد میں نماز کے اندر عدول واجب ہے؟

6۔ نماز کے اندر عدول مستحب ہونے کے موارد کون کونسے ہیں؟

سبق 39 : یومیہ نمازیں (5)
واجبات نماز ((2))

2۔ تکبیرہ الاحرام

تکبیرہ الاحرام کے معنی اور اس کا حکم

نماز میں تکبیرہ الاحرام واجب ہے اور اس سے مراد نماز کے شروع میں «اَللهُ اَكبَرُ» کہنا ہے۔

توجہ

نماز کے آغاز میں تکبیرہ الاحرام نہ کہنا عمدا ہو یا سہوا نماز باطل ہونے کا باعث ہے اسی طرح نماز کے آغاز میں اس کو صحیح طرح کہنے کے بعد دوسری دفعہ فاصلے کے ساتھ (موالات ٹوٹنے کے برابر نہ ہو) یا بغیر فاصلے کے ' الله اکبر' کہے تو نماز باطل ہے اور اس میں کوئی فرق نہیں کہ یہ تکرار عمدا ہو یا سہوا ہو۔

2۔ تکبیرہ الاحرام کے واجبات

1۔ تکبیرہ الاحرام کو اس طرح کہے کہ تلفظ شمار کیا جائےاور اس کی علامت یہ ہے کہ انسان جو زبان پر جاری کرتا ہے (اگر اس کی قوت سماعت کمزور نہ ہو یا شو رو غل نہ ہو تو) سن لے۔

2۔ تکبیرہ الاحرام کو صحیح عربی میں کہنا چاہئے اور اگر فارسی میں اس کا ترجمہ یا غلط عربی میں کہے (مثلا اللہ میں 'ہ' کو فتحہ کے ساتھ کہے) تو صحیح نہیں ہے۔

توجہ

اگر نماز پڑھنے والا تکبیرہ الاحرام کے صحیح تلفظ کی کیفیت نہیں جانتا ہو تو اس کو سیکھنا واجب ہے۔

3۔ تکبیرہ الاحرام کہنے کے دوران بدن سکون کے ساتھ اور حرکت کے بغیر ہونا چاہئے بنابراین اگر عمدا اور اختیار کے ساتھ اس وقت تکبیرہ الاحرام کہے جب بدن حرکت میں ہو تو نماز باطل ہے۔

3۔ تکبیرہ الاحرام میں شک

اصل تکبیر میں شک (یعنی شک کرے کہ تکبیرہ الاحرام کہا ہے یا نہیں)

چنانچہ اذکار اور قرائت میں مشغول ہوا ہے تو اپنے شک کی پروا نہ کرے اور نماز کو جاری رکھے۔

اذکار اور قرائت میں مشغول نہیں ہوا ہے تو تکبیر کہنا چاہئے۔

تکبیر کے صحیح ہونے میں شک (یعنی تکبیرہ الاحرام کے بعد شک کرے کہ صحیح کہا ہے یا نہیں) تو اپنے شک کی پروا نہ کرے۔

3۔ قیام (کھڑا ہونا)

قیام کی اقسام

رکن

تکبیرہ الاحرام کے دوران قیام

رکوع میں جانے کے دوران قیام (قیام متصل بہ رکوع)

غیر رکن

قرائت کے دوران قیام

رکوع کے بعد قیام

1۔ اگر کوئی کھڑا ہوکر نماز پڑھ سکتا ہو اور کوئی عذر بھی نہ ہوتو نماز کے شروع سے رکوع میں جانے تک کھڑا ہونا چاہئے اور رکوع کے بعد اور سجدے میں جانے سے پہلے بھی قیام کرنا واجب ہے۔ ان صورتوں میں قیام کو عمدا ترک کرنا نماز باطل ہونے کا باعث ہے۔

2۔ تکبیرہ الاحرام کی حالت میں کھڑا ہونا نیز قرائت ختم ہونے اور رکوع سے پہلے قیام رکن ہے یعنی اگر سہوا اور فراموشی کی وجہ سےبھی اس کو ترک کرے تو نماز باطل ہوتی ہے۔

توجہ

اگر رکوع کو فراموش کرے اور حمد و سورے کے بعد بیٹھ جائے اور اس وقت یاد آئے کہ رکوع نہیں کیا ہے تو کھڑا ہوجائے اور قیام کرے اور قیام کی حالت سے رکوع میں جائے پس اگر کھڑے ہوکر قیام کئے بغیر اسی حالت میں رکوع کے لئے جھک جائے تو اس کی نماز باطل ہے۔

2۔ قیام کے واجبات

نماز پڑھنے والے کو چاہئے کہ قیام کے دوران بدن کو حرکت نہ دے اور کسی ایک طرف واضح طور پر نہ جھکے اور کسی چیز سے ٹیک نہ لگائے مگر یہ کہ مجبوری، سہوا یا فراموشی کی بناپر ہو۔

توجہ

جب نماز پڑھنے والا قرائت یا تیسری اور چوتھی رکعت میں تسبیحات پڑھنے میں مشغول ہو اس کا بدن آرام کے ساتھ ہونا چاہئے اور اگر تھوڑا آگے یا پیچھے یا دائیں یا بائیں طرف بدن کو حرکت دینا چاہے تو جس ذکر کو پڑھنے میں مشغول ہے، حرکت کی حالت میں اس کو ترک کرے۔

3۔ قیام کے بعض مستحبات

1۔ بدن کو سیدھا رکھے۔

2۔ کندھوں کو نیچے رکھے۔

3۔ ہاتھوں کو رانوں پر رکھے۔

4۔ انگلیوں کو ملاکر رکھے۔

5۔ سجدہ گاہ پر نگاہ کرے۔

6۔ بدن کا وزن دونوں پاؤں پر برابر رکھے۔

7۔ خشوع اور خضوع کے ساتھ رہے۔

8۔ پاؤں کو برابر میں رکھے۔

4۔ قیام کے احکام

1۔ کوئی نماز کے دوران کھڑا نہیں ہوسکے تو بیٹھ کر نماز پڑھے لیکن اگر کسی چیز سے ٹیک لگاکر کھڑا ہوسکتا ہو تو اس کا وظیفہ یہ ہے کہ کھڑے ہوکر نماز پڑھے۔

2۔ جو شخص بیٹھ کر نماز پڑھنے کی طاقت نہیں رکھتا ہے لیٹ کر نماز پڑھے اور احتیاط واجب کی بناپر اگر ممکن ہے تو دائیں پہلو پر لیٹ جائے اور چہرے اور بدن کا رخ قبلے کی طرف ہو ورنہ بائیں پہلو پر لیٹ جائےاور اگر اس طرح بھی ممکن نہ ہوتو پشت کے بل لیٹ جائے اس طرح کہ پاوں کے تلوے کا رخ قبلے کی طرف ہو۔

3۔جو شخص بیٹھ کر نماز پڑھتا ہے اگر حمد اور سورہ پڑھنے کے بعد کھڑا ہونے اور رکوع کرنے پر قادر ہوجائے تو کھڑا ہونا چاہئے اور قیام کی حالت سے رکوع میں جانا چاہئے۔

4۔ جو شخص لیٹ کر نماز پڑھتا ہے اگر نماز کے دوران کسی زحمت اور تکلیف کے بغیر بیٹھ سکے یا کھڑا ہوسکے تو جس قدر ممکن ہے کھڑے ہوکر یا بیٹھ کر پڑھنا چاہئے اسی طرح جو شخص بیٹھ کر نماز پڑھتا ہے جس قدر بغیر تکلیف اور زحمت کے ممکن ہو کھڑا ہوکر نماز پڑھے۔

5۔ جو شخص کھڑا ہوکر نماز پڑھ سکتا ہے اگر کھڑا ہونے سے بیمار ہونے یا کوئی نقصان پہنچنے کا خوف محسوس کرے تو بیٹھ کر نماز پڑھ سکتا ہے۔اور اگر بیٹھ کر نماز پڑھنے میں یہی خوف ہوجائے تو لیٹ کر نماز پڑھ سکتا ہے۔

6۔ جو شخص احتمال دے کہ نماز کے آخری وقت میں کھڑا ہوکرنماز پڑھ سکے گا تو احتیاط (واجب) کی بناپر اس وقت تک صبر کرنا چاہئے لیکن کسی عذر کی وجہ سے اول وقت میں بیٹھ کر نماز پڑھے اور آخر وقت تک عذر برطرف نہ ہوجائےتوجو نماز پڑھی ہے وہ صحیح ہے اور دوبارہ پڑھنا لازم نہیں ۔

7۔ اگر کوئی اول وقت میں کھڑے ہوکر نماز پڑھنے کی طاقت نہیں رکھتا تھا اور یقین تھا کہ آخری وقت تک اس کی ناتوانی باقی رہے گی لیکن اگر وقت ختم ہونے سے پہلے کھڑے ہوکر پڑھنے کے قابل ہوجائے تو نماز کو کھڑے ہوکر دوبارہ پڑھنا چاہئے۔

تمرین

1۔ اگر تکبیرہ الاحرام کو صحیح اور کامل عربی میں نہ کہے تو نماز صحیح ہے یا نہیں؟

2۔ اگر کوئی تکبیرہ الاحرام پڑھنے میں شک کرے تو کیا حکم ہے؟

3۔ واجب قیام کی اقسام بیان کریں۔

4۔ کیا انسان نماز کے دوران تھوڑا آگے یا پیچھے جاسکتا ہے یا بدن کو تھوڑا دائیں یا بائیں حرکت دے سکتا ہے؟

5۔ قیام کے بعض مستحبات کو ذکر کریں۔

6۔ اگر کوئی شخص اول وقت میں کھڑے ہوکر نماز پڑھنے کی طاقت نہ رکھتا ہوتو کیا نماز کو بیٹھ کر پڑھ سکتا ہے؟

سبق 40 : یومیہ نمازیں (6)
واجبات نماز ((3))

4۔ قرائت

قرائت کے اجزا

یومیہ واجب نمازوں میں پہلی اور دوسری رکعت میں حمد اور احتیاط واجب کی بناپر ایک مکمل سورہ پڑھے۔

دوسری اور تیسری رکعت میں صرف حمد یا ایک مرتبہ تسبیحات اربعہ اور احتیاط مستحب کی بناپر تین مرتبہ پڑھے۔

1۔ یومیہ واجب نمازوں کی پہلی اور دوسری رکعت میں تکبیرہ الاحرام کےبعد سورہ حمد اور اس کے بعد احتیاط واجب کی بناپر قرآن مجید کا ایک مکمل سورہ پڑھنا چاہئے اور ایک یا چند آیات پڑھنا کافی نہیں ہے۔

2۔ نمازوں کی تیسری اور چوتھی رکعت میں اختیار ہے کہ (سورہ کے بغیر) صرف حمد پڑھے یا تسبیحات اربعہ یعنی «سُبْحانَ اللهِ وَ الْحَمْدُ للهِ وَ لا اِلهَ اِلاّ اللهُ وَ اللهُ اکبَرُ» پڑھے۔

2۔ پہلی اور دوسری رکعت میں قرائت کے احکام

1۔ سورہ فیل اور سورہ ایلاف ایک سورہ کے حکم میں ہیں اور حمد کے بعد ان میں سے ایک کو پڑھنا کافی نہیں ہے اسی طرح سورہ ضحی اور سورہ الم نشرح بھی ہیں۔

توجہ

اگر کسی شخص نے مسئلے سے جاہل ہونے کی وجہ سے اپنی نمازوں میں صرف سورہ فیل یا سورہ انشراح پڑھی ہے تو چنانچہ مسئلے کو یاد کرنے میں کوتاہی نہ کی ہو تو اس کی گذشتہ نمازیں صحیح ہونے کے حکم میں ہیں۔

2۔ یومیہ واجب نمازوں میں حمد اور سورہ کی قرائت کے بعد بعض آیات کو قرآن کی نیت سے قرائت کرنے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

3۔ اگر نماز کا وقت تنگ ہو یا سورہ پڑھنے کی صورت میں ڈر ہو کہ چور یا درندہ یا کوئی اور چیز اس کو نقصان پہنچائے گی تو سورہ نہیں پڑھنا چاہئے۔

4۔ اگر غلطی سے حمد سے پہلے سورہ پڑھے اور رکوع میں جانے سے پہلے اپنی غلطی کی طرف متوجہ ہوجائے تو حمد کے بعد دوبارہ سورہ پڑھنا چاہئے اور اگر سورہ پڑھنے کے دوران متوجہ ہوجائے تو سورہ کو چھوڑدے اور حمد پڑھنے کے بعد سورہ کو شروع سے پڑھے۔

5۔ اگر حمد اور سورہ یا ان میں سے کسی کو فراموش کرے اور رکوع میں پہنچنے کے بعد پتہ چلے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

6۔ اگر رکوع میں جانے سے پہلے یاد آئے کہ الحمد او ر سورہ یا فقط سورہ نہیں پڑھا ہے تو پڑھنا چاہئے اور رکوع میں جائے اور اگر یاد آئے کہ فقط الحمد نہیں پڑھا ہے تو الحمد کو پڑھے اور اس کے بعد دوبارہ سورہ پڑھے اور اگر جھکا ہو اور رکوع میں پہنچنے سے پہلے یاد آئے کہ الحمد یا سورہ یا دونوں کو نہیں پڑھا ہے تو کھڑے ہوجائے اور اسی دستور کے مطابق عمل کرے۔

7۔ واجب نماز میں ان سوروں کو پڑھنا جائز نہیں جن میں واجب سجدے ہیں۔ اگر عمدا یا بھول کر ان سوروں میں سے کسی کو پڑھے اور سجدے والی آیت پر پہنچ جائے تو احتیاط واجب کی بناپر سجدہ تلاوت بجالائے اور کھڑے ہوجائے اور اگر سورہ ختم نہیں ہوا ہے تو اس کو آخر تک پہنچائے اور نماز ختم کرے اور اس کے بعد نماز کو دوبارہ پڑھے۔ اگر سجدے والی آیت پر پہنچنے سے پہلے متوجہ ہوجائے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ سورہ کو ترک کرے اور دوسرا سورہ پڑھے اور نماز کو تمام کرنے کے بعد دوبارہ پڑھے۔

8۔ اگر نماز کی حالت میں سجد ے والی آیت سن لے تو نماز صحیح ہے اور آیت سننے کے بعد سجدہ کرنے کے بجائے اشارے سے سجدہ کرے اوراس کے بعد نماز کو جاری رکھے۔

9۔ اگر کوئی شخص الحمد کے بعد سورہ ' قل ھو اللہ احد' یا 'قل یاایھا الکافرون' شروع کرے تو اس کو چھوڑ کر دوسرا سورہ نہیں پڑھ سکتا لیکن نماز جمعہ میں اگر سورہ جمعہ یا منافقون کے بجائے بھول کر ان دونوں سوروں میں سے کسی ایک کو پڑھے تو اس کو چھوڑ کر سورہ جمعہ اور منافقون کو پڑھ سکتا ہے۔

10۔ اگرکوئی نماز میں سورہ' قل ھو اللہ احد' اور 'قل یاایھا الکافرون' کے علاوہ دوسرا سورہ پڑھے تو جب تک نصف سے زیادہ نہ پڑھا ہو اس کو چھوڑ کر کوئی

اور سورہ پڑھ سکتا ہے۔

11۔ اگر جس سورے کی تلاوت میں مشغول ہے اس کا ایک حصہ فراموش ہوجائے یا وقت کی کمی یا دوسری وجہ سے اس کو آخر تک نہ پڑھ سکے تو چھوڑ دے اور دوسرا سورہ پڑھے۔ اس صورت میں کوئی فرق نہیں ہے کہ نصف سے گزر گیا ہو یا نہ ہو یا جس سورے کو پڑھنے میں مشغول ہے وہ قل ھو اللہ احد اور قل یاایھا الکافرون ہو یا کوئی اور سورہ۔

12۔ مستحب نمازوں میں سورہ پڑھنا لازم نہیں ہے اگرچہ منت ماننے کی وجہ سے وہ نماز واجب ہوئی ہو۔ لیکن بعض مستحب نمازوں میں مخصوص سورے ہیں مثلا نماز برائے والدین چنانچہ کوئی اس نماز کے دستور پر عمل کرنا چاہے تو وہی سورہ پڑھے۔

3۔ تیسری اور چوتھی رکعت میں قرائت کےاحکام

1۔ نماز کی تیسری اور چوتھی رکعت میں ایک دفعہ سبحان اللہ والحمداللہ ولا اللہ الااللہ واللہ اکبر پڑھنا کافی ہے اگرچہ احتیاط (مستحب) یہ ہے کہ تین دفعہ پڑھا جائے

2۔ اگر کوئی شخص نہ جانتا ہو کہ تسبیحات اربعہ کو تین مرتبہ پڑھا ہے یا اس سے زیادہ یا کم تو اس پر کچھ واجب نہیں ہے لیکن جب تک رکوع میں نہ گیا ہو کم پر بنارکھ کر تسبیحات کو تکرار کرسکتا ہے تاکہ یقین ہوجائے کہ تین مرتبہ پڑھا ہے۔

3۔ کسی کو تیسری اور چوتھی رکعت میں تسبیحات اربعہ پڑھنے کی عادت ہو ، اگر سورہ حمد پڑھنا چاہے لیکن اپنےارادے سے ٖغافل ہوکر عادت کی وجہ سے تسبیحات پڑھے تو نماز صحیح ہے اور اسی طرح ہے اگر سورہ حمد پڑھنے کی عادت ہو اور تسبیحات پڑھنے کا ارادہ کرے لیکن غفلت کی وجہ سےالحمد پڑھے

4۔ اگر کوئی تیسری یا چوتھی رکعت میں غفلت کی وجہ سے الحمد او ر سورہ پڑھے اور نماز کے بعد متوجہ ہوجائے تو نماز صحیح اور دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔

5۔ اگر کوئی قیام کی حالت میں شک کرے کہ الحمد یا تسبیحات پڑھا ہے یا نہیں تو الحمد یا تسبیحات پڑھے لیکن اگر مستحب استغفار پڑھتے ہوئے شک کرے کہ تسبیحات پڑھا ہے یا نہیں تو اس کو پڑھنا لازم نہیں ہے۔

6۔ اگر تیسری اور چوتھی رکعت کے رکوع میں شک کرے کہ الحمد یا تسبیحات پڑھا ہے یا نہیں تو اپنے شک کی پروا نہ کرے لیکن اگر رکوع میں جاتے وقت جبکہ رکوع کی حد تک نہ پہنچا ہو اور شک کرے تو احتیاط واجب کی بناپر واپس پلٹ جائے اور الحمد یا تسبیحات پڑھے۔

تمرین

1۔ یومیہ واجب نمازوں میں قرائت کن اجزا سے تشکیل پاتی ہے؟

2۔ اگر کوئی شخص جہالت کی وجہ سے نماز میں صرف سورہ فیل یا سورہ انشراح پڑھے تو اس کا کیاوظیفہ ہے؟

3۔ واجب نماز میں سجدے والے سوروں کو پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

4۔ مستحب نمازوں میں سورہ پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

5۔ اگر کسی کو معلوم نہ ہو کہ نماز کی تیسری یا چوتھی رکعت میں تسبیحات اربعہ کو تین مرتبہ یا اس سے زیادہ یا کم پڑھا ہے تو کیا حکم ہے؟

6۔ اگر کوئی شخص نماز کے دوران غفلت کی وجہ سے تیسری یا چوتھی رکعت میں حمد او ر سورہ پڑھے اور نماز کے بعد متوجہ ہوجائے تو کیا اس پر نماز دوبارہ پڑھنا واجب ہے یا نہیں؟

سبق 41 : یومیہ نمازیں (7)
واجبات نماز ((4))

4۔ قرا ئت میں جہر و اخفات (بلند اور آہستہ پڑھنا)

جہر واخفات

پہلی اور دوسری رکعت میں حمد اور سورہ

نماز صبح اور مغرب و عشا میں

مرد ہوتو بلند آواز میں پڑھنا چاہئے

عورت ہوتو آہستہ پڑھ سکتی ہے لیکن اگر نامحرم اس کی آواز سنے تو آہستہ پڑھنا بہتر ہے۔

نماز ظہر اور عصر میں «بسم اللہ الرحمن الرحیم »، کے علاوہ آہستہ پڑھنا چاہئے نماز پڑھنے والا چاہے مرد ہو یا عورت۔

تیسری اور چوتھی رکعت میں تسبیحات اربعہ یا صرف حمد کو آہستہ پڑھنا چاہئے ، نماز پڑھنے والا مرد ہو چاہے عورت لیکن اگر حمد پڑھے تو احتیاط کی بنا پر «بسم اللہ الرحمن الرحیم » کو بھی آہستہ پڑھنا چاہئے۔

1۔ واجب ہے کہ مرد نماز صبح، مغرب اور عشا میں حمد اور سورہ کو بلند آوازمیں اور ظہر اور عصر میں حمد اور سورہ کو آہستہ پڑھے اور عورتوں کو بھی چاہئے کہ نماز ظہر اور عصر میں حمد اور سورہ کو آہستہ پڑھیں لیکن نماز صبح ، مغرب اور عشا میں حمد اور سورہ کو بلند آواز میں یا آہستہ پڑھ سکتی ہیں لیکن اگر نامحرم ان کی آواز سنے تو بہتر ہے کہ آہستہ پڑھیں۔

2۔ مرد اور عورت دونوں پر واجب ہےکہ تیسری اور چوتھی رکعت میں تسبیحات یا حمد کو آہستہ پڑھیں لیکن اگر حمد پڑھیں تو احتیاط کی بناپر «بسم اللہ الرحمن الرحیم » کو بھی آہستہ پڑھنا چاہئے

توجہ

نماز صبح، مغرب اور عشا میں بلند آواز میں اور نماز ظہر اور عصر میں آہستہ پڑھنا واجب ہونا حمد اور سورہ کی قرائت سے مختص ہے جس طرح نماز مغرب اور عشا کی پہلی اور دوسری رکعت کے علاوہ میں آہستہ پڑھنا واجب ہونا تیسری اور چوتھی رکعت کے صرف حمد یا تسبیحات سے مخصوص ہے لیکن رکوع، سجدہ، تشہد، سلام اور دیگر واجب اذکار کو نماز پنجگانہ میں بلند آواز یا آہستہ پڑھنے میں مکلف کو اختیار ہے۔

واجب نمازوں میں جہر و اخفات کے واجب ہونے کے لحاظ سے ادا اور قضا نماز کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے اگرچہ قضا نماز احتیاطی کیوں نہ ہو۔

اخفات (آہستہ پڑھنے) کا معیار آواز کا نہ ہونا نہیں ہے بلکہ اس کو واضح نہ کرنا ہے اسی کے مدمقابل جہر (بلند پڑھنے) کا معیار آواز کو آشکار کرنا ہے۔

اگرکوئی جس مورد میں بلند آواز سے پڑھنا چاہئے، عمدا آہستہ پڑھے یا جہاں آہستہ پڑھنا چاہئے ، عمدا بلند آواز سے پڑھے تو نماز باطل ہے لیکن اگر فراموشی یا مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے ہو تو نماز صحیح ہے چنانچہ الحمد اور سورہ یا تسبیحات پڑھتے ہوئے غلطی کی طرف متوجہ ہوجائے تو جتنی مقدار غلطی سے بلند یا آہستہ پڑھا ہے، دوبارہ پڑھنا لازم نہیں ہے۔

اگرکوئی الحمد اور سورہ پڑھتے ہوئے آواز کو معمول سے زیادہ بلند کرے مثلا فریاد کے ساتھ پڑھے تو نماز باطل ہے۔

5۔ قرائت کے واجبات

1۔ قرائت میں کلمات کو زبان سے اس طرح ادا کرے کہ قرائت کہا جائے بنابراین قرائت قلبی یعنی کلمات کو زبان سے ادا کئے بغیر دل میں گزارنا کافی نہیں ہے۔ قرائت کہلانے کی علامت یہ ہے کہ نماز پڑھنے والے کی قوت سماعت کمزور نہ ہو یا ماحول میں شورو غل نہ ہوتو جو زبان پر جاری کررہا ہے اس کو سن سکے۔

توجہ

اگر کوئی شخص گونگا ہو اور تکلم کی قدرت نہ رکھتا ہولیکن اس کے حواس سالم ہوں چنانچہ اشارے کے ساتھ نماز پڑھے تو صحیح اور کافی ہے۔

2۔واجب ہے کہ انسان نماز کو غلطی کے بغیر اور صحیح پڑھے۔ جو شخص کسی بھی طور پر صحیح ادا ئیگی کو یاد نہیں کرسکتا ہو ضروری ہے کہ جس طریقے سے بھی ممکن ہو نماز پڑھے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ نماز کو جماعت کے ساتھ پڑھے۔

توجہ

جو شخص نماز کا الحمد و سورہ یا دوسری چیزوں‌کو اچھی طرح نہیں جانتا ہو اور یاد کرسکتا ہو چنانچہ نماز کا وقت وسیع ہو تو یاد کرے اور اگر وقت تنگ ہو تو احتیاط واجب کی بناپر ممکن ہوتو جماعت کے ساتھ نماز پڑھے۔

قرائت صحیح ہونے کا معیار حروف کی حرکات و سکنات کی رعایت اور ان کو ان کے مخارج سے اس طرح ادا کرنا ہے کہ عربی زبان والے اس کوکوئی دوسرا حرف نہیں بلکہ اسی حرف کی ادائیگی قرار دیں۔

قرائت میں تجوید کے محسنات کی رعایت لازم نہیں ہے۔

اگرکوئی الحمد یا سورہ کا ایک کلمہ نہیں جانتا ہو یا عمدا نہ پڑھے یا عمدا کسی حرف کے بجائے دوسرا حرف کہے مثلا 'ض' کے بجائے'ز' کہے یا کلمات کے زبر اور زیرکو بدل دے یا تشدید کو ادا نہ کرے تو نماز باطل ہے۔

اگر کوئی نماز کی قرائت یا اذکار کو غلط پڑھتا تھا مثلا کلمہ 'یولد' میں لام کو زبر کے بجائے زیر کے ساتھ پڑھتا تھا چنانچہ جاہل مقصر[1] ہو تو احتیاط واجب کی بناپر نماز باطل ہے۔ اگر جاہل قاصر[2] ہو اور صحیح ہونے کے خیال سے اسی طرح پڑھتا تھا تو نماز صحیح ہے۔

«مالِکِ یَوْمِ الدّین» میں «مالِکِ» کو «ملِکِ» بھی پڑھا جاتا ہے اور نماز میں دونوں قرائت احتیاط کے طور پر کوئی اشکال نہیں ہے۔

اگرکوئی نماز کی قرائت کے دوران ایک آیت کو دوسری آیت سے ملادے تو پہلی آیت کی آخری حرکت کو ظاہر کرنا لازم نہیں ہے مثلا 'مالِکِ یَوْمِ الدّین' پڑھے اور آیت کے آخر میں نون کو ساکن کرکے فورا پڑھے: 'اِیّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیّاکَ نَسْتَعین' تو کوئی اشکال نہیں ہے۔ اس کو وصل بہ سکون کہتے ہیں۔ اسی طرح جن کلمات سے آیت تشکیل پائی ہے ا ن کی آخری حرکت کا بھی یہی حکم ہے اگرچہ آخری مورد میں احتیاط (مستحب) یہ ہے کہ وصل بہ سکون نہ کرے۔

اگر «غَیْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَیْهِمْ» پڑھنے کے دوران فورا عطف کئے بغیر وقف کے ساتھ پڑھے اور اس کے بعد «وَ لا الضّالِّینَ» کی قرائت کرے تو فاصلہ اور وقف کی وجہ سے جملہ کی وحدت کو نقصان نہ پہنچے تو کوئی اشکال نہیں ہے۔

اگرکوئی کسی آیت کو پڑھتے وقت پہلی آیت کے صحیح پڑھنے کے بارے میں شک کرےتو اپنے شک کی پروا نہ کرے اسی طرح کسی جملے کو ادا کرتے وقت پہلے جملے کی درست ادائیگی کے بارے میں شک کرے مثلا اِیّاکَ نَسْتَعینُ پڑھتے وقت شک کرے کہ اِیّاکَ نَعْبُدُصحیح پڑھاہے یا نہیں تو اپنے شک کی پروا نہ کرے البتہ اگر جس کے صحیح ادا کرنے کے بارے میں شک ہے اس کو احتیاط کرتے ہوئے دوبارہ پڑھے تو کوئی اشکال نہیں ہے۔

3۔ الحمد اور سورہ یا تسبیحات قرائت کرتے وقت بدن حرکت کے بغیر اور ساکن ہونا چاہئے اور اگر قدرے آگے یا پیچھے ہونا چاہے یا بدن کو دائیں یا بائیں حرکت دینا چاہے تو حرکت کرتے ہوئے ذکر پڑھنا چھوڑدے۔

6۔ قرائت کے آداب

1۔ پہلی رکعت میں حمد سے پہلے «اعُوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّیْطانِ الرَّجِیم» پڑھے۔

2۔ نماز ظہر اور عصر میں پہلی اور دوسری رکعت میں «بِسْمِ اللهِ الرَّحْمنِ الرَّحِیم» کو بلند آواز میں پڑھے۔

3۔ حمد و سورہ کو ترتیل کے ساتھ پڑھے۔

4۔ ہر آیہ کے آخر میں وقف کرے یعنی اس کو بعد والی آیہ کے ساتھ متصل نہ کرے۔

5۔ حمد اور سورہ پڑھتے وقت آیات کے معانی کی طرف توجہ رکھے۔

6۔ سورہ حمد کی قرائت کے بعدخواہ جماعت میں ہو یا فرادی، امام ہو یا ماموم 'الحمد الله رب العالمین' کہے۔

7۔ سورہ 'قل هو الله احد' کے بعد ایک، دو یا تین مرتبہ کہے 'کذالک الله ربی'

8۔ حمد کی قرائت کے بعد اور سورہ کے بعد بھی تھوڑی دیر ٹھہر جائے اور اس کے بعد نماز کو جاری رکھے۔

9۔ تیسری اور چوتھی رکعت میں تسبیحات کے بعد استغفار کرے مثلا کہے'استغفرالله ربی و اتوب الیه' یا کہے' اللهم اغفرلی'۔

2۔ قرائت کے بعض مکروہات

1۔ یومیہ نمازوں میں سے کسی ایک میں بھی سورہ 'قل ھو اللہ احد' کا نہ پڑھنا۔

2۔ سورہ 'قل ھو اللہ احد' کے علاوہ کسی اور سورہ کا ایک نماز کی دونوں رکعتوں میں تکرار کرنا ۔

تمرین

1۔ کیا عورتیں نماز صبح، مغرب اور عشا میں حمد اور سورہ کو بلند آواز میں پڑھ سکتی ہیں؟

2۔ اگر نماز صبح کی قضا پڑھنا چاہے تو بلند آواز میں پڑھنا چاہئے یا آہستہ؟

3۔ نماز صبح ، مغرب اور عشا میں بلند آواز میں قرائت نہ کرے تو کیا حکم ہے؟

4۔ کسی نے نماز کے کلمات کو اسی طریقے سے ادا کیا جس طرح ماں باپ اور سکول میں سیکھا تھا اور بعد میں پتہ چلے کہ کلمات کو غلط ادا کرتا رہا ہے تو اس طریقے سے پڑھنے والی نمازیں صحیح ہیں یا نہیں؟

5۔ قرائت صحیح ہونے کا معیار کیا ہے؟

6۔ وصل بہ سکون سے کیا مراد اور اس کا کیا حکم ہے؟

[1] جو اپنی جہالت کی طرف متوجہ ہو اور جہالت کو دور کے طریقوں سے بھی واقف ہو لیکن احکام کو سیکھنے میں کوتاہی کرتا ہے۔

[2] جو اپنی جہالت کی طرف بالکل متوجہ نہ ہو یا متوجہ ہواور اس کو برطرف کرنے کا کوئی ذریعہ نہ ہو

سبق 42 : **یومیہ نمازیں (8)**
واجبات نماز ((5))

5۔ رکوع

1۔ رکوع کے معنی اور حکم

ہر رکعت میں قرائت کے بعد ایک رکوع واجب ہے ۔ رکوع یعنی اس قدر جھکنا کہ ہاتھوں کو زانو پر رکھ سکے۔

توجہ

اگر کوئی رکوع کی حد تک پہنچنے اور بدن ساکن ہونے کے بعد سر کو اٹھائے اور دوسری مرتبہ رکوع کی نیت سے جھک جائے تو اس کی نماز باطل ہے (کیونکہ رکوع رکن ہے اور اس کا زیادہ ہونا نماز کو باطل کرتا ہے)

2۔ واجبات رکوع

1۔ اتنا جھکنا کہ ہاتھوں کو زانو پر رکھ سکے۔

2۔ ذکر

3۔ رکوع کاذکر پڑھتے وقت بدن کا ساکن ہونا

4۔ رکوع کے بعد کھڑے ہونا

5۔ رکوع کے بعد بدن کا ساکن ہونا

1۔ اتنا جھکنا کہ ہاتھوں کو زانو پر رکھ سکے

1۔ ہر رکعت میں قرائت کے بعد اس قدر جھک جائے ہاتھ کو گھٹنوں پر رکھ سکے اور اگر انگلیوں کے سرے بھی گھٹنوں تک پہنچیں تو کافی ہے۔

2۔ احتیاط واجب یہ ہے کہ رکوع کی حالت میں ہاتھو ں کو زانو پر رکھے۔

3۔ ضروری ہے کہ جھکنا رکوع کی نیت سے ہو بنابراین اگر کسی اور کام کے لئے جھکے مثلا جانور کو ذبح کرنے یا کسی چیز کو اٹھانے کے لئے جھکے اسے رکوع قرار نہیں دیا جاسکتا بلکہ ضروری ہے دوبارہ کھڑا ہوجائے اور رکوع کے لئے جھکے۔ اس عمل کی وجہ سے رکن میں اضافہ نہیں ہوتا اور نماز باطل نہیں ہوتی ہے۔

4۔ جو شخص بیٹھ کر رکوع کرتا ہے اس قدر جھکنا کافی ہے چہرہ گھٹنوں کے بالمقابل جا پہنچے اور ہاتھ کو گھٹنوں پر رکھنا لازم نہیں ہے۔

3۔ ذکر

1۔ رکوع کا واجب ذکر ایک دفعہ سُبْحانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ وَ بِحَمْدِہِ یا تین دفعہ سُبْحانَ اللہِ ہے۔ اگر اس کے بجائے (سجدے کے مخصوص ذکر کے علاوہ) دوسرا ذکر مثلا اَلْحَمْدُ لِلہِ اور اَللہُ اَکبَرُ وغیرہ اسی مقدار میں پڑھے توبھی کافی ہے۔

2۔ اگر رکوع اور سجدے کے ذکر کو ایک دوسرے سے بدل دے چنانچہ سہوا ہو تو کوئی اشکال نہیں ہے اسی طرح ہے اگر عمدا ہو اور مطلقا ذکر خدا وند متعال کی نیت سے پڑھے لیکن اس کے مخصوص ذکر کو بھی پڑھنا چاہئے۔

3۔ رکوع کا ذکر پڑھنے کے دوران بدن کا ساکن ہونا

1۔ رکوع میں واجب ذکر پڑھتے وقت بدن آرام اور ساکن ہونا چاہئے حتی رکوع میں اذکار کو مستحب ہونے کی نیت سے پڑھنے کے دوران بھی مثلا «سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیمِ وَ بِحَمْدِہِ» کو تکرار کرے وغیرہ، احتیاط واجب یہ ہے کہ بدن کو آرام اور ساکن رکھے۔

2۔ اگر رکوع کے واجب ذکر پڑھنے کے دوران بدن بے اختیار حرکت کرے اور حالت طمانینت ختم ہوجائے تو بدن ساکن ہونے کے بعد واجب ذکر کو دوبارہ

پڑھنا چاہئے۔

3۔ اگر کوئی جانتا ہو کہ رکوع کا واجب ذکر پڑھنے کے دوران طمانینت واجب ہے

اگر رکوع کی حد تک پہنچنے اور بدن ساکن ہونے سے پہلے ذکر شروع کرے چنانچہ عمدا ایسا کرےتو اس کی نماز باطل ہے

اگر سہوا ایسا کرے تو رکوع کی حد تک پہنچنے اور بدن کے ساکن ہونے کے بعد واجب ذکر کو دوبارہ پڑھے۔

اگر واجب ذکر تمام ہونے سے پہلے رکوع سے سر کو اٹھا لےچنانچہ عمدا ایسا کرے تو اس کی نماز باطل ہے

اگر سہوا ایسا کرے اور رکوع کی حد سے خارج ہونے سے پہلے متوجہ ہوجائے کہ ذکر تمام نہیں ہوا تھا تو اسی حالت میں ساکن ہوجائے اور رکوع کا ذکر پڑھے۔

اگر رکوع کی حد سے خارج ہونے کے بعد متوجہ ہوجائے کہ ذکر تمام نہیں ہوا تھا تو اس کی نماز صحیح ہے۔

4۔ جو شخص بیماری یا کسی اور وجہ سے رکوع کی حالت میں تین دفعہ سُبْحانَ اللہِ پڑھنے تک نہیں بیٹھ سکتا ہو تو ایک دفعہ سُبْحانَ اللہِ پڑھنا کافی ہے اور اگر رکوع کی حالت میں فقط ایک لمحہ بیٹھ سکتا ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اسی وقت ذکر شروع کرے اور سر اٹھاتے ہوئے ذکر کو ختم کرے۔

4۔ رکوع کے بعد کھڑا ہونا اور ساکن ہونا

رکوع کا ذکر ختم ہونے کے بعد کھڑا ہوجائے اور بدن ساکن ہونے کے بعد سجدے میں جائے اور اگر کھڑا ہونے سے پہلے یا بدن ساکن ہونے سے پہلے عمدا سجدے میں جائے تو نماز باطل ہے۔

3۔ کوئی رکوع کو فراموش کرے

اگر پہلے سجدے میں پہنچنے سے پہلے یاد آئے تو کھڑا ہونا چاہئے اور قیام کی حالت سے رکوع میں جائے اور چنانچہ جھکنے کی حالت میں ہی رکوع جائے تو کافی نہیں اور اگر اس رکوع پر اکتفا کرے تو اس کی نماز باطل ہے۔

دوسرے سجدے میں پہنچنے کے بعد یاد آئے تو اس کی نماز باطل ہے (کیونکہ ایک رکن کو ترک کرکے بعد والے رکن میں داخل ہوا ہے)

دوسرے سجدے میں پہنچنے سے پہلے یاد آئے (یعنی پہلے سجدے میں یا اس کے بعد اور دوسرے سجدے میں داخل ہونے سے پہلے یاد آئے) تو کھڑا ہوجائے اور رکوع کرے اور اس کے بعد دو نوں سجدے بجالائے اور نماز کو تمام کرے اور نماز کے بعد احتیاط مستحب کی بناپرسجدہ زیادہ ہونے کی وجہ سے دو سجدہ سہو بجالائے۔

4۔ رکوع کے بعض مستحبات

1۔ رکوع میں جانے سے پہلے جب قیام کی حالت میں ہو تکبیر کہے

2۔ اگر نماز پڑھنے والا مرد ہے تو رکوع کی حالت میں گھٹنوں کو پیچھے کی طرف دھکیلے اور اگر عورت ہے تو گھٹنوں کو پیچھے کی طرف نہ دھکیلے

3۔ سر کو نیچے نہ جھکائے اور پیٹھ کے برابر رکھے

4۔ ہاتھ کی ہتھیلی کو گھٹنوں پر رکھے

5۔ دونوں پاوں کے درمیان دیکھے

6۔ رکوع کے ذکر سے پہلے یا بعد میں صلوات پڑھے

7۔ رکوع سے سر اٹھانے اور کھڑا ہونے کے بعد جب بدن ساکن ہو تو پڑھے: سَمِعَ اللہُ لِمَنْ حَمِدَہُ

8۔ اگر نماز پڑھنے والا عورت ہے تو ہاتھوں کو گھٹنوں سے اوپر رکھے۔

تمرین

1۔ واجبات رکوع کون کونسے ہیں؟

2۔ کیا رکوع کی حالت میں ہاتھوں کو زانو پر رکھنا واجب ہے؟

3۔ اگر کوئی بیٹھ کررکوع کرے تو کس قدر جھکنا چاہئے؟

4۔ اگر رکوع کا واجب ذکر پڑھنے کے دوران بے اختیار بدن حرکت کرے اور واجب طمانینت ختم ہوجائے تو کیا حکم ہے؟

5۔ اگر کوئی رکوع کو فراموش کرے اور دوسرے سجدے میں پہنچنے سے پہلے یاد آئے تو کیا حکم ہے؟

6۔ رکوع کے پانچ مستحبات بیان کریں۔

سبق 43 : یومیہ نمازیں (9)
واجبات نماز ((6))

6۔ سجدے

1۔ سجدہ کے معنی اور احکام

نماز پڑھنے والے کو چاہئے کہ واجب اور مستحب نمازوں کی ہر رکعت میں رکوع کے بعد دو سجدے کرے۔ سجدہ یہ ہےکہ پیشانی کو خضوع کے ساتھ زمین پر رکھے۔

توجہ

ایک رکعت میں دو سجدے ملاکر رکن ہیں اس طرح کہ اگر عمدا یا فراموشی سے دونوں کو ترک کرے یا دو سجدے زیادہ ہوجائیں تو نماز باطل ہوتی ہے۔

اگر عمدا ایک سجدہ کم یا زیادہ کرے تو نماز باطل ہے اور اگر سہوا ایسا کرے تو نماز باطل نہیں ہے لیکن اس کے کچھ احکام ہیں جو بعد میں بیان کریں گے۔

واجبات سجدہ

1۔ بدن کے سات اعضاء کو زمین پر رکھے

2۔ ذکر پڑھے

3۔ سجدے کا ذکر پڑھنے کے دوران بدن ساکن ہو

4۔ ذکر کے دوران سات اعضاء زمین پر ہوں

5۔ دو سجدوں کے درمیان سر اٹھا ئے، بیٹھ جائے اور بدن ساکن ہو

6۔ سجدے کے مقامات مساوی ہوںمگر چار ملی ہوئی انگلیوں کے برابر ہو

7۔ پیشانی رکھنے کی جگہ پاک ہو

8۔ پیشانی اور سجدہ گاہ کے درمیان کوئی چیز حائل نہ ہو

9۔ پیشانی کو ایسی جگہ پر رکھے جس پر سجدہ صحیح ہو

10۔ جن رکعتوں میں تشہد نہیں ہے، دوسرے سجدے کے بعد احتیاط واجب کی بناپر بیٹھ جائے۔

1۔ بدن کے سات اعضاء کو زمین پر رکھنا

1۔ جن اعضاء کو سجدے کے دوران زمین پر رکھنا چاہئے

1۔ پیشانی

2۔ 3۔ دونوں ہاتھوں کی ہتھیلی

4۔ 5۔ دونوں گھٹنے

6۔7۔ پاؤں کے دونوں انگوٹھوں کے سرے

توجہ

نماز کے دوران چھوٹے سوراخ والے ٹائلز پر ہاتھ رکھنے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

اگر سجدے کے دوران پاؤں کے انگوٹھے کے علاوہ دوسری انگلیوں کو بھی زمین پر رکھے تو کوئی اشکال نہیں ہے۔

2۔ اگر عمدا یا سہوا پیشانی کو زمین پر نہ رکھے تو سجدہ نہیں ہوگا اگرچہ دوسرے چھ اعضاء (دونوں ہتھیلیاں، دونوں گھٹنے اور پاوں کے دونوں انگوٹھے) زمین پر رکھے ہوں لیکن اگر پیشانی کو زمین پر رکھے اور سہوا دوسرے اعضاء کو زمین پر نہ رکھے یا سہوا ذکر نہ پڑھے تو سجدہ صحیح ہے۔

3۔ اگر کوئی شخص پیشانی کو زمین پر نہیں رکھ سکتا ہو تو جس قدر ممکن ہو جھک جائے اور سجدہ گاہ یا ایسی چیز کو جس پر سجدہ صحیح ہو، بلند جگہ پر رکھے اور اس طرح پیشانی کو اس پر رکھے کہ لوگ کہیں سجدہ کیا ہے لیکن اگر ممکن ہو تو ہتھیلیوں، گھٹنوں اور پاوں کے انگوٹھوں کو معمول کے مطابق زمین پر رکھے اور اگر سجدہ گاہ کو رکھنے کے لئے کوئی چیز نہ ہو تو اس کو ہاتھوں سے اٹھائے اور پیشانی کو اس پر رکھے۔

4۔ اگر کوئی بلند سجدہ گاہ پر سجدہ نہیں کرسکتا ہو تو سجدے کے بدلے سر سے اور اگر (یہ بھی) نہیں کرسکتا ہو تو آنکھ سے اشارہ کرے۔

توجہ

اگر کوئی شخص خاص جسمانی حالت کی وجہ سے بدن کے سات اعضاء کو زمین پر نہیں رکھ سکتا ہو اور وہیل چئیر استعمال کرتا ہو چنانچہ وہیل چئیر ، تکیہ یا چارپائی پر سجدہ گاہ رکھنے پر قدرت رکھتا ہے تو اسی طرح سجدہ کرنا چاہئے اور اس کی نماز صحیح ہے ورنہ جیسے ممکن ہو اگرچہ سر کے اشارے سے یا سر سے ممکن نہ ہو تو آنکھ کے اشارے سے سجدہ اور رکوع کرے اور اس کی نماز صحیح ہے۔

5۔ اگر کوئی کیچڑ والی زمین پر نماز پڑھتا ہو چنانچہ بدن اور لباس کا آلودہ ہونا اس کے لئے مشقت کا باعث ہوتو سجدہ کے لئے سر سے اشارہ کرتے ہوئے کھڑے ہوکر نماز پڑھ سکتا ہے اور تشہد کو بھی کھڑے ہوکر پڑھ سکتا ہے۔

2۔ ذکر

1۔ سجدے کا واجب ذکر ایک دفعہ سُبْحانَ رَبِّیَ الاعْلی وَ بِحَمْدِهِ یا تین دفعہ سُبْحانَ اللهِ پڑھنا ہے اور اگر اس کے بجائے (رکوع کے مخصوص ذکر کے علاوہ) کوئی اور ذکر مثلا الْحَمْدُ لِلّهِ، اَللهُ اَكبَرُ وغیرہ اسی مقدار میں پڑھے تو کافی ہے۔

2۔ اگر رکوع اور سجدے کے ذکر کو ایک دوسرے سے بدل کر پڑھے چنانچہ سہوا ہو تو کوئی اشکال نہیں ہے اسی طرح ہے اگر عمدا ہو اور مطلقا ذکر خدا وند متعال کی نیت سے پڑھے لیکن اس کے مخصوص ذکر کو بھی پڑھنا چاہئے۔

3۔ سجدے کے ذکر کے دوران بدن کا ساکن ہونا

1۔ سجدے کی حالت میں واجب ذکر پڑھنے کے دوران بدن آرام اور ساکن ہوناچاہئے بلکہ اگر کوئی ذکر سجدے میں مستحب ہونے کی نیت سے پڑھے مثلا سُبْحانَ رَبِّیَ الاعْلی وَ بِحَمْدِهِ وغیرہ کو تکرار کرے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ بدن کو ساکن رکھے۔

3۔ اگر کوئی جانتا ہو کہ سجدے کا واجب ذکر پڑھنے کے دوران بدن کا ساکن ہونا واجب ہے چنانچہ

اگر پیشانی زمین پر پہنچنے اور بدن ساکن ہونے سے پہلے ذکر پڑھے اگر عمدا ہوتو اس کی نماز باطل ہے

اگر سہوا ہو اور سجدے کی حالت میں متوجہ ہوجائے تو جب بدن ساکن ہوتو دوبارہ پڑھے

اگر سجدے سے سر اٹھانے کے بعد متوجہ ہوجائے تواس کی نماز صحیح ہے۔

اگر ذکر تمام ہونے سے پہلے سجدے سے سر اٹھالے چنانچہ عمدا ہوتو اس کی نماز باطل ہے

اگر سہوا ہو تو اس کی نماز صحیح ہے۔

3۔ اگر میٹرس وغیرہ پر سجدہ کرے کہ بدن پہلے حرکت کرتاہے اور ساکن ہوجاتا ہےچنانچہ اس وقت ذکر پڑھے جب بدن ساکن ہو تو کوئی اشکال نہیں ہے۔

4۔ ذکر کے دوران سات اعضاء کا زمین پر ہونا

1۔ اگر سجدے کا ذکر پڑھتے ہوئے سات اعضاء میں سے کسی کو عمدا زمین سے اٹھالے تو نماز باطل ہے لیکن جب ذکر پڑھنے میں مشغول نہ ہو اور پیشانی کے علاوہ کسی اور عضو کو اٹھا کر دوبارہ زمین پر رکھے تو کوئی اشکال نہیں ہے۔

2۔ اگر سجدے کا ذکر ختم ہونے سے پہلے سہوا پیشانی کو زمین سے اٹھالے تو دوبارہ زمین پر نہیں رکھ سکتا اورضروری ہے کہ اسے ایک سجدہ شمار کرے لیکن اگر دوسرے اعضاء کو سہوا زمین سے اٹھالے تو دوبارہ زمین پر رکھے اور ذکر پڑھے۔

3۔ اگر سجدے کے دوران پیشانی سجدہ گاہ سے لگے اور بے اختیار اٹھ جائے تو دوبارہ زمین پر رکھے اور سجدے کا ذکر پڑھے اور دونوں کو ملاکر ایک سجدہ شمار کرے۔

5۔ دونوں سجدوں کے درمیان سر کو اٹھانا، بیٹھنا اور ساکن ہونا

پہلے سجدے کا ذکر تمام ہونے کے بعد بیٹھنا چاہئے تاکہ بدن ساکن ہوجائے اور دوبارہ سجدے میں جائے۔

6۔ سجدے کے مقامات کا مساوی ہونا مگر چار ملی ہوئی انگلیوں کے برابر ہو

سجدے کی حالت میں پیشانی کی جگہ گھٹنوں اور پاوں کی انگلیوں کی جگہ سے چار ملی ہوئی انگلیوں سے زیادہ پست یا بلند نہیں ہونا چاہئے۔

7۔ پیشانی رکھنے کی جگہ کا پاک ہونا

مہر یا جس چیز پر سجدہ کیا جاتا ہے، پاک ہونا چاہئے لیکن ان کو نجس قالین پر رکھے یا ایک طرف نجس ہو اور پیشانی کو دوسری طرف رکھے تو کوئی اشکال نہیں ہے۔

8۔ پیشانی اور سجدہ گاہ کے درمیان کوئی چیز حائل نہ ہونا

پیشانی اور سجدہ گاہ کے درمیان کوئی چیز حائل نہیں ہونا چاہئے بنابراین اگر درمیان میں کوئی حائل ہو مثلا سر کے بال، ٹوپی یا مہر کا میل اس طرح کہ پیشانی مہر سے نہ لگے وغیرہ تو نماز باطل ہے لیکن اگر صرف مہر کا رنگ بدل گیا ہو تو کوئی اشکال نہیں ہے۔

توجہ

اگر سجدے کے دوران متوجہ ہوجائے کہ چادر یا روسری وغیرہ حائل ہونے کی وجہ سے پیشانی سجدہ گاہ پر نہیں لگی ہے توواجب ہے کہ سر کو زمین سے اٹھائے بغیر اپنی پیشانی کو حرکت دے تاکہ سجدہ گاہ پر پیشانی لگ جائے۔ اگر سر کو زمین سے اٹھالے چنانچہ نادانی یا فراموشی کی وجہ سے ہو اور صرف ایک رکعت کے ایک سجدے میں ہو تو نماز صحیح اور دوبارہ پڑھنا واجب نہیں ہے لیکن اگر جانتے ہوئے اور عمدا ہو یا ایک رکعت کے دونوں سجدوں میں ایسا ہوجائے تو نماز باطل ہےاور اس کو دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔

9۔ پیشانی کو ایسی چیز پر رکھنا جس پر سجدہ صحیح ہے

پیشانی کو ایسی چیز پر رکھنا چاہئے جس پر سجدہ صحیح ہو۔

10۔ جن رکعتوں میں تشہد نہیں ہے احتیاط واجب کی بناپر دوسرے سجدے کے بعد بیٹھ جانا

چار رکعتی نمازوں کی پہلی رکعت اور نیز دوسری رکعت میں احتیاط واجب کی بناپر دوسرے سجدے کے بعد بیٹھ جانا چاہئے اور اس کے بعد اگلی رکعت کے لئے کھڑا ہوجائےا لبتہ اگر تھوڑی دیر بیٹھے بغیر اگلی رکعت کے لئے کھڑا ہوجائے تو نماز باطل نہیں ہے۔

تمرین

1۔ نماز میں ایک سجدے کے زیادہ یا کم ہونے کا کیا حکم ہے؟

2۔ کیا سجدے کے دوران پاؤں کے انگوٹھے کے علاوہ دوسری انگلیوں کو بھی زمین پر رکھنا جائز ہے؟

3۔ اگر کوئی پیشانی کو زمین پر نہ رکھ سکے تو کیا حکم ہے؟

4۔ میٹرس وغیرہ پر سجدہ کرنا صحیح ہے یا نہیں؟

5۔ سیاہ اور میلے سجدہ گاہ پر سجدہ کرنے میں کوئی اشکال ہے یا نہیں؟

6۔ جن رکعتوں میں تشہد نہیں ہے، دوسرے سجدے کے بعد بیٹھ جانا کیا واجب ہے؟

سبق 44 : یومیہ نمازیں (10)
واجبات نماز ((7))

3۔ وہ چیزیں جن پر سجدہ کرنا صحیح ہے

زمین

وہ چیز جو زمین سے نکلتی ہے

زمین اور اس سے نکلنے والی چیز کی تین شرائط

1۔ کھائی نہ جاتی ہو

2۔ پہنی نہ جاتی ہو

3۔ معدنیات میں سے نہ ہو

1۔ سجدہ زمین یا زمین سے اگنے والی گھاس پر کیا جانا چاہئے جو کھائی اور پہنی نہ جاتی ہومثلا پتھر، مٹی، لکڑی، درختوں کے پتے وغیرہ۔ کھانے اور پہننے کی چیزوں پر سجدہ صحیح نہیں ہے اگرچہ زمین سے اگتی ہوں مثلا گندم اور کپاس اور معدنیات جو زمین کے اجزا شمار نہیں ہوتیں مثلا سونا، چاندی اور شیشہ وغیرہ۔

2۔ سنگ مرمر اور وہ پتھر جو عمارت بنانے یا اس کی زینت کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں اسی طرح عقیق، فیروزہ اور ذر وغیرہ پر سجدہ کرنا صحیح ہے اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ آخری قسم (عقیق، فیروزہ اور در وغیرہ) پر سجدہ نہ کرے۔

3۔ ایسی چیزوں پر سجدہ صحیح ہے جو زمین سے اگتی ہیں اور فقط حیوانات کی خوراک ہیں مثلا بھوسا اور گھاس ۔

4۔ چائے کے سبز پتے پر سجدہ کرنا احتیاط واجب کی بناپر صحیح نہیں ہے لیکن قہوہ کے درخت کے پتے پرجس کو خوراک کے طور پر استعمال نہیں کیا جاتا ہے، سجدہ صحیح ہے۔

5۔ جن پھولوں کو کھایا نہیں جاتا ان پر سجدہ صحیح ہے نیز وہ جڑی بوٹیاں جو زمین سے اگتی ہیں اور فقط دوائی کے طور پر استعمال ہوتی ہیں ان پر سجدہ صحیح ہے مثلا ختمی اور بنفشہ کا پھول لیکن وہ جڑی بوٹیاں جو دوائی کے علاوہ طبی فوائد اور خصوصیات کی وجہ سے کھائی جاتی ہیں ان پرسجدہ صحیح نہیں ہے مثلا خاکشیر وغیرہ

6۔ ایسی گھاس جو بعض شہروں میں یا بعض لوگ کھاتے ہیں لیکن دوسرے لوگ اشیائے خوردنی کے طور پر استعمال نہیں کرتے ہیں، خوراک شمار ہوتی ہے اور اس پر سجدہ صحیح نہیں ہے۔

7۔ اینٹ، مٹی کے برتن، جپسم، چونے کے پتھر اور سیمنٹ پر سجدہ کرنا صحیح ہے۔

8۔ لکڑی اور گھاس (کتان اور روئی کے علاوہ) سے تیارہ شدہ کاغذ پر سجدہ صحیح ہے۔

9۔ اگر ایسی چیز نہ ہو جس پر سجدہ صحیح ہے یا سردی یا گرمی وغیرہ کی وجہ سے اس پر سجدہ کرنا ممکن نہ ہو چنانچہ روئی یا کتان کی جنس سے تیار شدہ لباس یا روئی اور کتان کی جنس سے تیار شدہ کوئی اور چیز ہو تو اس پر سجدہ کرے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ جب تک روئی اور کتان سے تیارشدہ لباس ممکن ہو دوسری جنس سے تیار شدہ لباس پر سجدہ نہ کرے اور اگرایسی اشیاء اختیار میں نہ ہوں تو احتیاط واجب کی بناپر ہاتھ کی پشت پر سجدہ کرے۔

10۔ جس چیز پر سجدہ کرنا ہو اگر نماز کے دوران وہ گم ہوجائے اور ایسی چیز بھی نہ ہو جس پر سجدہ کرنا صحیح ہو تو چنانچہ نماز کا وقت وسیع ہو تو نماز کو توڑ دے اور اگر وقت تنگ ہو تو گذشتہ مسئلے میں بتائی گئی ترتیب کے مطابق عمل کرے۔

11۔ جہاں تقیہ واجب ہو فرش وغیرہ پر سجدہ کرسکتا ہے اور نماز کے دوسری جگہ جانا لازم نہیں ہے لیکن اگر اسی جگہ کسی زحمت کے بغیر چٹائی یا پتھر وغیرہ پر سجدہ کرسکتا ہو تو احتیاط واجب کی بناپر ان اشیاء پر سجدہ کرے۔

12۔ اگر پہلے سجدے کے دوران سجدہ گاہ پیشانی سے چپک جائے تو دوسرے سجدے کے لئے سجدہ گاہ کو پیشانی سے جدا کرے اور اگر سجدہ گاہ کو پیشانی سے جدا نہ کرے اور اسی حالت میں دوسرے سجدے میں جائے تو اشکال ہے۔

توجہ

مٹی اور زمین پر سجدہ کرنا سب سے بہترین سجدہ ہے جو خدا کے حضور خضوع و خشوع کی علامت ہے اور سجدے کے لئےکوئی بھی مٹی تربت مقدس سید الشہداء علیہ السلام کے برابر فضیلت نہیں رکھتی ہے۔

4۔ بعض مستحبات سجدہ

1۔ سجدے سے پہلے اور بعد میں بدن جب ساکن ہوتو تکبیر کہے۔

2۔ دو سجدوں کے درمیان جب بدن ساکن ہو تو کہے: اَسْتَغفِرُ اللّٰہَ رَبِّی وَ اَتُوبُ اِلَیْہِ۔

3۔ سجدے کو طول دے اور اس میں ذکر پڑھے اور دنیوی و اخروی حاجات کے لئے دعا کرے اور صلوات پڑھے۔

4۔ سجدے کے بعد بائیں ران پر بیٹھ جائے اور دائیں پاوں کا اوپر والا حصہ بائیں پاوں کے تلوے پر رکھے۔

توجہ

سجدے کی حالت میں قرآن پڑھنا مکروہ ہے (یعنی کم ثواب ملتا ہے)

سجدے کے بارے میں دو نکتے

اللہ تعالی کے علاوہ کسی اور کو سجدہ کرنا حرام ہے اور بعض لوگ ائمہ علیہم السلام کے مزارات کے سامنے پیشانی کو زمین پر رکھتے ہیں، اگر اللہ تعالی کا شکر ادا کرنے کی نیت سے ایسا کریں تو اشکال نہیں ہے ورنہ حرام ہے۔

چار سوروں سورہ سجدہ (الم تنزیل) ، فصلت (حم سجدہ) ، نجم اور علق میں سے ہر ایک میں واجب سجدے کی ایک آیت ہے جسےاگر انسان پڑھے یا سنے تو ختم ہونے کے فورا بعد سجدہ کرنا ضروری ہے اور اگر فراموش کرے تو جب بھی یاد آئے سجدے کو انجام دے۔

توجہ

آیات سجدہ

1۔ سورہ سجدہ، آیت 15

2۔ سورہ فصلت، آیت 37

3۔ سورہ نجم، آیت 62

4۔ سورہ علق، آیت 19

اگر ریڈیو، ٹی وی یا ٹیپ ریکارڈر وغیرہ سے نشر ہونے والی آیت سجدہ کو سنے تو سجدہ واجب ہے۔

قرآن کے واجب سجدے میں ان چیزوں پر سجدہ کرے جن پر نماز کے دوران سجدہ صحیح ہے لیکن نماز کے سجدے کی دوسری شرائط مثلا رو بقبلہ ہونا یا باوضو ہونا وغیرہ اس سجدے میں لازم نہیں ہے۔

قرآن کے واجب سجدے میں پیشانی کو زمین پر رکھنا کافی ہے اور ذکر پڑھنا لازم نہیں ہے البتہ اس میں ذکر پڑھنا مستحب ہے اور بہتر ہے کہ پڑھے: لااِلہَ اِلاّ اللّٰہُ حَقّاً حَقّاً، لااِلہَ اِلاّ اللّٰہُ اِیماناً وَ تصْدیقا، لااِلہَ اِلاّ اللّٰہُ عُبُودِیَّۃً وَ رِقّاً، سَجَدْتُ لَکَ یا رَبِّ تَعَبُّداً وَ رِقّاً، لامُستنْکِفاً وَ لامُسْتکبِرا، بَلْ اَنَا عَبْدٌ ذَلِیلٌ ضَعِیفٌ خائِفٌ مُسْتَجِیرٌ.

تمرین

1۔ کون کونسی چیزوں پر سجدہ صحیح ہے؟ ان کی کیا شرائط ہیں؟

2۔ کاغذ پر سجدہ کرنے کا کیا حکم ہے؟

3۔ اگر نماز کے دوران سجدہ گاہ گم ہوجائے اور کوئی ایسی چیز بھی نہ ہو جس پر سجدہ صحیح ہے، تو کیا وظیفہ ہے؟

4۔ سب سے بہترین سجدہ کونسا ہے؟

5۔ بعض لوگ ائمہ علیہم السلام کے آستانے کے دروازے پر سجدہ کرتے ہیں، کیا یہ عمل صحیح ہے؟

6۔ اگر کوئی سجدے کی آیت کو ٹیپ ریکارڈ یا ریڈیو سے سن لے تو کیا فورا سجدہ کرنا چاہئے؟

سبق 45 : یومیہ نمازیں (11)
واجبات نماز ((8))

7۔ ذکر

1۔ ذکر کے معنی

ہر عبارت جس میں اللہ تعالی کی یاد ہو ذکر شمار کی جاتی ہے (مثلا اللہ اکبر، الحمد للہ، سبحان اللہ وغیرہ) محمد و آل محمد پر صلوات بہترین ذکر ہے لیکن رکوع اور سجدہ میں واجب ذکر یہ ہے کہ ایک مرتبہ رکوع میں سبحان ربّی العظیم و بحمدہ» اور ایک مرتبہ سجدے میں «سبحان ربّی الاعلی و بحمدہ» پڑھے یا تین مرتبہ «سبحان اللہ» پڑھے اور اگر اس کے بجائے دوسرا ذکر مثلا «الحمدللہ»، «اللہ اکبر» وغیرہ کو اسی مقدار میں پڑھے تو کافی ہے۔

2۔ واجبات ذکر

1۔ نماز کے اذکار کو اس طرح پڑھنا چاہئے کہ تلفظ شمار کیا جائے اور اس کی علامت یہ ہے کہ جو پڑھ کر زبان پر جاری کررہا ہے (چنانچہ قوت سماعت کمزور یا شور نہ ہو تو) خود سن لے۔

2۔ واجب ہے کہ تمام واجب اذکار کو صحیح عربی میں پڑھے اور اگر نمازپڑھنے والا عربی کلمات کے صحیح تلفظ سے واقف نہ ہوتو سیکھنا چاہئے اور اگر سیکھنے پر قادر نہ ہوتو معذور ہے۔

3۔ واجب ہے کہ تمام واجب اور مستحب اذکار کو اس وقت پڑھے جب بدن ساکن اور آرام ہو ۔ اگر تھوڑا آگے یا پیچھے یا دائیں یا بائیں طرف حرکت کرنا چاہے تو جس ذکر کو پڑھنے میں مشغول ہے اس کو حرکت کی حالت میں پڑھنا چھوڑ دے البتہ ذکر کو مطلق ذکر کی نیت سے حرکت کی حالت میں پڑھنے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

ذکر کے بارے میں چند نکتے

اگر رکوع اور سجدے کے ذکر کو ایک دوسرے سے بدل دے تو چنانچہ سہوا ہو تو کوئی اشکال نہیں ہے لیکن اگر عمداہو تو جائز نہیں ہے مگر یہ کہ مطلق ذکر خدا کی نیت سے پڑھے لیکن ضروری ہے کہ اس کے مخصوص ذکر کو بھی پڑھے۔

اگر رکوع اور سجدے کے بعد متوجہ ہوجائے کہ رکوع یا سجدہ کا ذکر غلط پڑھا ہے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

سجدہ اور رکوع میں واجب ذکر کی قرائت کے بعد اس واجب ذکر کو تکرار کرنا افضل ہے اور بہتر ہے کہ طاق عدد پر ختم کرے اور سجدے میں مذکورہ ذکر کے علاوہ صلوات پڑھنا اور دنیوی و اخروی حاجت طلب کرنا مستحب ہے۔

مستحب ہے کہ رکوع میں جانے سے پہلے اور بعد میں اور ہر سجدے کے بعد تکبیر کہے۔ تکبیر رکوع یا سجدے میں جانے کی حالت یا سجدے سے سر اٹھانے کی حالت میں نہیں کہنا چاہئے لیکن کلی طور پر رکوع اور سجدے میں جاتے ہوئے یا اس سے سر اٹھاتے ہوئے اور دیگر حالات میں تکبیر اور دوسرے اذکار کو مطلق ذکر کی نیت سے پڑھ سکتے ہیں۔

مستحب ہے کہ «بِحَوْلِ اللهِ وَ قُوَّتِهِ اَقُومُ وَ اَقْعُدُ» (اللہ کی قوت اور مدد سے اٹھتا ہوں اور بیٹھتا ہوں) کو اگلی رکعت کے قیام میں جاتے ہوئے پڑھے۔

8۔ تشہد

1۔ تشہد کے معنی اور حکم

تمام نمازوں کی دوسری رکعت ،نماز مغرب کی تیسری رکعت اور نماز ظہر، عصر اور عشا کی چوتھی رکعت میں نماز پڑھنے والے کو دوسرے سجدے کے بعد بیٹھنا چاہئے اور بدن ساکن ہونے کے بعد تشہد میں مذکور جملوں کو زبان پر جاری کرنا چاہئے۔ اس عمل کو تشہد کہتے ہیں۔

2۔ تشہد کا ذکر

تشہد کی حالت میں واجب ذکر یہ ہے: «اشهَدُ انْ لا الِهَ اِلاَّ اللهُ وَحْدَهُ لا شَرِيکَ لَهُ، وَ اشْهَدُ انَّ مُحَمَّدا عَبْدُهُ وَ رَسُولُهُ، اللّهُمَّ صَلِّ عَلی مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ».

توجہ

مستحب ہے کہ مذکورہ جملوں سے پہلے پڑھے: «الْحَمْدُ لله»، یا پڑھے: «بِسْمِ اللهِ وَ بِاللهِ وَ الْحَمْدُ للهِ وَ خَيْرُ الاسْمَاءِ للهِ»، اسی طرح مستحب ہے کہ صلوات کے بعد کہے: «وَ تَقَبَّلْ شَفاعَتَهُ وَ ارْفَعْ دَرَجَتَهُ».

تشہد میں پیغمبر اکرم پر صلوات «اللّهُمَّ صَلِّ عَلى مُحَمَّدٍ» کے بعد وقف کرے اور اس کے بعد «وَ آلِ مُحَمَّدٍ» کو اس طرح پڑھے کہ جملے کی وحدت پر کوئی اثر نہ پڑے تو کوئی اشکال نہیں ہے۔

3۔ تشہد کو فراموش کرے

1۔ اگر تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہوجائے لیکن رکوع سے پہلے یاد آئےکہ تشہد کو نہیں پڑھا ہے تو بیٹھ جائے اور تشہد پڑھے اور دوبارہ کھڑا ہوجائے تیسری رکعت کی تسبیحات کو دوبارہ پڑھے اور نماز جاری رکھے اور نماز کے بعد بے جا قیام کے لئے احتیاط مستحب کی بناپر دو سجدہ سہو بجالائے۔

2۔ اگر تیسری رکعت کے رکوع میں یا اس کے بعد یاد آئے تو نماز کو ختم کرے اور سلام کے بعد بھولے ہوئے تشہد کے لئے دو سجدہ سہو بجالائے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ سجدہ سہو سے پہلے تشہد کی قضا کرے۔

9۔ سلام

1۔ سلام اور اس کا حکم

نماز کا آخری جزء سلام ہے جس کو پڑھنے کے بعد نماز ختم ہوتی ہے۔ نماز کا واجب سلام یہ ہے کہ کہے: «السَّلامُ عَلَيْكُمْ» اور بہتر ہے کہ «وَ رَحْمَةُ اللهِ وَ بَرَكاتُهُ» کو بھی اضافہ کرے یا کہے: «السَّلامُ عَلَيْنا وَ عَلى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِينَ».

توجہ

مستحب ہے کہ مذکورہ بالا دو سلام سے پہلے کہے: «السَّلامُ عَلَيْکَ ايُّهَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَةُ اللهِ وَ بَرَكاتُهُ».

2۔ اگر نماز کا سلام فراموش کرے اور اس وقت یاد آئے تو نماز کی شکل ختم نہ ہوئی ہو اور ایسا کام بھی نہ کیا ہو جس کو عمدا یا بھول کر انجام دینے سے نماز باطل ہوتی ہے مثلا قبلے سے رخ موڑنا تو سلام کہے اور نماز صحیح ہے۔

تمرین

1۔ ذکر سے کیا مراد ہے؟ کیا پیغمبر اکرم اور ان کی آل پر صلوات ذکر میں شامل ہے؟

2۔ رکوع اور سجدے کے اذکار کو عمدا بدل کر پڑھنے میں کوئی اشکال ہے یا نہیں؟

3۔ سجدہ اور رکوع میں واجب ذکر کی قرائت کے بعد کونسا ذکر افضل ہے؟

4۔ نماز کے دوران قیام کے لئے حرکت کرتے ہوئے «بِحَوْلِ اللهِ وَ قُوَّتِهِ اقُومُ وَ اقْعُدُ» کو پڑھنا صحیح ہے یا نہیں؟

5۔ اگرتشہد کے دوران «اللّهُمَّ صَلِّ عَلى مُحَمَّدٍ» پڑھ کر وقف کرے اور اس کے بعد «وَ آلِ مُحَمَّدٍ» پڑھے تو کیا حکم ہے؟

6۔ اگر کوئی سلام کو فراموش کرے تو کیا حکم ہے؟

سبق 46 : یومیہ نمازیں (12)
واجبات نماز ((9))
قنوت ۔ تعقیبات

10۔ ترتیب

1۔ ترتیب اور اس کا حکم

نماز پڑھنے والے کے لئے ضروری ہے کہ نماز کو بتائی گئی ترتیب کے مطابق پڑھے اور ہر جزء کو اس کے مخصوص مقام پر ادا کرے بنابراین اگر کوئی عمدا اس ترتیب کی رعایت نہ کرے مثلا الحمد سے پہلے سورہ پڑھے یا رکوع سے پہلے سجدہ کرے تو اس کی نماز باطل ہے۔

2۔ سہوا ترتیب کی رعایت نہ کرنے کا حکم

سہوا کسی جز کا دوسرے سے مقدم ہونا

1۔ اگر کسی رکن کو دوسرے رکن پر مقدم کرے مثلا دونوں سجدوں کو بھول جائے اور اگلی رکعت کے رکوع میں جانے کے بعد یاد آئے تو نماز باطل ہے۔

2۔ اگر کسی غیر رکن کو رکن پر مقدم کرے مثلا دونوں سجدے بھول جائے اور اور تشہد پڑھے اس کے بعد یاد آئے کہ دونوں سجدے انجام نہیں دیا ہے تو رکن کو انجام دینا چاہئے اور جو اشتباہا پڑھا ہے دوبارہ پڑھے۔

3۔ رکن کو غیر رکن پر مقدم کرے مثلا حمد بھول جائے اور رکوع میں داخل ہونے کے بعد یاد آئے کہ حمد نہیں پڑھا ہے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

4۔ غیر رکن کو غیر رکن پر مقدم کرے مثلا حمد بھول جائے اور سورہ پڑھنے میں مشغول ہوجائے چنانچہ رکوع میں جانے سے پہلے یاد آئے کہ حمد نہیں پڑھا ہے تو جو چیز بھول گیا ہے مثلا حمد اس کو دوبارہ پڑھے اور اس کے بعد جس چیز کو اشتباہا پہلے پڑھا ہے مثلا سورہ دوبارہ پڑھے۔

11۔ موالات

نماز پڑھنےوالے کو چاہئے کہ نماز کے اجزاء مثلا رکوع، سجدہ اور تشہد وغیرہ کو پے در پے بجالائے اور ان کے درمیان طویل اور غیرمعمولی فاصلہ نہ ڈالے۔ بنابراین اگر نماز کے اجزاء کے درمیان اتنا فاصلہ ڈالے کہ دیکھنے والے کی نظر میں نماز کی حالت سے خارج ہوجائے تو نماز باطل ہے۔

توجہ

اگر کوئی شخص کلمات یا ایک کلمے کے حروف کے درمیان بھولے سے غیر معمولی فاصلہ ڈالے لیکن ایسا نہ ہو کہ نماز کی صورت ختم ہوجائے اور اس کے بعد والے رکن میں پہنچنے کے بعد متوجہ ہوجائے تو نماز صحیح ہے اور ان کلمات و جملوں کو دوبارہ پڑھنا لازم نہیں ہے لیکن اگر بعد والے رکن میں پہنچنے سے پہلے متوجہ ہوجائے تو پلٹ جائے اور دوبارہ پڑھے۔

8۔ قنوت

1۔ قنوت کے معنی اور اس کا حکم

مستحب ہے کہ تمام واجب اور مستحب نمازوں کی دوسری رکعت میں الحمد اور سورے کے بعد اور رکوع سے پہلے ہاتھوں کو بلند کرے اور دعا پڑھے۔ اس عمل کو قنوت کہتے ہیں۔

توجہ

نماز جمعہ میں پہلی رکعت میں رکوع سے پہلے اور دوسری رکعت میں رکوع کے بعد قنوت کو بجالاتے ہیں۔

عید فطر اور عید قربان کی نماز میں پہلی رکعت میں پانچ اور دوسری رکعت میں چار قنوت ہیں۔

2۔ ذکر قنوت

قنوت میں کوئی بھی ذکر، دعا یا قرآن کی آیت پڑھ سکتے ہیں حتی کہ ایک صلوات یا سُبْحَانَ اللهِ یا بِسْمِ اللهِ یا بِسْمِ اللهِ الرَّحْمنِ الرَّحِيمِ پر بھی اکتفا کرسکتے ہیں لیکن بہتر ہے قرآن میں موجود دعائیں پڑھے مثلا رَبَّنا آتِنا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَ فِی الآخِرَةِ حَسَنَةً وَ قِنا عَذابَ النّار یا معصومین علیہم السلام سے منقول دعائیں اور اذکار پڑھے مثلا لا اِلهَ اِلا اللهُ الحَلِیمُ الکریمُ، لا اِلهَ اِلا اللهُ العَلِیُّ العَظِیمُ، سُبْحَانَ اللهِ رَبِّ السَّمَاوَاتِ السَّبْعِ وَ رَبِّ الارَضِینَ السَّبْعِ وَ مَا فِیهِنَّ وَ مَا بَیْنَهُنَّ وَ رَبِّ الْعَرْشِ العَظِیمِ وَ الْحَمْدُ لِلهِ رَبِّ العَالَمینَ.

9۔ تعقیبات

تعقیبات نماز کو عربی میں پڑھنا لازم نہیں ہے لیکن بہتر ہے کہ معصومین علیہم السلام سے منقول دعاوں اور اذکار کو پڑھے ان میں سے بہترین ذکر تسبیح حضرت زہرا علیہا السلام کے نام سے معروف ہے جس میں 34 مرتبہ اللهُ اَکبَرُ، 33مرتبہ الْحَمْدُ لِلهِ اور 33 مرتبہ سُبْحَانَ اللهِ ہے۔

توجہ

دعاوں کی کتابوں میں معصومین علیہم السلام سے بہترین اور خوبصورت مضامین کے ساتھ دعائیں نقل ہوئی ہیں۔

مستحب ہے کہ نماز پڑھنے کے بعد سجدہ شکر بجالائے یعنی نماز کی توفیق ہونے اور دوسری نعمتوں کے شکر کی نیت سے پیشانی کو زمین پر رکھے اور بہتر ہے کہ تین مرتبہ یا اس سے زیادہ کہے: شکرا اللہ ۔

تمرین

1۔ اگر غلطی سے کسی رکن کو دوسرے رکن پر مقدم کرے تو نماز کا کیا حکم ہے؟

2۔ ترتیب اور موالات کے درمیان کیا فرق ہے؟

3۔ نماز میں موالات کو ترک کرنے کا حکم بیان کریں۔

4۔ عید فطر اور عید قربان کی نماز میں کتنی قنوت ہیں؟

5۔ کیا قنوت میں ایک دفعہ صلوات پر اکتفا کرسکتے ہیں؟

6۔ تعقیبات نماز میں کونسی دعا اور ذکر پڑھنا بہتر ہے؟

سبق 47 : یومیہ نمازیں (13)
نماز کا ترجمہ

10۔ نماز کا ترجمہ

نماز پڑھنے والے کے مناسب ہے کہ نماز کے اذکار و الفاظ کو ان کے معانی پر توجہ دیتے ہوئے اور خشوع و حضور قلب کے ساتھ زبان پر جاری کرے تاکہ روح کی پاکیزگی اور دل کو خدا سے نزدیک کرنے کے لئے نماز کی فرصت سے استفادہ کرسکے۔

1۔ سورہ حمد کا ترجمہ

1۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیمِ اللہ کے نام سے جس کی بے انتہا رحمت اور فیض دنیا میں سب انسانوں کے لئے عام ہے اور اس کی ابدی رحمت اور بخشش مومنین سے مخصوص ہے۔

2۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِینَ تعریف اور ستائش اس خدا کی ذات سے مخصوص ہے جو تمام موجودات کا پالنے والا ہے۔

3۔ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیمِ وہ رحمان ہے (جس کی بخشش اور فضل دنیا میں تمام انسانوں کے لئے ہے) اور رحیم ہے (جس کی ابدی بخشش اور فضل مومنین سے مخصوص ہے) ۔

4۔ مَالِکِ یَوْمِ الدِّینِ روز جزا (قیامت) کا اختیار اس کے ہاتھ میں ہے۔

5۔ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِینُ ہم فقط تیری بندگی کرتے ہیں اور فقط تجھ سے ہی مدد طلب کرتے ہیں۔

6۔ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیمَ ہمیں راہ راست کی طرف ہدایت فرما

7۔ صِراطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ان لوگوں کے راستے کی جانب جنہیں تو نے نعمت عطا کی ہے (ان کے دلوں میں اپنی معرفت کا نور روشن کیا ہے)

8۔ غَیْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَیْھِمْ وَ لَاالضَّالِّینَ جو تیرے غضب کا شکار نہ ہوئے اور گمراہی سے دوچار نہ ہوئے (یعنی تو نے بڑی نعمت عطا کرنے کے بعدانہوں نے ناشکری اور گناہ نہیں کیا کہ تیرے غضب اور اپنی گمراہی کا باعث بنے)

2۔ سورہ توحید کا ترجمہ

1۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیمِ: (اس کا ترجمہ گزر گیا)

2۔ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ آپ کہہ دیں کہ خدا یکتا ہے.

3۔ اَللّٰہُ الصَّمَدُ خدا بے نیاز ہے اور تمام موجودات کو خدا کی ضرورت ہے۔

4۔ لَمْ یَلِدْ وَ لَمْ یُولَدْ نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے۔

5۔ وَ لَمْ یَکُنْ لَہُ کُفُوًا اَحَدٌ کوئی بھی اس کے مثل نہیں ہے۔

3۔ رکوع اور سجدے کے اذکار اور بعض مستحبات کا ترجمہ

1۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ خدا پاک اور منزہ ہے۔

2۔ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیمِ وَ بِحَمْدِہِ میرا عظیم پروردگار پاک و منزہ ہے اور میں اس کی ستائش میں مشغول ہوں۔

3۔ سُبْحانَ رَبِّیَ الاَعْلٰی وَ بِحَمْدِہِ میرا پروردگار پاک و منزہ اور سب سے بالاتر ہے اور میں اس کی ستائش میں مشغول ہوں۔

4۔ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہُ خدا کی عنایت اس پر ہو جو اس کی ستائش کرتا ہے۔

5۔ اسْتَغْفِرُ اللهَ رَبِّی وَ اتُوبُ اِلَیْهِ میں اس خدا سے مغفرت چاہتا ہوں جو میرا پروردگار ہے اور میں اس کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

6۔ بِحَوْلِ اللهِ وَ قُوَّتِهِ اقُومُ وَ اقْعُدُ میں خدا کی قوت اور ارادے سے اٹھتا اور بیٹھتا ہوں۔

4۔ قنوت کا ترجمہ

1۔ رَبَّنا آتِنا فِی الدُّنْیَا حَسَنَهً وَ فِی الآخِرَۃِ حَسَنَهً اے پروردگار! ہمیں دنیا میں نیکی اور آخرت میں نیکی عطا کر۔

2۔ وَ قِنا عَذَابَ النّار اور ہمیں آگ کے عذاب سے دور رکھ۔

3۔ لا اِلهَ اِلاّ اللهُ الحَلِیمُ الکریمُ اس حلیم و کریم خدا کےعلاوہ کوئی بھی پرستش کے لائق نہیں ہے۔

4۔ لا اِلهَ اِلاّ اللهُ العَلِیُّ العَظِیمُ اس بلند مرتبہ اور بزرگ خدا کے علاوہ کوئی بھی معبود نہیں ہے۔

5۔ سُبْحانَ اللهِ رَبِّ السَّمَاوَاتِ السَّبْعِ پاک و منزہ ہے وہ خدا جو سات آسمانوں کا پروردگار ہے۔

6۔ وَرَبِّ الارَضِیْنَ السَّبْعِ اور سات زمینوں کا پروردگار ہے۔

7۔ وَمَا فِیْهِنَّ وَ مَا بَیْنَهُنَّ اور ہر اس چیز کا پروردگار ہے جو ان میں اور دونوں کے درمیان ہے۔

8۔ وَ رَبِّ العَرْشِ العَظِیم اور عرش عظیم کا پروردگار ہے۔

9۔ وَ الحَمْدُ للهِ رَبِّ العَالَمِینَ اور حمد و ثناء اس خدا کے لئے مخصوص ہے جو تمام موجودات کا پالنے والا ہے۔

5۔ تسبیحات اربعہ کا ترجمہ

1۔ سُبْحانَ اللهِ خدا پاک و منزہ ہے۔

2۔ وَالحَمْدُ لِلهِ حمد و ثناء خدا کے لئے مخصوص ہے۔

3۔ وَ لا اِلهَ اِلاّ اللهُ اور اللہ کے علاوہ کوئی پرستش کے لائق نہیں۔

4۔ وَ اللهُ اکبَرُ اور اللہ سب سے بزرگ ہے۔

6۔ تشہد اور سلام کا ترجمہ

1۔ الحَمْدُ لِلهِ حمد و ثناء اللہ کے لئے مخصوص ہے۔

2۔ اشْهَدُ انْ لا اِلهَ اِلاّ اللهُ میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے علاوہ کوئی پرستش کے لائق نہیں ہے۔

3۔ وَحْدَهُ لا شَرِیکَ لَهُ جو یکتا ہے، جس کا کوئی شریک نہیں۔

4۔ وَ اشْهَدُ انَّ مُحَمَّدا عَبْدُهُ وَ رَسُولُهُ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

5۔ اللّهُمَّ صَلِّ عَلی مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ اے خدا رحمت بھیج محمد اور آل محمد پر۔

6۔ وَ تَقبَّلْ شَفاعَتَهُ وَ ارْفَعْ دَرَجَتَهُ اور اس کی شفاعت کو قبول کر اور اس کا درجہ بلند فرما۔

7۔ السَّلامُ عَلَیْکَ ایُّهَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَهُ اللهِ وَ بَرَکاتُهُ اے نبی آپ پر اللہ کا درود، رحمت اور برکتیں نازل ہوں۔

8۔ السَّلامُ عَلَیْنا وَ عَلی عِبادِ اللهِ الصَّالِحِینَ ہم پر اور اللہ کے صالح بندوں پر درود ہو۔

9۔ السَّلامُ عَلَیْکم وَ رَحْمَهُ اللهِ وَ بَرَکاتُهُ آپ (مومنین اور فرشتوں) پر اللہ کا درود، رحمت اور برکتیں ہوں۔

تمرین

1۔ سورہ حمد کا ترجمہ کریں۔

2۔ سورہ توحید کا ترجمہ کریں۔

3۔ «سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہُ» کا ترجمہ کیا ہے؟

4۔ «بِحَوْلِ اللّٰہِ وَ قُوَّتِہِ اَقُومُ وَ اَقْعُدُ» کا ترجمہ کریں۔

5۔ «وَ تقَبَّلْ شَفاعَتَہُ وَ ارْفَعْ دَرَجَتَہُ» کا معنی بیان کریں۔

6۔ سلام کا ترجمہ کریں۔

سبق 48 : یومیہ نمازیں (14)
مبطلات نماز

11۔ مبطلات نماز

1۔ ان شرائط میں سے کسی کا مفقود ہونا جن کی نماز میں رعایت کرنا ضروری ہے مثلا جگہ کا غصبی نہ ہونا

2۔ وضو یا غسل یا تیمم کا باطل ہونا۔

3۔ قبلے سے رخ پھیرنا

4۔ بات کرنا

5۔ بدن کے اگلے حصے پر ہاتھوں کو باندھنا (تکتف)

6۔ الحمد کے بعد آمین کہنا

7۔ ہنسنا

8۔ رونا

9۔ نماز کی شکل باقی نہ رہنا مثلا تالی بجانا یا اچھلنا

10۔ کھانا اور پینا

11۔ وہ شک جو نماز کو باطل کرتا ہے (شکیات کے باب میں بیان کیا جائے گا)

12۔ ارکان نماز کوعمدا یا سہوا کم کرنا اور زیادہ کرنا مثلا رکوع کو کم کرنا یا زیادہ کرنا اسی طرح غیر رکن واجبات کو عمدا کم یا زیادہ کرنا

توجہ

جو چیزیں نماز کو باطل کرتی ہیں، مبطلات نماز کہلاتی ہیں۔

1۔ ان شرائط میں سے کسی کا مفقود ہونا جن کی نماز میں رعایت کرنا ضروری ہے مثلا جگہ کا غصبی نہ ہونا

اگر نماز کے دوران ان شرائط میں سے کوئی مفقود ہوجائے جن کی رعایت ضروری ہے مثلا نماز کے دوران متوجہ ہوجائے کہ نماز کی جگہ غصبی ہے تو نماز باطل ہے۔

2۔ وضو کا باطل ہونا

اگر نماز کے دوران ایسی چیز سے دوچار ہوجائےجس سے وضو یا غسل یا تیمم باطل ہوتا ہے مثلا نیند آئے یا پیشاب وغیرہ نکلے تو نماز باطل ہے۔

3۔ قبلے سے منہ موڑنا

گر عمدا قبلے سے اس حد تک اپنا بدن اور رخ دونوں یا ان میں سے کوئی ایک پھیرے کہ دائیں اور بائیں طرف آسانی سے دیکھ سکتا ہو تو نماز باطل ہے اور اگر بھول کربھی ایسا کرے تو احتیاط واجب کی بناپر نماز باطل ہے لیکن اگر چہرے کو ایک طرف تھوڑا پھیرے تو نماز باطل نہیں ہے۔

4۔ بات کرنا

اگر نماز کے دوران عمدا بات کرے تو نماز باطل ہے اگرچہ ایک کلمہ ہی کیوں نہ ہو۔

توجہ

اگر ذکر کی نیت سے کوئی کلمہ ادا کرے مثلا کہے: اللہ اکبر اور کہتے وقت آواز کو بلند کرے یا کسی کو کوئی بات سمجھادے تو کوئی اشکال نہیں ہے لیکن کسی کو بات سمجھانے کی نیت سے ذکر پڑھے تو اگرچہ ذکر کی بھی نیت رکھتا ہو تو نماز باطل ہے۔

ضروری ہے کہ انسان نماز کی حالت میں کسی کو سلام نہ کرے اور اگر کوئی دوسرا شخص اسے سلام کرے تو اس کا جواب دینا واجب ہے اور اس طرح جواب دے کہ کلمہ سلام پہلے ہو مثلا کہے: سلام علیکم یا السلام علیکم ؛ اور علیکم السلام نہیں کہنا چاہئے۔

اگر کوئی شخص کسی گروہ کو سلام کرے اور کہے: اَلسَّلامُ عَلَیکُم جَمِیعاًاور ان میں سے ایک نماز میں مشغول ہو چنانچہ دوسرا شخص اس کا جواب دے تو نماز پڑھنے والے کو چاہئے کہ جواب نہ دے۔

سلام کے لفظ کے بغیر تحیت کا جواب دینا نماز کی حالت میں جائز نہیں ہے لیکن اگر نماز کی حالت میں نہ ہو چنانچہ ایسا کلام عرف میں تحیت شمار ہوتا ہے تو احتیاط (واجب) ہے کہ اس کا جواب دے۔

سلام کے بارے میں چند نکتے

مردوں اور عورتوں کی طرح ممیز بچے لڑکا ہو یا لڑکی کے سلام کا جواب دینا بھی واجب ہے۔

سلام کا جواب فورا دینا واجب ہے اگر کوئی کسی بھی وجہ سے اتنی تاخیر کرے کہ اس سلام کا جواب شمار نہ کیا جائے چنانچہ نماز کی حالت میں ہو تو سلام کا جواب نہیں دینا چاہئے اور اگر نماز کی حالت میں نہ ہو تو بھی جواب دینا واجب نہیں ہے اور اگر تاخیر کی مقدار میں شک کرے تو بھی یہی حکم ہے چنانچہ عمدا جواب دینے میں تاخیر کی ہے تو گناہ کیا ہے۔

نماز پڑھنے والے کو سلام کرتے ہوئے سلام علیکم کے بجائے فقط سلام کہے، اگر عرفا اس کو سلام کہاجاتا ہو تو جواب دینا واجب ہے اور احتیاط کی بناپر اسی طرح جواب دے۔

اگر کوئی شخص ایک وقت میں کئی مرتبہ سلام کرے تو ایک جواب کافی ہے اور کئی افراد ایک وقت میں سلام کریں توسب کے سلام کا قصد کرکے ایک جملے میں سب کو شامل کرے تو ایک جواب کافی ہے مثلا سلام علیکم

5۔ ہاتھ باندھنا

نماز کی حالت میں سینے پر ہاتھ رکھ کر کھڑا ہونا (بدن کے اگلے حصے پر ہاتھوں کو باندھنا) چنانچہ اس قصد سے ہو کہ یہ عمل نماز کا جزء ہے تو نماز باطل ہے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ اس قصد کے بغیر بھی اس کام کو انجام نہ دے۔

6۔ الحمد کے بعدآمین کہنا

سورہ حمد کی قرائت کے بعد آمین کہنا جائز نہیں ہے (اور نماز کو باطل کرتا ہے) مگر یہ کہ تقیہ کی حالت میں ہو۔

7۔ ہنسنا

عمدا اور آواز کے ساتھ ہنسنا (قہقہہ لگانا) نماز کو باطل کرتا ہے لیکن سہوا یا بغیر آواز کے ہنسے تو نماز باطل نہیں ہوتی ہے۔

8۔ رونا

دنیاوی کام کے لئے عمدا اور بلند آواز سے رونے سے نماز باطل ہوتی ہے لیکن خدا کے خوف سے یا آخرت کے لئے روئے تو کوئی اشکال نہیں ہے بلکہ بہترین اعمال میں سے ہے۔

9۔ نماز کی حالت ختم ہونا مثلا تالی بجانا اور اچھلنا

وہ کام جس سے نماز کی حالت ختم ہوجائے ، نماز کو باطل کرتا ہے عمدا ہو یا سہوا مثلا تالی بجانا اور ہوا میں اچھلنا

10۔ کھانا اور پینا

نماز کی حالت میں کھانا اور پینا نماز کو باطل کرتا ہے چاہے کم ہو یا زیادہ ہو لیکن منہ میں باقی رہنے والی غذا کے ذرات کو نگلنا یا ذرا سی قند یا شکر کو چوسنا نماز باطل ہونے کا باعث نہیں ہے۔ اسی طرح اگر سہوا یا فراموشی سے کوئی چیز کھائے یا پیئے تو نماز باطل نہیں ہوتی ہے اس شرط کے ساتھ کہ نماز

کی حالت سے خارج نہ ہوجائے۔

توجہ

اگر نماز پڑھنے والا کسی کو کوئی بات سمجھانے یا سوال کا جواب دینے کے لئےنماز کی حالت میں ہاتھ یا آنکھ کو اس طرح تھوڑی حرکت دے کہ سکون یا نماز کی شکل کے منافی نہ ہو تو نماز باطل نہیں ہوتی ہے۔

مبطلات نماز کے بارے میں چند نکات

نماز کے دوران آنکھوں کو بند کرنے میں شرعا کوئی مانع نہیں ہے (اور نماز کو باطل نہیں کرتا ہے) اگرچہ رکوع کے علاوہ میں مکروہ ہے۔

نماز کے دوران قنوت کے بعد ہاتھوں کو چہرے پر ملنا مکروہ ہے لیکن نماز کو باطل نہیں کرتا ہے۔

مکلف کے لئے جائز نہیں ہے کہ دوسروں کے ساتھ حسد، کینہ یا دشمنی کا اظہار کرے لیکن یہ امور نماز باطل ہونے کا باعث نہیں ہیں۔

تمرین

1۔ مبطلات نماز کتنے ہیں؟ ذکر کریں۔

2۔ سلام کے لفظ کے بغیر تحیت کا جواب دینے کا کیا حکم ہے؟

3۔ کیا بچے اور بچیوں کے سلام کا جواب دینا واجب ہے؟

4۔ اگر کوئی شخص ایک وقت میں کئی مرتبہ سلام کرے تو کیا ایک جواب دینا سب کے لئے کافی ہے؟

5۔ ہنسنا کب نماز باطل ہونے کا باعث بنتا ہے؟

6۔ نما ز کی حالت میں قنوت کے بعد ہاتھوں کو چہرے پر ملنے کا کیا حکم ہے؟

سبق 49 : یومیہ نمازیں (15)
شکیات نماز

شکیات نماز 23 ہیں ؛

نماز کو باطل کرنے والے شکوک کی تعداد 8 ہے

6 قسم کے شکوک پر اعتبار نہیں کرنا چاہئے

9 قسم کے شکوک صحیح ہیں

1۔ نماز کو باطل کرنے والے شکوک

1۔ دو رکعتی واجب نمازوں کی رکعت کے بارے میں شک مثلا نماز صبح اور نماز مسافر لیکن دو رکعتی نماز احتیاط کی رکعت کی تعداد کے بارے میں شک نماز کو باطل نہیں کرتا ہے۔

2۔ تین رکعتی نماز وں کی رکعت کے بارے میں شک (مغرب)

3۔ چار رکعتی نمازوں میں شک جب شک کی ایک طرف ایک رکعت ہو مثلاشک کرے کہ ایک رکعت پڑھی ہے یا تین

4۔ چار رکعتی نمازوں میں دوسرا سجدہ ختم ہونے سے پہلے شک کہ ایک طرف دورکعت ہو اور دوسری طرف دو سے زیادہ مثلا دو سجدے مکمل ہونے سے پہلے دو اور تین میں شک

5۔ دو اور پانچ یا پانچ سے زیادہ میں شک

6۔ تین اور چھ یا چھ سے زیادہ میں شک

7۔ چار اور چھ یا چھ سے زیادہ میں شک

8۔ نماز کی رکعتوں میں اس طرح شک کرے کہ نہیں جانتا ہو کہ کتنی رکعت پڑھی ہے۔

توجہ

اگر نماز کی رکعتوں کی تعداد میں شک کرے مثلا شک کرے کہ تین رکعتیں پڑھی ہیں یا چار تو پہلے تھوڑی دیر غور کرنا چاہئےاگر کسی طرف یقین یا گمان ہوجائے تو اسی کے مطابق نماز کو جاری رکھے اور نماز صحیح ہے اور اگر کسی طرف یقین یا گمان نہ ہوجائے تو ان احکام کے مطابق عمل کرے جو شک کے بارے میں بیان کئے جائیں گے۔

اگر نماز پڑھنے والے کو ایسا شک ہوجائے جو نماز کو باطل کرتا ہے تو احتیاط کی بناپر نماز کو فورا نہیں توڑ سکتا ہے بلکہ تھوڑی دیر غور وفکر کرے تاکہ اس کا شک مستحکم ہوجائے (یعنی کسی ایک طرف یقین یا گمان پیدا نہ ہو) اس وقت نماز توڑ سکتا ہے۔

2۔ وہ شکوک جن پر اعتبار نہیں کرنا چاہئے

1۔ موقع گزرنے کے بعد شک مثلا رکوع میں پہنچنے کے بعد حمد اور سورہ کے بارے میں شک

2۔ سلام کے بعد شک

3۔ نماز کا وقت گزرجانے کے بعد شک

4۔ کثیر الشک کا شک یعنی وہ شخص جو زیادہ شک کرتا ہے

5۔ امام اور ماموم کا شک

6۔ مستحب نمازوں میں شک

توجہ

اگر کوئی شخص کئی سال گزرنے کےبعد شک کرے کہ اس کی نمازیں صحیح ہیں یا نہیں تو اپنے شک کی پروا نہ کرے (کیونکہ عمل کے بعد شک پر اعتبار نہیں کیا جاتا ہے)

کثیر الشک کو چاہئے کہ اس کام کے انجام دینے پر بنا رکھے جس میں شک کیا ہے مگر یہ نماز باطل ہونے کا باعث بنے۔ اس صورت میں اس کام کے انجام نہ دینے پر بنا رکھنا چاہئے اس مورد میں نماز کی رکعتوں، افعال اور اقوال میں کوئی فرق نہیں ہے (مثلا اگر شک کرے کہ سجدہ یا رکوع انجام دیا ہے یا نہیں تو انجام دینے پر بنا رکھے اگر اس کا موقع نہ گزرا ہو لیکن اگر شک کرے کہ نماز صبح دو رکعت پڑھی ہے یا تین رکعت تو دو رکعت پڑھنے پر بنا رکھنا چاہئے۔)

نافلہ کے اقوال اور افعال میں شک کا حکم فریضہ کے اقوال و افعال میں شک کے حکم کی مانند ہے یعنی اگر اس کا موقع نہیں گزرا ہے تو اس پر اعتبار کرنا چاہئے اور اگر اس کو انجام دینے کا موقع گزر گیا ہے تو اس پر اعتنا نہیں کرنا چاہئے (مثلا حمد یا رکوع کے بارے میں شک کرے چنانچہ اس کا موقع نہیں گزرا ہے تو بجالانا چاہئے اور اگر موقع گزرگیا ہے تو اعتنا نہیں کرنا چاہئے۔)

3۔ صحیح شکوک

چار رکعتی نمازوں کی رکعتوں میں شک کرے تو 9 صورتوں میں صحیح ہے۔

1۔ دوسرے سجدے سے سر اٹھانے کے بعد دو اور تین میں شک

2۔ دوسرے سجدے سے سر اٹھانے کے بعد دو اور چار میں شک

3۔ دوسرے سجدے سے سر اٹھانے کے بعد دو اور تین اور چار میں شک

4۔ دوسرے سجدے سے سر اٹھانے کے بعد چار اور پانچ میں شک

5۔ نماز کے کسی بھی مقام پر تین اور چار میں شک

6۔ قیام کی حالت میں چار اور پانچ میں شک

7۔ قیام کی حالت میں تین اور پانچ میں شک

8۔ قیام کی حالت میں تین اور چار اور پانچ میں شک

9۔ قیام کی حالت میں پانچ اور چھ میں شک

شکیات نماز کے بارے میں دو نکتے

نماز احتیاط کی رکعت کی تعداد (جو نماز کی رکعتوں میں شک کی وجہ سے بجالاتے ہیں) نماز میں ہونے والی احتمالی کمی کی تعداد کے مطابق ہوتی ہے بنابراین دو اور چار میں شک کی صورت میں دو رکعت نماز احتیاط واجب ہے اور تین اور چار میں شک کی صورت میں ایک رکعت نماز احتیاط کھڑے ہوکر یا دو رکعت بیٹھ کر واجب ہے۔

اگر نماز کے اذکار میں سے کوئی ایک کلمہ یا قرآنی آیات یا قنوت کی دعائیں سہوا غلط پڑھے تو سجدہ سہو واجب نہیں ہے۔

تمرین

1۔ نماز کو باطل کرنے والے شکوک کونسے ہیں؟ بیان کریں۔

2۔ کن شکوک کی پروا نہیں کرنا چاہئے؟

3۔ اس بات کی طرف توجہ کرتے ہوئے کہ کثیر الشک کو اپنے شک کی پروا نہیں کرنا چاہئے چنانچہ نماز میں کوئی شک پیش آئے تو کیا حکم ہے؟

4۔ نماز نافلہ میں رکعت کے علاوہ کسی اور چیز میں شک مثلا ایک یا دو سجدے انجام دینے میں شک ہوجائے تو پرو اکرنا چاہئے یا نہیں؟

5۔ صحیح شکوک کون کونسے ہیں؟

6۔ نماز احتیاط کی رکعتوں کی تعداد معلوم کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

13۔ نماز جمعہ

1۔ نماز جمعہ کا حکم

1۔ جمعہ کے دن نماز جمعہ نماز ظہر کے بجائے پڑھی جاتی ہے اور عصر حاضر (زمانہ غیبت امام عجل اللہ فرجہ الشریف) میں واجب تخییری ہے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ آج کے دور میں ایران میں اسلامی عادل حکومت قائم ہے لہذا حد الامکان نماز جمعہ کو ترک نہیں کرنا چاہئے۔

توجہ

واجب تخییری کا مطلب یہ ہے کہ مکلف جمعہ کے دن ظہر کا فریضہ ادا کرتے ہوئے نماز جمعہ یا نماز ظہر پڑھنے میں اختیار ہے۔

اگرچہ عصر حاضر میں نماز جمعہ واجب تخییری ہے اور اس میں حاضر ہونا واجب نہیں ہے لیکن اس میں شرکت کے فوائد اور آثار کو مدنظر رکھتے ہوئے مناسب نہیں ہے کہ مومنین صرف نامعقول عذر کی بناپر اس نماز میں شرکت کی برکات سے خود محروم رکھیں۔

عورتوں کے لئے نماز جمعہ میں شرکت کرنے میں کوئی اشکال نہیں ہے اور جماعت کا ثواب ملے گا۔

نماز جمعہ کو اہمیت نہ دیتے ہوئے اس میں شرکت نہ کرنا شرعا ناپسند ہے۔

جس شخص نے نماز جمعہ میں شرکت نہیں کی ہو، نماز ظہر اور عصر کو اول وقت میں پڑھ سکتا ہے اور واجب نہیں کہ نماز جمعہ ختم ہونے تک صبر کرے۔

جس جگہ نماز جمعہ قائم ہورہی ہے اس کے نزدیک کسی جگہ نماز ظہر قائم کرنے میں ذاتا کوئی اشکال نہیں ہے اور مکلف کے لئے نماز جمعہ میں شرکت سے بری الذمہ کا باعث ہے کیوں کہ عصر حاضر میں نماز جمعہ واجب تخییری ہے لیکن اس بات کی طرف توجہ کرتے ہوئے کہ نماز جمعہ قائم ہونے والی جگہ کے نزدیک نماز ظہر قائم کرنا، ممکن ہے مؤمنین کی صفوں میں تفرقے کا باعث بنے بلکہ لوگوں کی نظر میں امام جمعہ کی توہین اور بے احترامی اور نماز جمعہ سے بے رغبتی شمار ہوجائے لہذا مناسب ہے کہ مؤمنین ایسا اقدام نہ کریں بلکہ مفسدہ اور حرام کا باعث بنے تو اس کو قائم کرنے سے اجتناب کرنا واجب ہے۔

2۔ نماز جمعہ نماز ظہر سے کفایت کرتی ہے (یعنی جمعہ کے دن نماز جمعہ نماز ظہر کی جانشین ہوتی ہے)

توجہ

اگرچہ نماز جمعہ نماز ظہر سے کفایت کرتی ہے لیکن نماز جمعہ کے بعد نماز ظہر کو احتیاط کے طور پر پڑھنے میں کوئی اشکال نہیں ہے حتی کہ اگر امام جمعہ نماز جمعہ کے بعد نماز ظہر نہ پڑھے اور اگر ماموم نماز ظہر پڑھنے میں احتیاط کی رعایت کرتے ہوئے نماز عصر کو جماعت کے ساتھ پڑھے تو احتیاط کامل یہ ہے کہ اس شخص کی اقتدا کرے جس نے نماز جمعہ کے بعد احتیاطا نماز ظہر پڑھی ہو۔

یورپی اور غیر یورپی ممالک میں اسلامی تنظیموں کے طلباء کی جانب سے قائم ہونے والی نماز جمعہ میں شرکت کرنا جہاں زیادہ شرکاء اسی طرح امام جمعہ کا تعلق اہل سنت سے ہوتا ہے، مسلمانوں کے درمیان اتحاد اور وحدت کے تحفظ کے لئے کوئی اشکال نہیں ہے اور اس صورت میں نماز جمعہ کے بعد نماز ظہر پڑھنا واجب نہیں ہے۔

مسافر ماموم کے لئے نماز جمعہ صحیح اور نماز ظہر سے کفایت کرتی ہے۔

جنگ میں زخمی ہونے والے جو رگ کاٹنے کی وجہ سے پیشاب روکنے کی طاقت نہیں رکھتے ہیں، کے لئے نماز جمعہ میں شرکت جائز ہے لیکن اس بات کی طرف توجہ کرتے ہوئے کہ ان پر واجب ہے کہ وضو کرنے کے فورا بعد نماز شروع کریں بنابراین نماز جمعہ کے خطبوں سے پہلے کیا ہوا وضو اس صورت میں نماز جمعہ کے لئے کافی ہے جب وضو کے بعد کوئی حدث سرزد نہ ہوا ہو۔

2۔ نماز جمعہ کی شرائط

1۔ جماعت کے ساتھ پڑھے

2۔ کم از کم پانچ نفر شرکت کریں امام کے علاوہ چار ماموم

3۔ نماز جماعت میں معتبر تمام شرائط کی رعایت کرے مثلا صفوں کا اتصال

4۔ دو نماز جمعہ کے درمیان حداقل ایک فرسخ فاصلہ ہو[1]

1۔ جماعت کے ساتھ پڑھے

نماز جمعہ صحیح ہونے کی ایک شرط یہ ہے کہ جماعت کے ساتھ قائم کی جائے ۔ نماز جمعہ کو فرادی پڑھنا صحیح نہیں ہے اگرچہ ان لوگوں کے نزدیک پڑھے جو جماعت کے ساتھ پڑھ رہے ہیں

2۔ نماز جماعت میں معتبر تمام شرائط کی رعایت کرنا مثلا صفوں کا اتصال۔ جن شرائط کی نماز جماعت کے دوران رعایت کرنا ضروری ہے نماز جمعہ میں بھی معتبر ہیں مثلا صفوں کا اتصال

توجہ

امام جمعہ عادل ہونا چاہئے بنابراین جو شخص عادل نہ ہو یا اس کی عدالت میں شک ہو اس کی اقتداصحیح نہیں اور اس کی نماز جمعہ بھی صحیح نہیں ہے لیکن وحدت کی حفاظت کی خاطر نماز جمعہ میں شرکت کرنے میں کوئی اشکال نہیں ہے اور ہر صورت میں (نماز جمعہ میں شرکت کرے یا نہ کرے) کسی کو حق نہیں کہ دوسروں کو نماز جمعہ میں شرکت نہ کرنے تشویق اور ترغیب دے۔

اگرنماز کے بعد امام جمعہ کی عدالت میں شک ہو یا عدالت نہ ہونے پر یقین ہو جائے تو جو نماز پڑھی ہے صحیح ہے اور دوبارہ پڑھنا واجب نہیں ہے۔

جمعہ کی امامت کے لئے امام جمعہ کو منصوب کرنا اگر اس کی عدالت پر اطمینان اور وثوق کا باعث ہوتو اس کی اقتدا صحیح ہونے کے لئے کافی ہے۔

3۔ دونماز جمعہ کے درمیان حداقل ایک فرسخ فاصلہ ہو

دو نماز جمعہ کے درمیان ایک فرسخ سے کم فاصلہ نہ ہو پس اگر ایک فرسخ سے کم فاصلے میں دو نماز جمعہ پڑھی جائیں تو پہلی نماز صحیح اور دوسری باطل ہے اگر دونوں ایک ساتھ قائم ہوجائیں تو دونوں باطل ہیں۔

3۔ نماز جمعہ کا وقت

نماز جمعہ کا وقت ابتدائے زوال آفتاب (اول ظہر) سے شروع ہوتا ہے اور احتیاط (واجب) یہ ہے کہ اس کو نماز ظہر کے عرفی وقت کے اوائل سے زیادہ تاخیر نہ کرے۔

4۔ نماز جمعہ کی کیفیت

1۔ نماز جمعہ نماز صبح کی طرح دو رکعت ہے لیکن دو خطبے ہیں جو نماز سے پہلے امام جمعہ کے ذریعے دئیے جاتے ہیں۔

2۔ احتیاط کی بناپر نماز جمعہ میں قرائت کو بلند آواز میں کہنا چاہئے اور مستحب ہے کہ پہلی رکعت میں سورہ جمعہ اور دوسری رکعت میں سورہ منافقون پڑھے اسی طرح دو قنوت ایک پہلی رکعت میں رکوع سے پہلے اور دوسری رکعت دوم میں رکوع کے بعد مستحب ہے۔

توجہ

احتیاط کی بناپر نمازیوں کو چاہئے کہ امام کے خطبوں کو سنیں اور خاموش رہیں اور باتیں کرنے سے پرہیز کریں۔

اگر کوئی شخص نماز جمعہ کے خطبوں کے لئے نہ پہنچ سکے اور نماز میں شرکت کرے تو اس کی نماز صحیح ہے حتی اگر آخری رکعت کے رکوع کا ایک لحظہ پائے ۔

نماز جمعہ کے خطبوں کو ظہر سے پہلے پڑھ سکتے ہیں۔

نماز جمعہ کے بارے میں چند نکتے

ہروہ کام جو مؤمنین کے درمیان اختلاف اور صفوں میں انتشار کا باعث بنے جائز نہیں ہے اگرچہ نماز جمعہ کیوں نہ ہو جو کہ اسلامی شعائر اور مسلمانوں

کے درمیان اتحاد کا مظہر ہے۔

جمعہ کے دن نماز عصر میں امام جمعہ کے علاوہ کسی اور کی اقتدا کرنے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

نماز جمعہ میں کسی اور واجب نماز کو پڑھنے کے لئے امام جمعہ کی اقتدا کرنا صحیح ہونے کے لحاظ سے محل اشکال ہے۔

تمرین

1۔ نماز جمعہ میں واجب تخییری کا کیا مطلب ہے؟

2۔ کیا نماز جمعہ قائم ہونے والی جگہ کے نزدیک نماز ظہر کی جماعت قائم کرنا جائز ہے؟

3۔ امام جمعہ کی عدالت میں شک یا عدالت نہ ہونے پر یقین ہوجائے تو اس کے پیچھے پڑھی گئی نمازوں کو دوبارہ پڑھنا واجب ہے؟

4۔ کسی کو امام جمعہ بنانا اس کی عدالت ثابت کرنے کے لئے کافی ہے؟

5۔ اگر کوئی نماز جمعہ کے خطبوں میں نہ پہنچ سکے بلکہ فقط نماز کے دوران حاضر ہوجائے اور نماز جمعہ میں اقتدا کرے تو کیا اس کی نماز صحیح اور کافی ہے ؟

6۔ کیا ظہر شرعی سے پہلے نماز جمعہ کے خطبے دینا صحیح ہے؟

---

[1] ایک فرسخ میں تقریبا 5125 میٹر ہوتے ہیں۔

سبق 51 : **یومیہ نمازیں (17)**
نماز مسافر ((1))

14۔ نماز مسافر

1۔ سفر میں قصر کا واجب ہونا

سفر میں چار رکعتی نماز کو ان شرائط کے ساتھ جو بیان کئے جائیں گے، قصر (دو رکعت) پڑھنا چاہئے

توجہ

قصر کا وجوب صرف چار رکعتی نمازوں سے مخصوص ہے جو نماز ظہر، عصر اور عشا ہیں اور نماز صبح اور مغرب قصر نہیں ہوتی ہیں۔

2۔ نماز مسافر کی شرائط

مسافر کو چاہئے کہ آٹھ شرائط کے ساتھ چار رکعتی نمازوں کو دو رکعت پڑھے۔

1۔ پہلی شرط

اس کا سفر مسافت شرعی کےبرابر ہو یعنی جانا یا واپس آنا یا دونوں کو ملاکر آٹھ فرسخ بن جائیں اس شرط کے ساتھ کہ جانا چار فرسخ سے کم نہ ہو۔

2۔ دوسری شرط

شروع سے آٹھ فرسخ طے کرنے کا قصد رکھتا ہو بنابراین اگر شروع میں آٹھ فرسخ تک طے کرنے کا قصد نہیں رکھتا تھا اور منزل تک پہنچنے کے بعد ایسی جگہ جانے کا ارادہ کرے جس کافاصلہ پہلی جگہ سے شرعی مسافت سے کم ہو لیکن منزل سے وہاں تک شرعی مسافت کے برابر ہوتو نماز کو پورا پڑھنا چاہئے۔

3۔ تیسری شرط

راستے میں مسافت شرعی طے کرنے کے قصد سے پھرنہ جائے بنابراین اگر راستے میں چار فرسخ تک پہنچنے سے پہلے اپنے قصد سے پھرجائے یا تردد کا شکار ہوجائے تو اس کے بعد سفر کا حکم اس پر جاری نہیں ہوگا اگرچہ حدترخص سے گزرنے کے بعد اور نیت سے پھرجانے سے پہلے نماز کو قصر کرکے پڑھا ہو بنابراحتیاط واجب وقت کے اندر پورا کرکے دوبارہ پڑھے اور وقت کے بعد (ہوتو پورا کرکے) قضا کرے۔

4۔ سفر کے شروع میں یا سفر کے دوران مسافت شرعی تک پہنچنے سے اپنے وطن سے عبور کرنے یا کسی جگہ دس دن یا اس سے زیادہ رہنے کا قصد نہ کرے

5۔ پانچویں شرط

شرعی لحاظ سے سفر اس کے لئے جائز ہو بنابراین اگر سفر معصیت اور حرام ہو چاہے خود سفر حرام ہو مثلا جنگ سے بھاگنا یا سفر کا ہدف حرام ہو مثلا رہزنی کے لئے سفر کرنا، تو سفر کا حکم نہیں رکھتا ہے اور نماز پوری ہوگی۔

6۔ چھٹی شرط

مسافر خانہ بدوش نہ ہو مثلا بعض صحرانشین جن کے لئے کوئی مستقل جگہ نہیں ہوتی ہے بلکہ بیابانوں میں گھومتے ہیں اور جہاں پانی اور چارہ و چراگاہ مل جائے ٹھہر جاتے ہیں۔

7۔ ساتویں شرط

مسافرت کو اپنا مشغلہ قرار نہ دیا ہو مثلا سامان اٹھانے والا، ڈرائیور اور ملاح وغیرہ۔ جس شخص کا مشغلہ سفر کے اندر ہو وہ بھی اسی حکم میں ہے۔

8۔ آٹھویں شرط

حد ترخص تک پہنچ جائے ۔ حدترخص سے مراد وہ جگہ ہے جہاں متعارف اور لاوڈسپیکر کے بغیر شہر کی اذان سنائی نہ دے۔

1۔ شرعی مسافت (آٹھ فرسخ)

1۔ جس شخص کے جانے کی مسافت چار فرسخ سے کم اور واپس آنے کا راستہ بھی شرعی مسافت کے برابر نہ ہو تو اس کی نماز پوری ہوگی بنابراین دوسرے علاقوں سے آنے والے ملازمین چنانچہ ان کے وطن اور ملازمت کی جگہ کے درمیان اگرچہ رفت و آمد دونوں کو ملاکر بھی شرعی مسافت کے برابر نہ ہو تو مسافر کا حکم نہیں رکھتے ہیں۔

2۔ اگر کوئی شخص کسی خاص جگہ کی نیت سے اپنے شہر سے خارج ہوجائے اور وہاں سیر کرے تو اس جگہ پہنچ کر گھومنا اس کی سفری مسافت کا حصہ شمار نہیں ہوگا۔

3۔ آٹھ فرسخ کی مسافت کو شہر کے آخر سے شمار کرنا چاہئےاور شہر کا آخری حصہ تعیین کرنا عرف پر موقوف ہے اگر عرف کی نظر میں کارخانے اور شہر کے اطراف میں واقع بستیاں شہر کا جز نہ ہوں تو مسافت کو شہر کے آخری مکانات سے شمار کیا جائے گا۔

4۔ اگر کسی شخص کی منزل شہر نہیں بلکہ شہر کے اردگرد مخصوص جگہ ہو اس طرح کہ عرفا شہر میں پہنچنا منزل تک پہنچنا شمار نہ ہوجائے بلکہ شہر میں داخل ہوکر گزرنا منزل کی طرف راستہ شمار ہوتا ہو مثلا یونیورسٹی یا چھاونی یا ہسپتال جو شہر کے اردگرد واقع ہیں تو اس صورت میں شہر کا ابتدائی حصہ انتہائے مسافت نہیں بلکہ وہ مخصوص جگہ انتہائے مسافت شمار ہوگی۔

2۔ مسافت کا قصد ہو

1۔ اگر کوئی مسافر تین فرسخ تک جانے کا ارادہ کرے لیکن ابتدا میں یہ بات ذہن میں ہے کہ راستے میں کسی معین کام کو انجام دینے کے لئے ذیلی راستے سے ایک فرسخ تک سفر کرے اور اس کے بعد دوبارہ اصلی راستے میں داخل ہوجائے اور اپنے سفر کو جاری رکھے تو مسافر کا حکم رکھتا ہے اور اصلی راستے سے خارج ہونے اور واپس آنے کے لئے جس مقدار کو طے کیا ہے وہ شرعی مسافت کی تکمیل کے لئے کافی ہے۔

2۔ اگر کوئی شخص اپنے محل سکونت سے دوسری جگہ سفر کرے جہاں کا فاصلہ شرعی مسافت سے کم ہو اور ہفتے کے دوران کئی مرتبہ اس جگہ سے دوسری جگہوں کی طرف سفر کرے اس طرح کہ مجموعی مسافت آٹھ فرسخ سے زیادہ ہوجائے چنانچہ اگر سفر کے آغاز سے شرعی مسافت طے کرنے کا قصد نہیں رکھتا تھا اور اس کی پہلی منزل اور دوسری جگہوں کے درمیان بھی شرعی مسافت کے برابر فاصلہ نہ ہوتو مسافر کا حکم نہیں رکھتا ہے۔

3۔ گناہ کا سفر

1۔ نماز قصر ہونے کے لئے سفر کے جائز ہونے کی شرط فقط اس کی ابتدا سے مخصوص نہیں ہے بلکہ پورے سفر کے دوران یہ شرط موجود ہونا چاہئے بنابراین اگر سفر کے دوران کسی شخص کا قصد گناہ میں تبدیل ہوجائے تو سفر حرام ہوگا اور نماز پوری ہوگی اگرچہ مسافت شرعی طے کی ہو۔

2۔ اگر کوئی شخص مباح سفر شروع کرے اور راستے میں (آٹھ فرسخ تک پہنچنے سے پہلے) اپنے وظیفے کے مطابق نماز کو قصر کرکے پڑھے اس کے بعد اس کا قصد حرام میں بدل جائے تو جو نماز قصر کرکے پڑھی ہے، وقت باقی ہو تو دوبارہ پوری پڑھے اور وقت ختم ہواہو تو قضا کرے۔[1]

3۔ اگر سفر اور اس کا ہدف گناہ نہ ہولیکن سفر کے ضمن میں حرام کام انجام دے (مثلا غیبت کرے یا شراب پی لے) تو سفر معصیت کا حکم نہیں رکھتا ہے اور نماز قصر ہے البتہ اگر پورے سفر کے دوران (کچھ گھنٹوں کے علاوہ) حرام کام انجام پائے اس طرح کہ سفر کا اللہ کی معصیت میں گزرنا کہاجائے تو اس صورت میں احتیاط یہ ہے کہ نماز کو جمع کرے (یعنی پوری بھی پڑھے اور قصر بھی کرے)

4۔ اگر سفر کے آغاز میں جانتا ہو کہ نماز کے بعض واجبات ترک ہوجائیں گے تو احتیاط (واجب) یہ ہے کہ سفر نہ کرے مگر یہ کہ سفر کو ترک کرنا اس کے لئے مشقت یا ضرر کا باعث ہو بہرحال ہر صورت میں نماز کو ترک کرنا جائز نہیں ہے۔

7۔ پیشے کا سفر

سفر میں نماز قصر ہونے کی ایک شرط یہ ہے کہ سفر اس کا پیشہ نہ ہو بنابراین اگر سفر پیشہ ہو خواہ پیشے کی بنیاد ہی سفر پر ہو مثلا ڈرائیور اور پائلٹ خواہ پیشے کا مقدمہ ہو مثلا ڈاکٹر یا معلم جو اپنے پیشے کے لئے سفر کرتے ہیں، تو اس سفر میں نماز پوری اور روزہ صحیح ہے۔

توجہ

گذشتہ مسئلے میں کوئی فرق نہیں ہے کہ پیشہ مال و دولت کسب کرنے کے لئے ہو یا نہ ہو۔

نماز پوری ہونے اور روزہ صحیح ہونے کے لئے لازم ہے کہ عرفا سفر اس کا پیشہ شمار کیا جائے خواہ کئی مرتبہ سفر کرنے سے ہوجائے یا ایک طویل سفر سے

مثلا کوئی اپنے پیشے کے سلسلے میں سمندر میں ایک لمبا سفر طے کرے۔

کسی سفر کو عرفا پیشے کا سفر کہنے کے لئے تین چیزیں ہونا چاہئے

الف پیشے کا سفر انجام دینے کا قصدکرے

ب۔ پیشے کا سفر شروع کرے

ج۔ پیشے کے سفر کو جاری رکھنے کا قصدکرے

جن موارد میں کسی سفر کے بارے میں پیشہ یا ہنر کہنا مشکوک ہو نماز قصر اور روزہ باطل ہے۔

۔ اگر حصول علم کے لئے سفر کرنا پیشے کا حصہ ہو مثلا کسی ملازم کے لئے ادارے کی طرف سے ٹریننگ کا پروگرام منعقد کیا جائے اور اس میں شرکت کے لئے سفر پر مجبور ہو تو یہ سفر پیشے کا سفر ہوگا۔

وہ طالب علم جو حصول علم کے لئے سفر کرتا ہے تاکہ اس کےذریعے مستقبل میں کوئی پیشہ اختیار کرے تو احتیاط واجب کی بناپر حصول علم کے سفر میں نماز کو قصر کرکے بھی پڑھے اور پوری بھی پڑھے اور روزہ بھی رکھے اور بعد میں اس کی قضابھی کرے۔

اگر حصول علم کے میدان میں وارد ہوتے ہی کسی گروہ کا لیبل لگ جائے جس گروہ کا عنوان کوئی ہنر ہو مثلا دینی طالب علم کو شروع میں ہی مولانا کہا جاتا ہے یا کمیشن میں منتخب ہونے والے کچھ مہینے تعلیم و تربیت حاصل کرنے کے بعد سند حاصل کرتے ہیں اور افسر کا لقب مل جاتا ہے اس طرح کا حصول علم پیشے کا حصہ شمار ہوگا اور تعلیم کے سلسلے میں سفر کے دوران نماز پوری ہوگی اور روزہ رکھے۔

اگر کسی کا پیشہ یہ ہو کہ سال میں فقط ایک دفعہ طویل سفر کرتا ہو مثلا قافلہ حج کا سالار ہو چنانچہ ہرسال اسی کام میں مشغول رہنے کا قصد ہوتو اس کی نماز حتی کہ پہلے سفر میں بھی پوری ہوگی۔

گذشتہ مسئلے میں اگر جاری رکھنے کا قصد نہیں رکھتا ہوتو پیشے کے سفر کا حکم نہیں رکھتا ہے۔

جو شخص سال کے کسی موسم میں پیشے کا سفر اختیار کرتا ہو چنانچہ ہر سال اس کو اختیار کرنا چاہتا ہو یا ایک دفعہ لیکن لمبی مدت کے لئے مثلا کم از کم تین مہینے مسلسل اسی میں مشغول رہنا چاہتا ہو اور فقط ان دنوں میں چھٹی کرنا چاہتا ہو جن میں عام طور پر چھٹی کرتے ہیں مثلا تعطیلات اور عزاداری کے ایام تو اس کا سفر پیشے کا سفر ہے اور ابتدائی سفر میں بھی اس کی نماز قصر ہے لیکن اگر اس کی مدت طویل نہ ہو مثلا ایک مہینہ کام کرنا چاہتا ہو تو عرفا اس کو پیشے کا سفر کہنا واضح نہیں ہے اور شک کی صورت میں نماز قصر ہے۔

جس شخص کا پیشہ شہر سے باہر مسافت شرعی سے کم چکر لگانا ہو مثلا ٹیکسی ڈرائیور چنانچہ اتفاقی طور پر اسی پیشے کے سلسلے میں مسافت شرعی تک سفر کرے تو پیشے کا سفر شمار نہیں ہوگا اور اس کی نماز قصر ہوگی مگر یہ کہ طویل مدت کے لئے شرعی مسافت سے زیادہ مقدار میں اس پیشے کو جاری رکھنا چاہتا ہو اس صورت پہلے سفر سے ہی پیشے کا سفر شمار ہوگا اور اس کی نماز پوری ہوگی۔

جس شخص کا پیشہ سفر ہو اور نماز کو پوری پڑھتا ہو اور سفر میں روزہ رکھتا ہو چنانچہ وطن یا غیر وطن میں قصد کے ساتھ یا بغیر قصد کے دس دن ٹھہرے تو دس دن کے بعد پہلے سفر میں اس کی نماز قصر ہوگی۔

جس شخص کا پیشہ سفر ہو دس دن کسی جگہ (وطن یا غیر وطن میں) قیام کرے چنانچہ پیشے کے علاوہ کوئی اور سفر کرے مثلا زیارت کےلئے جائے اور اس کے بعد دس دن قیام کئے بغیر پیشے کا سفر اختیار کرے تو احتیاط واجب کی بناپر اس میں نماز کو قصر کرکے بھی پڑھے اور پوری بھی پڑھے۔

اگر عرف کی نظر میں جانے اور آنے کا سفر ایک شمار ہوجائے مثلا معلم اپنے وطن سے تدریس کے لئے کسی شہر کا سفر کرے اور دوپہر یا اگلے دن واپس آئے یا ڈرائیور جس کی ایک منزل ہے اور مثلا کسی شہر میں سامان لے جاکر واپس آنا چاہتا ہے تو اس صورت میں رفت و آمد پہلا سفر شمار ہوگا اور اگر عرف کی نظر میں ایک سفر شمار نہ ہوجائے مثلا کوئی ڈرائیور مسافر یا سامان پہنچانے کے لئے کسی منزل کی طرف حرکت کرے اور وہاں سے دوسری جگہ مسافر یا سامان لے جائے یا شروع سے ہی اس کا یہی قصد ہواور اس کے بعد وطن واپس آئے تو اس صورت میں پہلی منزل پر پہنچنے کے بعد پہلا سفر تمام ہوگا۔

پیشے کا سفر جس میں نماز اور روزہ قصر نہیں ہوتا ہے، اس سفر میں کوئی فرق نہیں ہے کہ سفر کا راستہ، نوعیت یا وسیلہ پہلے والا ہی ہو یا تبدیل کرے۔

جس شخص کا پیشہ سفر نہ ہو چنانچہ کئی سفر کرے تو اس کی نماز قصر ہوگی خواہ شروع سے متعدد سفر کا قصد رکھتا ہو یا بعد میں اتفاقی سفر پیش آئے۔

جس شخص کا پیشہ سفر ہو اگر پیشے کے علاوہ کوئی سفر کرے تو اس کی نماز قصر ہے مثلا ایک شہر سے دوسرے شہر تک مسافر لے جانا پیشہ ہو اگر حج یا زیارت کے سفر پر جائے تو نماز قصر کرکے پڑھےلیکن پیشے کے سفر کے دوران ذاتی کام انجام دے مثلا زیارت کرے چاہے اصلی مقصد ذاتی کام اور اس کے ضمن میں مسافر بھی لے جائے یا اس کے برعکس یا دونوں کاموں کا مساوی قصد رکھتا ہو تو اس کی نماز پوری ہوگی۔

جو شخص پیشے کی خاطر سفر کرے اور اس کے ضمن میں کچھ خاص کام مثلا رشتہ داروں اور دوستوں سے ملاقات بھی کرتا ہے اور بعض اوقات ایک یا چند راتوں کے لئے وہاں ٹھہربھی جاتا ہے تو اس مدت میں پیشے کے سفر کا حکم تبدیل نہیں ہوگا اور اس کی نما ز پوری ہوگیـ

جس شخص کا پیشہ سفر ہے چنانچہ پیشے کے سفر کے فورا بعد واپس آئے تو واپسی میں اس کی نماز پوری ہوگی لیکن اگر کئی روز (دس دن سے کم) پیشے کے علاوہ سفر مثلا زیارت یا تفریح کرتے رہے اور اس کے بعد واپس آئے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ واپسی کے دوران قصر بھی پڑھے اور پوری بھی پڑھےـ

جس شخص کا پیشہ سفر ہو اگر پیشے کے علاوہ سفر کرے اگرچہ پیشے کی جگہ جائے پھر بھی اس کی نماز قصر ہوگیـ

گذشتہ مسئلے میں چنانچہ پیشے کے علاوہ کسی اور سلسلے میں اپنے پیشے کی جگہ جائے اور مصمم ارادہ کرے کہ پیشے کی خاطر وہاں قیام کرے پس قیام کرتا ہے تاکہ کام پر جائے تو احتیا ط کرتے ہوئے قصر بھی پڑھے اور پوری بھی پڑھے اگرچہ پوری پڑھنے کا حکم بعید نہیں ہے لیکن اس کے بعد یعنی کام کی جگہ اور واپسی کے دوران اس کی نماز پوری ہوگیـ

جس شخص کا پیشہ سفر ہو اگر پیشے کے علاوہ کوئی سفر کرے تو اس کی نماز قصر ہوگی لیکن چنانچہ منزل پر پہنچ کر ملازمت کی جگہ کی طرف اور پیشے کے قصد سے سفر کرے تو اس جگہ (قصد کے ساتھ یا قصد کے بغیر) دس دن قیام نہ کیا ہو تو ملازمت کی جگہ سفر کرتے ہوئے اس کی نماز پوری ہوگیـ

جس شخص کا پیشہ ڈرائیونگ ہو اور اس پیشے کو شروع کرنے کے بعد گاڑی خراب ہوجائے اور اس کی مرمت اور ضروری چیزیں خریدنے کے لئے شرعی مسافت تک سفر کرے تو یہ سفر پیشے کا سفر ہے اور نماز پوری پڑھےـ

گذشتہ مسئلے میں اگر پیشہ شروع کرنے سے پہلے گاڑی خراب ہوجائے اور مرمت یا ضروری سامان خریدنے کے لئے شرعی مسافت تک سفر کرے تو اس کی نماز قصر ہوگیـ

جس شخص کا پیشہ سفر ہو اگر پیشے کے سلسلے میں آخری سفر کرے یا سفر کے دوران پیشہ جاری رکھنے سے پھرجائے تو چنانچہ پیشے کا دارومدار سفر پر ہی ہو مثلا ڈرائیونگ تو آخری سفر سے واپسی کے دوران کوئی مسافر ساتھ نہ لائے تو واپسی کا سفر پیشے کا سفر شمار نہیں ہوگا اور اس کی نماز قصر ہوگی خواہ اپنی گاڑی میں واپس آئے یا دوسرے کی گاڑی میں آئے اور اگر سفر اس کے پیشے کا مقدمہ ہوتو آخری سفر سے واپسی کے دوران احتیاط واجب کی بناپر نماز کو قصر کرکے بھی پڑھے اور پوری بھی پڑھےـ

تبلیغ و ہدایت یا امر بالمعروف و نہی عن المنکر اگر عرفا کسی شخص کا پیشہ اور کام شمار ہوجائے تو ان کاموں کے لئے سفر کے دوران اس مسافر کے حکم میں ہے جو اپنے پیشے اور کام کے لئے سفر کرتا ہے اور اگر کسی وقت تبلیغ اور ہدایت کے علاوہ کسی اور کام کے لئے سفر کرے تو اس سفر میں دوسرے مسافروں کی طرح اس کی نماز قصر ہوگیـ

8ـ حد ترخص

1ـ حد ترخص کو تشخیص دینے کا معیار یہ ہے کہ شہر کے آخری گھر سے اس قدر دور ہوجائے کہ لاوڈسپیکر کے بغیر شہر سے دی جانے والی متعارف اذان نہ سنے خواہ شہر کی دیوار یں دیکھے یا نہ دیکھےـ

2ـ حد ترخص کا معیار اس اذان کا سنائی دینا ہے جو معمولا بلند جگہ مثلا قدیمی مساجد کے میناروں سے اور شہر کے آخری حصے میں دی جاتی ہےـ

3ـ اگر شہر سے باہر اذان کی آواز سنے اور تشخیص دے کہ اذان ہی ہے لیکن جملوں کو تشخیص نہ دے سکے تو احتیاط واجب کی بناپر نماز کو قصر کرکے بھی پڑھے اور پوری بھی پڑھے مگر اس صورت میں جب اپنا سفر اس قدر جاری رکھے کہ اذان کی آواز بالکل نہ سنےـ

4ـ جو مسافر وطن سے خارج ہوتا ہے اور مسافت شرعی طے کرنے کا قصد رکھتا ہے اس کی نماز اس وقت قصر ہوگی جب حد ترخص تک پہنچے اسی طرح واپسی کے دوران جب اس حد تک پہنچ جائے توضروری ہے کہ نماز پوری پڑھےـ اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ حد ترخص اور شہر میں داخل ہونےکے درمیانی فاصلے میں نماز کو قصر کرکے بھی پڑھے اور پوری بھی پڑھےـ

5ـ احتیاط واجب کی بناپر مسافر کو چاہئے کہ حدترخص اور جس جگہ جانے کا قصد کیا ہے ان دونوں کے درمیان نماز میں جمع کرے (یعنی پوری بھی پڑھے اور قصر بھی) اور یا اس جگہ سے جاتے ہوئے حدترخص تک پہنچنے تک صبر کرے اور آتے ہوئے محل سکونت تک پہنچنے تک صبر کرے اسی طرح کوئی شخص تردد کی حالت کی میں کسی جگہ تیس دن قیام کرے تو اس جگہ سے جاتے ہوئے احتیاط کی بناپر قصر اور پوری دونوں انجام دے یا حدترخص تک پہنچنے تک صبر کرےـ

تمرین

1ـ نماز مسافر کی آٹھ شرائط کون کونسی ہیں؟ بیان کریںـ

2۔ حرام سفر سے کیا مراد ہے؟

3۔ آٹھ فرسخ کی مسافت شمار کرتے ہوئے شہر کے آخری حصے سے کیا مراد ہے؟

4۔ اس شخص سے کیا مراد ہے جس کا پیشہ سفر ہے؟ مثال کی روشنی میں بیان کریں۔

5۔ پہلے سفر سے مراد وطن سے نکلنےسے لے کر واپس آنے تک ہے یا منزل پر پہنچنے کے بعد پہلا سفر ختم ہوتا ہے؟

6۔ اگر حدترخص کی دو علامتوں (شہر کی اذان کا سنائی نہ دینا اور شہر کی دیواروں کا دکھائی نہ دینا) میں سے کوئی ایک ثابت ہوجائے تو کافی ہےیا نہیں؟

---

[1] لیکن اگر آٹھ فرسخ تک پہنچنے کے بعد اس کا قصد بدل جائے تو جو نمازیں قصر کرکے پڑھی ہیں، صحیح ہیں۔

سبق 52 : یومیہ نمازیں (18)
نماز مسافر ((2))

3۔ وہ چیزیں جو سفر کو ختم کردیتی ہیں

1۔ وطن سے گزرنا

2۔ کسی جگہ دس دن قیام کا قصد کرنا یا اس کا علم ہونا

3۔ کسی جگہ تردد کی حالت میں یا دس دن قیام یا قصد کئے بغیر تیس دن قیام کرنا

توجہ

جن چیزوں کی وجہ سے سفر ختم ہوجاتا ہے ان کو قواطع سفر کہتے ہیں

اگر کوئی مسافر وطن سے خارج ہونے کے بعد ایسے راستے سے عبور کرے کہ اپنے وطن کی اذان کی آواز سنائی دے تو جب تک اپنے وطن سے عبور نہ کیا ہو اس کی شرعی مسافت کے لئے کوئی حرج نہیں ہے اور اس کا سفر ختم نہیں ہوگاالبتہ جب تک وطن کی حدود اور حد ترخص کے درمیان ہے اس پر مسافر کا حکم جاری نہیں ہوگا۔

4۔ وطن کی اقسام

1۔ وطن کی دو قسمیں ہیں ؛

اصلی وطن : وہ جگہ جہاں اس شخص نے اپنی زندگی کے شروع سے زیادہ حصہ (بچپن اور نوجوانی) گزارا ہو اور نشو و نما پایا ہو۔

اختیاری وطن: اختیاری وطن وہ جگہ ہے جو پہلے انسان کا وطن نہیں تھا بلکہ بعد میں وطن اور سکونت کی جگہ کے طور پر انتخاب کیا ہو خواہ اصلی وطن کو چھوڑا ہو یا نہ ہو۔

اگر کوئی شخص کسی جگہ تقریبا دس سال رہنے کا قصد کرے تو بعید نہیں ہے کہ عرف کی نظر میں اختیاری وطن کہلانے کے لئے کافی ہو۔

2۔ جس جگہ کو انسان ایک یا دو سال زندگی گزارنے کے لئے انتخاب کرتا ہے عرفا وطن نہیں ہے لیکن اس کو مسافر بھی نہیں کہا جائے گا بنابراین دس دن قیام کا قصد نہ کرے تو بھی اس کی نماز پوری ہوگی۔

3۔ کسی شہر میں صرف پید اہونا باعث نہیں بنتا ہے کہ وہ اس کا اصلی وطن بن جائے بلکہ لازم ہے کہ زندگی کے شروع سے زیادہ عرصہ (بچپن اور نوجوانی) اس شہر میں رہے اور نشو ونما پایا ہو مثلا کوئی شخص کسی جگہ پیدا ہوجائے اور پیدائش کے بعد اس جگہ نشو و نما نہ پائے تو اس کا اصلی وطن شمار نہیں ہوگا بلکہ اس کا اصلی وطن وہ جگہ ہے جہاں پیدائش کے بعد قیام کیا ہو اور زندگی کے آغاز سے زیادہ عرصہ نشو و نما پایا ہو۔

4۔ کسی جگہ کے اختیاری وطن کے لئے تین شرائط لازم ہیں ؛

الف ہمیشہ کے لئے یا طویل مدت (اگرچہ سال میں کچھ مہینوں کے لئے ہی کیوں نہ ہو) یا مدت تعیین کئے بغیر زندگی کرنے کا یقینی ارادہ کرے۔

ب۔ کسی مخصوص اور معین شہر اور آبادی کو وطن بنانے کا قصد رکھتا ہو بنابراین کسی ملک کو وطن قرار نہیں دے سکتے ہیں۔

ج۔ وطن بنانے کے لوازمات کی فراہمی کا کام انجام دے جو معمولا کسی جگہ کو وطن بناتے ہوئے انجام دیتے ہیں (مثلا گھر تیار کرنا اور کاروبار یا کام کو شروع کرنا) اس صورت میں اگرچہ کچھ مدت نہ رہے پھر بھی وطن کہلائے گا چنانچہ وطن بنانے کے لوازمات فراہم نہ کرے تو ایک مدت (مثلا ایک یا دو مہینے) تک رہنا چاہئے تاکہ وطن کہا جائے۔

5۔ جدید وطن میں گھر وغیرہ کا مالک ہونا شرط نہیں ہے۔

6۔ انسان کے لئے دو اصلی وطن ہونا ممکن ہے بنابراین جو قبائل ہمیشہ یا کئی سال تک صحراسے شہر یا شہر سے صحرا میں منتقل ہوتے رہتے ہیں تاکہ سال کے چند ایام ایک جگہ اور چند ایام دوسری جگہ گزاریں اور دونوں جگہوں کو ہمیشہ یا کئی سال زندگی گزارنے کے لئے انتخاب کیا ہے، دونوں ان کے لئے اصلی وطن ہیں اور دونوں جگہوں میں ان پر وطن کا حکم جاری ہوگا اور اگر ان دونوں جگہوں کا درمیانی فاصلہ شرعی مسافت کی مقدار میں ہوتو ایک

سے دوسری سفر کے دوران دوسرے مسافروں کے حکم میں ہیں۔

7۔ ایک ہی وقت میں دو یا تین وطن ہونا اشکال نہیں ہے اس طرح کہ ہر ایک میں گھر ہو جہاں سال میں کئی مہینے رہتا ہو لیکن ایک ہی وقت میں تین سے زیادہ وطن ہونا محل اشکال ہے۔

2۔ وطن کو ترک کرنا

1۔ وطن میں واپس نہ آنے کے مصمم ارادے کے ساتھ وہاں سے خارج ہونے اور اسی طرح واپسی ممکن نہ ہونے پر علم یا اطمینان ہوتو وطن کو ترک کرنا ثابت ہوتا ہے۔

2۔اگر کوئی طویل مدت مثلا چالیس یا پچاس سال وطن سے باہر زندگی گزارے اور اس مدت کے دوران وطن واپس آنے کا سوچا بھی نہیں تو اس صورت میں بعید نہیں کہ طویل مدت تک وطن کو ترک کرنا اس کو چھوڑنے کے حکم میں ہو اور دس دن قیام کا قصد نہ کرنے کی صورت میں اس کی نماز قصر ہوجائے۔

3۔ جب تک انسان اپنے وطن کو ترک نہ کرے وہاں اس کے لئے وطن کا حکم ہوگا اور اس کی نماز پوری ہوگی لیکن وطن کو ترک کرنے کے بعد وہاں وطن کا حکم جاری نہیں ہوگا مگر یہ کہ دوبارہ ہمیشہ یا طویل مدت (اگرچہ سال میں کچھ مہینوں کے لئے کیوں نہ ہو) یا مدت کو تعیین کئے بغیر وہاں زندگی کرنے کا مصمم ارادہ کرےاس شرط کے ساتھ کہ وہاں زندگی کرنے کے لوازامات فراہم کرے یا کچھ مدت قیام کرے۔

3۔ عورت اور فرزند کا وطن اور ترک وطن میں تابع ہونا

1۔ صرف زوجیت باعث نہیں بنتی ہے کہ جبری تابع بن جائے ۔عورت کے لئے ممکن ہے وطن کو انتخاب کرنے اور اس کو ترک کرنے میں اپنے شوہر کی تابع نہ ہو بنابراین کسی جگہ کا شوہر کا وطن ہونا باعث نہیں بنتا کہ بیوی کا بھی وطن بن جائے اور وہاں اس پر وطن کے احکام جاری ہوں۔

2۔ عورت کا فقط شادی کرنا اور کسی دوسرے شہر میں شوہر کے گھر جانا اپنے شہر کو ترک کرنے کا باعث نہیں ہے بنابراین جس عورت نے دوسرے شہر کے کسی مرد سے شادی کی ہو جب اپنے باپ کے گھر میں جائے تو جب تک اصلی وطن کو ترک نہ کیا ہو وہاں اس کی نماز پوری ہوگیـ

3۔ اگر عورت وطن کو انتخاب کرنے اور ترک کرنے میں اپنے شوہر کی تابع ہوتو شوہر کا قصد کافی ہے اور شوہراس کے ساتھ جس شہر کو ہمیشہ زندگی کرنے کے لئے وطن بنانے کے قصد سے جائے اس کا بھی وطن شمار ہوگا اسی طرح اگر شوہر ان کے مشترکہ وطن کو ترک کرے یا اس کو چھوڑ کر دوسری جگہ چلاجائے تو اس کا بھی ترک وطن شمار ہوگا۔

4۔ اگر بچے زندگی گزارنے اور فیصلہ سازی میں مستقل اور آزاد نہ ہوں یعنی طبیعتا باپ کے تابع ہوں تو سابق وطن کو ترک کرنے اور جدید وطن کو انتخاب کرنے میں جہاں زندگی گزارنے کے لئے گئے ہیں، باپ کے تابع ہیں بنابراین اگر کوئی باپ کی پیروی میں اپنے وطن سے ہجرت کرکے دوسرے شہر جائے اور باپ واپس نہ آنے کا قصد رکھتا ہو تو وہ شہر اب اس کے لئے وطن کے حکم میں نہیں ہے بلکہ باپ کا جدید وطن اس کا بھی وطن ہوگا۔

5۔ اگر بچے فیصلہ سازی اور زندگی گزارنے میں آزاد ہوں تو وطن کے احکام میں ماں باپ کے تابع نہیں ہیں۔

تمرین

1۔ قواطع سفر (سفر ختم کرنے والی چیزیں) کون کونسی ہیں؟

2۔اصلی اور اختیاری وطن (وطن دوم) میں کیا فرق ہے؟

3۔ اختیاری وطن کی شرائط بیان کریں۔

4۔ کیا ایک سے زیادہ وطن ہونا ممکن ہے: مثال کی روشنی میں بیان کریں۔

5۔ وطن کو ترک کرنے کا کیا مطلب ہے؟

6۔ اگر کوئی مرد دوسرے شہر سے تعلق رکھنے والی عورت سے شادی کرے تو عورت اپنے باپ کے گھر جانے کی صورت میں اس کی نماز قصر ہوگی یا پوری؟

سبق 53 : یومیہ نمازیں (19)
نماز مسافر ((3))

5۔ دس دن قیام کا قصد

1۔ اگر مسافر کسی جگہ کم از کم دس دن[1] مسلسل رہنے کا قصد کرے یا جانتا ہو کہ مجبورا اس جگہ اتنی مدت رہنا پڑے گا تو نماز کو پوری پڑھنا چاہئے (فقہی اصطلاح میں اس کو ((قصد اقامت)) کہتے ہیں) لیکن اگر دس دن سے کم قیام کا قصد کرے تو دوسرے مسافروں کے حکم میں ہے بنابراین فوج میں خدمات انجام دینے والے سپاہی اگر کسی جگہ (مثلا چھاونی یا سرحدی علاقے وغیرہ میں) دس دن یا اس سے زیادہ قیام کا قصد کریں یا جانتے ہوں کہ (اگرچہ مجبوری میں کیوں نہ ہو) دس دن یا اس سے زیادہ اس جگہ رہیں گے تو واجب ہے کہ اپنی نماز پوری پڑھیں۔

توجہ

اگر کوئی شخص جانتا ہو کہ کسی جگہ دس قیام نہیں کرے گا تو دس دن قصد کرنے کا کوئی معنی اور اثر نہیں ہوگا اور اس جگہ نماز کو قصر پڑھنا چاہئے مثلا اگر کوئی حضرت امام رضاؑ کی زیارت کے لئے سفر کرے اور جانتا ہو کہ وہاں دس دن سے کم قیام کرے گا اس کے باوجود نماز پوری پڑھنے کے لئے دس دن قیام کا قصد کرے تو اس کی نماز قصر ہوگی۔

2۔ قصد اقامت کسی ایک جگہ (شہر یا دیہات وغیرہ میں) ہونا چاہئے اور دو جگہوں میں قصد اقامت نہیں کرسکتے ہیں بنابراین اگر کوئی شخص دو جگہوں میں تبلیغ کرتا ہو اور عرف کی نظر میں دو جگہ شمار ہوجائے تو ان میں سے کسی ایک میں قصد اقامت کرے ۔ اگر دونوں میں قصد اقامت کرے اس طرح کہ چند دن ایک جگہ اور چند دن دوسری جگہ رہنے کا قصد کرے کہ مجموعی طور پر دس دن ہوجائیں تو اقامت شمار نہیں ہوگا اور دونوں جگہوں میں نماز کو قصر پڑھنا چاہئے۔

توجہ

اگر کسی شہر کے محلے ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں کہ عرفا مستقل محلے شمار ہوجائیں چنانچہ کوئی مسافر اس شہر کے کسی محلے میں اقامت کا قصد کرے تو شہر کے دوسرے محلوں میں جانا اگرچہ قصد اقامت والے محلے سے شرعی مسافت کے برابر فاصلہ ہو پھر بھی قصد اقامت اور اس کے حکم کے لئے کوئی ضرر نہیں پہنچائے گا۔

3۔ اگر قصد اقامت کے وقت مصمم ارادہ تھا کہ دس دنوں کے دوران محل اقامت سے خارج ہوجائے اور چار فرسخ سے کم مسافت تک جائے[2] چنانچہ اتنی مقدار میں خارج ہونے کا قصد رکھتا ہو جو عرفا کسی جگہ دس دن رہنے سے منافات نہ رکھتا ہو مثلا اس مدت میں دو تین دفعہ اور ہر مرتبہ حداکثر آدھا دن خارج ہونا چاہتا ہو تو اس کے قصد اقامت میں کوئی اشکال پیدا نہیں ہوگا اور اس کی نماز پوری ہوگی۔

4۔ اگر مسافر قصد اقامت کرتے ہوئے ارادہ رکھتا ہو کہ دس دنوں کے دوران (اگر ایک مرتبہ چند منٹ کے لئے) چار فرسخ یا اس سے زیادہ جائے تو اقامت ثابت نہیں ہوگی اور نماز کو قصر پڑھنا چاہئے۔

5۔ اگر مسافر کسی جگہ اقامت کا قصد کرے اور ایک چار رکعتی نماز (ظہر، عصر یا عشا) پڑھنے سے پہلے اقامت سے منحرف یا تردد کا شکار ہوجائے تو اقامت ثابت نہیں ہوگی اور جب تک وہاں ہے نماز کو قصر پڑھے لیکن قصد اقامت کے بعد حداقل ایک چار رکعتی نماز پڑھے تو اقامت ثابت ہوگی اور اس کے بعد اقامت سے انحراف یا تردد کا کوئی اثر نہیں ہوگا بنابراین جب تک وہاں ہے اور جدید سفر شروع نہ کیا ہو نماز پوری پڑھنا چاہئے (اگرچہ اقامت ثابت ہونے کے بعد صرف ایک دن قیام کرے)

6۔ اقامت ثابت ہونے کے بعد چار فرسخ سے کم مقدار کے لئے خارج ہونا (اگرچہ ایک دن یا اس سے زیادہ کے لئے کیوں نہ ہو) کوئی اشکال نہیں رکھتا ہے اور قصد اقامت میں کوئی خلل ایجاد نہیں کرتا ہے، خواہ ابتدائی دس دنوں کے اندر ہو خواہ اس کے بعد۔ چنانچہ دوبارہ محل اقامت میں واپس آنے کا قصد رکھتا ہو (اس عنوان سے کہ محل اقامت ہے) تو رفت و آمد کے راستے اور منزل مقصود اور محل اقامت میں اس کی نماز پوری ہوگی لیکن اگر چار شرعی فرسخ کے برابر خارج ہوجائے تو دوسرے مسافروں کے حکم میں ہے بنابراین اگر کسی شہر میں قصد اقامت کے بعد دوسرے شہر میں جائے جس کا اقامت والے شہر سے فاصلہ چار شرعی فرسخ کے برابر ہوتو سابق قصد اقامت ختم ہوگا اور محل اقامت میں واپسی کے بعد دوبارہ قصد کرنا چاہئے۔

7۔ عورت اور بچے کے بارے میں وطن کے حوالے سے جو احکام بیان کئے گئے ہیں، قصد اقامت کے حوالے سے بھی جاری ہوں گے۔

6۔ کسی جگہ تردد کی حالت میں اور دس دن قیام کے قصد کے بغیر تیس دن قیام کرے

1۔ اگر مسافر آٹھ فرسخ طے کرنے کے بعد کسی جگہ ٹھہر جائے اور نہیں جانتا ہو کہ کتنے دن ٹھہرے گا (دس دن یا اس سے کم) تو جب تک اس حالت میں ہے نماز قصر پڑھنا چاہئے لیکن تیس دن گزرنے کے بعد نماز پوری پڑھنا چاہئے اگرچہ اسی روز واپس آنا چاہے۔

2۔ اگر کوئی مسافر کسی جگہ دس دن سے کم قیام کا ارادہ کرے چنانچہ اس مدت کے بعد جانے کے ارادے سے منحرف ہوجائے اور دوبارہ دس دن سے کم مثلا ایک ہفتہ رہنے کا ارادہ کرے اسی ترتیب سے اس کا قیام ایک مہینے تک طول پکڑے تو اس صورت میں گذشتہ مسئلے کی طرح اکتیسویں دن سے اس کی نماز پوری ہوگیـ

7۔ بڑے شہر

مسافر کے احکام، وطن بنانے اور دس دن قیام کے قصد میں بڑے شہروں اور معمولی شہروں کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے اور کسی بڑے شہر میں وطن بنانے کے قصد سے وہاں رہنے کے لوازمات کی فراہمی یا ایک مدت تک وہاں رہنے سے اس پورے شہر پر وطن کا حکم جاری ہوگا اسی طرح اگر ایسے شہر میں دس دن قیام کا قصد کرے تو نماز پوری ہونے کا حکم اس شہر کے تمام محلوں میں جاری ہوگا خواہ کسی خاص محلے کو وطن بنانے یا قیام کرنے کا قصد کیا ہو یا نہ کیا ہو۔

8۔ نماز مسافر کے احکام

1۔ اگر کوئی مسافر جانتا ہوں کہ شرائط کی موجودگی میں نماز قصر ہوتی ہے اسی طرح جانتا ہو کہ اس کے سفر میں وہ شرائط موجود ہیں چنانچہ نماز پوری پڑھے تو اس کی نماز باطل ہے ،خواہ وقت کے اندر ہو یا بعد اس کو قصر کی صورت میں دوبارہ پڑھنا چاہئے۔

2۔ اگر کوئی فراموش کرے کہ مسافر کو نماز قصر کرکے پڑھنا چاہئے یا سفر میں ہونے کو ہی بھول جائے اور نماز پوری پڑھے تو چنانچہ وقت کے اندر یاد آئے تو نماز کو دوبارہ پڑھے اور اگر دوبارہ نہ پڑھے تو اس کی قضا واجب ہے لیکن اگر وقت کے بعد یاد آئے تو اس نماز کی قضا نہیں ہے۔

3۔ اگر مسافر نہیں جانتا ہو کہ سفر میں نماز قصر ہوتی ہے اور اپنے وظیفے کے برعکس نماز پوری پڑھے اگر جاہل قاصر[3] ہے تو حکم کو جاننے کے بعد نماز دوبارہ پڑھنا یا قضا لازم نہیں ہے اور اگر جاہل مقصر[4] ہے تو حکم کو سیکھنے میں کوتاہی کی وجہ سے گناہ کیا ہے اور حکم کو جاننے کے بعد وقت کے اندر نماز کو دوبارہ پڑھے اور وقت کے بعد ہو تو قضا کرے۔

4۔ اگر سفر کے دوران نماز کے حکم سے واقف ہو لیکن حکم کی خصوصیات سے جاہل ہونے کی وجہ سے نماز پوری پڑھے تو اس صورت میں احتیاط واجب یہ ہے کہ اگر وقت کے اندر متوجہ ہوجائے تو دوبارہ پڑھے اور اگر وقت کے بعد متوجہ ہوجائے تو اس کی قضا کرے مثلا جانتا ہو کہ سفر میں نماز قصر ہوتی ہے لیکن یہ نہیں جانتا ہو کہ قصد اقامت کے بعد ایک چار رکعتی نماز پڑھنے سے پہلے اپنے قصد سے منحرف ہونے کی صورت میں نماز قصر ہوتی ہے اور (اس خصوصیت سے جاہل ہونے کی وجہ سے) نماز پوری پڑھے۔

5۔ جس مسافر کا وظیفہ نماز پوری پڑھنا ہو چنانچہ اپنے وظیفے کے برعکس نماز قصر پڑھے تو اس کی نماز باطل ہے اور اس حکم میں علم، عمدا، فراموشی اور حکم یا موضوع سے جاہل ہونے میں کوئی فرق نہیں ہے مگر اس مورد میں جو اگلے مسئلے میں بیان کیا جائے گا۔

6۔ اگر مسافر کسی جگہ دس دن قیام کرنا چاہے چنانچہ حکم سے جاہل ہونے کی وجہ سے نماز قصر پڑھے تو اس کی نماز صحیح ہے لیکن موضوع سے جاہل ہونے یا فراموشی کی وجہ سے قصر پڑھے تو اس کی نماز باطل ہے اور اپنی نماز کو دوبارہ پڑھے۔

تمرین

1۔ اس سپاہی کی نماز کا کیا حکم جو کسی جگہ اختیار کے بغیر دس دن سے زیادہ قیام کرتا ہے؟

2۔ اگر کوئی حضرت امام رضاؑ کی زیارت کے لئے سفر کرے اور دس دن سے کم قیام کا علم ہونے کے باوجود نما ز پوری پڑھنے کے لئے قصد اقامت کرے تو کیا حکم ہے؟

3۔ کیا اقامت کا قصد کرنے کے دوران محل اقامت سے چار فرسخ سے کم کسی جگہ خارج ہونے کی نیت کرسکتے ہیں یا نہیں؟

4۔ کتنی چیزوں سے اقامت ثابت ہوتی ہے؟ وضاحت کریں۔

5۔ اگر کوئی کسی جگہ سفر کرے اور نہیں جانتا ہو کہ کتنے دن وہاں قیام کرے گا تو کس طرح نماز پڑھے گا؟

6۔ مسافر کے احکام میں چھوٹے اور بڑے شہروں کے درمیان کوئی فرق ہے یا نہیں؟

[1] دن کی تعیین کا معیار عرف ہے جوکہ طلوع آفتاب سے لے کر غروب آفتاب تک ہے

[2] یعنی شرعی مسافت سے کم مقدار تک خارج ہونا اور دس دن قصد اقامت دونوں ساتھ ہوں۔

[3] یعنی وہ شخص جو حکم کو نہیں جانتا ہو اور اپنی جہالت کی طرف متوجہ نہ ہو

[4] یعنی وہ شخص جو اپنی جہالت کی طرف متوجہ ہو اور اس کو برطرف کرنا ممکن ہونے کے باوجود برطرف نہیں کرتا ہو

سبق 54 : یومیہ نمازیں (20)
(قضا نماز) نماز اجارہ، ماں باپ کی قضا نماز

15۔ قضا نماز

1۔اگر کوئی واجب نماز کو اس کے وقت میں بجا نہ لائے تو اس کی قضا بجالانا چاہئے اگرچہ پورے وقت کے دوران نیند میں رہا ہو یا بیماری یا مست ہونے کی وجہ سے نماز نہ پڑھی ہو لیکن اگر کوئی پورے وقت کے دوران بے اختیار بے ہوش رہا ہو تو اس پر قضا واجب نہیں ہے۔ اسی طرح کافر مسلمان ہوجائے اور عورت نماز کے پورے وقت میں حیض یا نفاس کی حالت میں رہی ہو (تو نماز کی قضا واجب نہیں) لیکن مرتد یعنی وہ مسلمان جو اسلام سے پھرگیا ہو اگر دوبارہ اسلام قبول کرے تو ارتداد کے زمانے کی نماز کی قضا کرنا چاہئے۔

2۔ اگر وقت کے بعد معلوم ہوجائے کہ جو نمازپڑھی تھی، باطل تھی تو اس کی قضا کرنا چاہئے مثلا حکم شرعی سے جاہل ہونے کی وجہ سے غسل کو اس طرح انجام دیا ہو کہ شرعا باطل ہوجائے تو اس حالت میں حدث اکبر کے ساتھ جتنی نمازیں پڑھی ہیں سب کی قضا اس پر واجب ہے۔

3۔ ان نمازوں کی قضا واجب ہے جن کو ترک کرنے یا باطل ہونے کا یقین ہو پس اگر بعض نمازوں کو ترک کرنے یا باطل ہونے کا شک یا گمان ہوتو ان کی قضا واجب نہیں ہے۔

4۔ قضا نماز میں ترتیب واجب نہیں ہے صرف اس صورت میں (واجب ہے) جب ایک ہی دن کی نماز ظہر و عصر اور مغرب و عشا ہو ۔ اسی طرح نماز کی ترتیب کو یقینی بنانے کے لئے تکرار کرنا لازم نہیں ہے بنابراین اگر کوئی ایک سال کی قضا نماز پڑھنا چاہے تو اس ترتیب کے ساتھ پڑھ سکتا ہے مثلا پہلے بیس مرتبہ نماز صبح، اس کے بعد نماز ظہر اور عصر میں سے ہر ایک کو ترتیب کے ساتھ بیس مرتبہ اس کے بعد نماز مغرب و عشا کو ترتیب کے ساتھ بیس مرتبہ پڑھے اسی طرح ایک سال پورا ہونے تک اس سلسلے کو جاری رکھے اسی طرح کسی نماز سے شروع کرے اور یومیہ پانچ نمازوں کی ترتیب کے مطابق باقی نمازوں کو بھی اسی سلسلے میں پڑھے۔

5۔ اگر کئی نمازیں قضا ہوئی ہوں اور تعداد معلوم نہ ہو مثلا معلوم نہ ہو کہ دو نمازیں قضا ہوئی ہیں یا تین تو کم تعداد کے مطابق پڑھنا کافی ہے (یعنی جتنی مقدار کے قضا ہونے کا یقین ہے)

6۔ اگر کوئی شخص تین مرتبہ غسل جنابت انجام دے مثلا مہینے کی بیسویں، پچیسویں اور ستائیسویں تاریخ کو غسل کرے اور بعد میں یقین ہوجائے کہ ان میں سے کوئی ایک غسل باطل ہوا ہے تو احتیاط واجب کی بناپر نمازوں کی اس طرح قضا بجالائے کہ بری الذمہ ہونے پر یقین ہوجائے۔

7۔ نوافل اور مستحب نمازیں قضا نمازوں کی متبادل نہیں ہوسکتی ہیں اور اگر کسی کے ذمے قضا نماز ہے تو اس کو قضا نماز کی نیت کے ساتھ بجالانا واجب ہے۔

8۔ جو لوگ موجودہ حالت میں قضا ہونے والی تمام نمازوں کی قضا بجالانے پر قادر نہ ہوں ان پر واجب ہے کہ اپنی توانائی کے مطابق قضا بجالائیں اور جتنی ان کی قدرت سے باہر ہیں ان کے بارے میں وصیت کریں۔

9۔ اگر کسی کے ذمے قضا نماز ہوتو ادا نماز پڑھ سکتا ہے لیکن احتیاط واجب یہ ہے کہ اگر صرف ایک قضا نماز ہے تو پہلے قضا بجالائے مخصوصا اگر قضا نماز اسی دن سے تعلق رکھتی ہو۔

2۔ نماز اجارہ

1۔ زندہ شخص کی قضا نماز کو دوسرا شخص بجا نہیں لاسکتا ہے اگر وہ قضا بجالانے سے عاجز ہو لیکن اس کے مرنے کے بعد کوئی مانع نہیں ہے اور مکلف شخص جب تک زندہ ہے اپنی واجب نمازوں کوجس طرح بھی ممکن ہو خود بجالائےاور نائب کی نماز اس کے لئے کافی نہیں ہےخواہ اجرت کےساتھ ہو یا اجرت کے بغیر۔

2۔ اجارے کی نماز میں میت کی خصوصیات کو ذکر کرنا لازم نہیں ہے اور فقط ایک دن کی نماز ظہر و عصر اور ایک دن کی نماز مغرب و عشا کے درمیان ترتیب کی رعایت شرط ہے۔ اگر عقد اجارہ میں اجیر کے لئے کسی خاص کیفیت کی شرط نہیں رکھی گئی ہو (مثلا مسجد میں یا کسی مخصوص وقت میں پڑھنے کی شرط نہ رکھی گئی ہو) تو اجیر پر فقط لازم ہے کہ نماز کو اس کے واجبات کے ساتھ بجالائے۔

3۔ ماں باپ کی قضا نماز

1۔ بڑے بیٹے پر باپ کی قضا نمازیں اور احتیاط واجب کی بناپر ماں کی قضا نمازیں ان کے مرنے کے بعد واجب ہیں۔

2۔ اگر ماں باپ نے بالکل نماز نہ پڑھی ہو تو احتیاط واجب کی بناپر اس صورت میں بھی بڑے بیٹے پر نمازوں کی قضا واجب ہے۔

3۔ بڑے بیٹے سے مراد وہ سب سے بڑا بیٹا ہے جو ماں باپ کے مرنے کے بعد بقید حیات ہو بنابراین اگر بڑا بیٹا (بالغ ہو یا نابالغ) ماں باپ سے پہلے مرجائے تو ماں باپ کی نمازوں کی قضا اس بڑے بیٹے پر واجب ہے جو ان کی وفات کے وقت زندہ ہو۔

4۔ ماں باپ کی نمازوں کی قضا واجب ہونے کا معیار یہ ہے کہ بیٹا دوسرے بیٹوں سے بڑا ہو بنابراین اگر میت کی اولاد میں بیٹی سب سے بڑی ہواور اس کے بعد دوسرا فرزند بیٹا ہو تو ماں باپ کی نمازوں کی قضا بیٹے پر واجب ہے جو دوسرا فرزند ہے۔

5۔ اگر کوئی دوسرا شخص ماں باپ کی نمازوں کی قضا بجالائے تو بڑے بیٹے سے ساقط ہے۔

6۔ بڑے بیٹے پر اتنی مقدار نمازوں کی قضا بجالانا واجب ہے جتنی مقدار پر یقین ہو اور اگر نہیں جانتا ہو کہ ماں باپ سے نماز قضا ہوئی ہے یا نہیں تو اس پر کچھ واجب نہیں ہے اور تحقیق و جستجو بھی لازم نہیں ہے۔

7۔ بڑے بیٹے پر واجب ہے کہ ماں باپ کی قضا نمازوں کو جس طرح ممکن ہو بجالائے اور اس کو بجالانے سے عاجز ہو تو اس کے ذمے کچھ نہیں ہے۔

8۔ اگر کسی کے ذمے اپنی قضا نماز ہو اور ماں باپ کی نمازوں کی قضا بھی اس پر واجب ہو تو ان کو بجالانے میں اختیار ہے یعنی جس کو پہلے انجام دے صحیح ہے۔

9۔ اگر ماں باپ کی وفات کے بعد بڑا بیٹا مرجائے تو دوسروں پر کچھ واجب نہیں ہے بنابراین ماں باپ کی نمازوں کی قضا بڑے بیٹے کے بیٹے یا بھائی پر واجب نہیں ہے۔

تمرین

1۔ کافر کچھ مدت کے بعد اسلام لائے تو جو نمازیں نہیں پڑھی ہیں ان کی قضا واجب ہے یا نہیں؟

2۔ کسی کے ذمے قضا نماز ہو اور مستحب نماز پڑھنا چاہے تو کیا قضا نماز شمار ہوجائے گی؟

3۔ کیا اجارے کی نماز میں میت کی خصوصیات کو ذکر کرنا شرط ہے؟

4۔ اگر باپ نے بالکل نماز نہیں پڑھی ہو تو بڑے بیٹے پر تمام نمازوں کی قضا واجب ہے؟

5۔ بڑے بیٹے سے کیا مراد ہے؟

6۔ اگر بڑے بیٹے کے ذمے اپنی قضا نماز ہو اور ماں باپ کی نماز بھی اضافہ ہوجائے تو کس کو مقدم کیا جائے گا؟

سبق 55: نماز آیاتـ عید فطر اور عید قربان کی نماز

1ـ نماز آیات

1ـ نماز آیات واجب ہونے کے شرعی اسباب

نماز آیات چار صورتوں میں واجب ہوتی ہے

1ـ سورج گرہن اگرچہ کم مقدار میں کیوں نہ ہو

2ـ چاند گرہن اگرچہ کم مقدار میں کیوں نہ ہو

3ـ زلزلہ

4ـ ہر غیر معمولی آسمانی حادثہ جو لوگوں کی اکثریت کے خوف کا باعث بنے مثلا سیاہ اور سرخ آندھی اور آسمانی بجلی

توجہ

سورج گرہن، چاند گرہن اور زلزلہ کے علاوہ میں وہ حادثہ لوگوں کی اکثریت کے لئے خوف اور وحشت کا باعث ہونا چاہئے ۔ اگر حادثہ خوف ایجاد نہ کرے یا بعض لوگ ڈر اور وحشت کا شکار ہوجائیں تو نماز آیات واجب ہونے کا باعث نہیں ہے۔

نماز آیات ان لوگوں پر واجب ہوتی ہے جو حادثہ واقع ہونے والے شہر میں رہتے ہیں۔

اگر مرکز زلزلہ پیمائی کی جانب سے اعلان کیا جائے کہ زلزلے کے چھوٹے جھٹکے وقوع پذیر ہوں گے جو صرف زلزلہ پیمائی کے آلات کے ذریعے محسوس کئے جاسکتے ہیں چنانچہ اس جگہ رہنے والے لوگ بالکل محسوس نہ کریں تو نماز آیات واجب نہیں ہے۔

ہر شدید یا ہلکی نوعیت کے زلزلے کے لئے یہاں تک کہ پس زلزلہ (آفٹر شاک) اگر مستقل زلزلہ شمار کیا جائے تو الگ الگ نماز آیات ہے۔

نماز آیات کا وقت

1ـ سورج گرہن اور چاند گرہن میں نماز آیات اس وقت واجب ہوتی ہے جب سورج یا چاند کو گرہن لگنا شروع ہوجائےاور احتیاط واجب کی بناپر نماز آیات پڑھنے میں اتنی تاخیر نہ کی جائے کہ گرہن سے باہر آنا شروع ہوجائے۔

2ـ اگر مکلف نماز آیات پڑھنے میں اتنی تاخیر کرے کہ سورج یا چاند گرہن سے نکلنا شروع کریں تو ضروری ہے کہ نماز کو ادا یا قضا کی نیت کے بغیر (مافی الذمہ کی نیت سے) قصد قربت کے ساتھ بجالائے لیکن اگر گرہن مکمل ختم ہونے تک تاخیر کرے تو ضروری ہے کہ نماز کو قضا کی نیت سے بجالائے۔

3ـ جب زلزلہ ، گرج چمک وغیرہ (جس کا وقت مختصر ہوتا ہے) رونما ہوجائے تو احتیاط کی بناپر ہر مکلف کو چاہئے کہ فورا نماز آیات پڑھے اور اگر تاخیر کرے تو مرنے تک اس نماز کو ادا اور قضا کی نیت کے بغیر (مافی الذمہ کی نیت سے) بجالائے۔

4ـ اگر کوئی شخص سورج گرہن یا چاند گرہن کے دوران بالکل متوجہ نہ ہوجائے اور ختم ہونے کے بعد علم ہوجائے تو چنانچہ پورے سورج یا پورے چاند کو گرہن لگا تھا تو ضروری ہے کہ نماز آیات قضا بجالائے لیکن اگر صرف کچھ حصے کو گرہن لگا تھاتو اس پر قضا واجب نہیں ہے۔

5ـ جو شخص سورج گرہن اور چاند گرہن کے بارے میں وقت کے اندر مطلع ہواتھا لیکن نماز آیات (اگرچہ فراموشی کی وجہ سے ہی کیوں نہ ہو) نہ پڑھی ہو تو ضروری ہے کہ اس کی قضا بجالائے اگر چہ پورے چاند یا سورج کو گرہن نہ لگا ہو۔

6ـ اگرکوئی شخص (چاند گرہن اور سورج گرہن کے علاوہ) دوسرے حوادث کے بارے میں وقت کے اندر مطلع ہوجائے اور نماز آیات کو اگرچہ فراموشی کے نتیجے میں ہی کیوں نہ ہو، نہ پڑھے تو ضروری ہے کہ نماز آیات پڑھے اور اگر وقت کے اندر مطلع نہ ہوجائے اور حادثے کے بعد علم ہوجائے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ نماز آیات کو پڑھے۔

نماز آیات کی کیفیت

نماز آیات دو رکعت ہیں ۔ ہر رکعت میں پانچ رکوع اور دو سجدے ہیں اور کئی طریقوں سے بجالاسکتے ہیں ؛

1۔ پہلا طریقہ: نیت اور تکبیر ہ الاحرام کہنے کے بعد الحمد اور سورہ پڑھے اس کے بعد رکوع کرے پھر سر اٹھا کر دوبارہ الحمد اور سورہ پڑھے اور رکوع میں جائے پھر رکوع سے سر اٹھائے اور الحمد اور سورہ پڑھے اور رکوع میں جائے اور اسی طرح جاری رکھے کہ ایک رکعت میں پانچ مرتبہ رکوع پورا ہوجائے کہ ہر رکوع سے پہلے الحمد اور سورہ پڑھا جائے اور اس کے بعد سجدے میں جائے اور دو سجدے بجالانے کے بعددوسری رکعت کے لئے قیام کرے اور دوسری رکعت کو بھی پہلی رکعت کی طرح بجالائے اور دو سجدے بجالائے اور تشہد اور سلام پڑھے۔

2۔ دوسرا طریقہ: نیت اور تکبیرہ الاحرام کے بعد الحمد اور سورہ کا ایک حصہ (ایک آیت یا اس سے کم یا زیادہ) پڑھے اور رکوع میں جائے (احتیاط واجب کی بناپر بِسْمِ اللهِ الرَّحْمنِ الرَّحِيمِ کو سورے کا حصہ شمار کرکے اس کے ساتھ رکوع بجانہیں لایا جاسکتا ہے) اور رکوع سے سر اٹھانے کے بعد الحمد پڑھے بغیر سورے کا دوسرا حصہ پڑھے اور دوسرے رکوع میں جائے ۔ رکوع سے سر اٹھانے کے بعد اسی سورے کا تیسرا حصہ قرائت کرے اور اسی طرح پانچویں رکوع تک جاری رکھے کہ ہر رکوع سے پہلے جس سورے کا ایک حصہ پڑھا ہے، آخری رکوع سے پہلے وہ سورہ ختم ہوجائے اس کے بعد پانچویں رکوع کو بجالائے اور سجدے میں جائے ۔ دونوں سجدوں کے بعد دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہوجائے اور الحمد اور کسی سورے کا ایک حصہ قرائت کرے اور رکوع میں جائے اور اسی طرح پہلی رکعت کی طرح انجام دے اور تشہد اور سلام پڑھے۔

3۔ تیسراطریقہ: ایک رکعت کو گذشتہ طریقوں میں سے کسی ایک کے مطابق اور دوسری رکعت کو دوسرے طریقے کے مطابق بجالائے۔

4۔ چوتھا طریقہ: جس سورے کا ایک حصہ پہلے رکوع سے پہلےقیام میں پڑھا ہے اس کو دوسرے، تیسرے یا چوتھے رکوع سے پہلے پورا کرے اس صورت میں رکوع سے سر اٹھانے کے بعد سورہ الحمد کو دوبارہ پڑھنا اور کسی سورے کو یا اس کا ایک حصہ قرائت کرنا واجب ہے اور اس صورت میں پانچویں رکوع سے پہلے اس سورے کو پورا کرنا واجب ہے۔

توجہ

جو موارد یومیہ نماز میں واجب یا مستحب ہیں نماز آیات میں بھی یہی حکم رکھتے ہیں لیکن نماز آیات میں اذان اوراقامہ کے بجائے ثواب پانے کی امید سے تین مرتبہ "الصَّلاۃ" کہتے ہیں۔

2۔ عید فطر اور عید قربان کی نماز

1۔ نماز عید فطر و نماز عید قربان عصر حاضر (غیبت کبری کے زمانے) میں واجب نہیں بلکہ مستحب ہیں۔

2۔ عید فطر و عید قربان کی نماز دو رکعت ہے۔ پہلی رکعت میں الحمد اور سورہ کے بعد ضروری ہے پانچ تکبیریں کہے اور ہر تکبیر کے بعد ایک قنوت پڑھے اور پانچویں قنوت کے بعد ایک تکبیر کہے اور رکوع میں جائے اور دو سجدوں کے بعد کھڑا ہوجائے اور دوسری رکعت میں چار تکبیریں کہے اور ہر تکبیر کے بعد قنوت پڑھے اور پانچویں تکبیرکے بعد رکوع میں جائے اور رکوع کے بعد دو سجدے بجالائے اور تشہد و سلام پڑھے۔

3۔ عید کی نماز کی قنوت کو مختصر یا طویل پڑھنے میں کوئی اشکال نہیں ہے اور نماز باطل ہونے کا باعث نہیں لیکن ان کی تعداد کو کم یا زیادہ کرنا جائز نہیں ہے۔

4۔ نماز عید میں اقامہ نہیں ہے اور اگر امام جماعت نماز عید کے لئے اقامہ پڑھے تو اس کی اور ماموموین کی نماز کو کوئی ضرر نہیں پہنچے گا۔

5۔ ولی فقیہ کے جن نمائندوں کے پاس عید کی نماز قائم کرنے کی اجازت ہے اور اسی طرح اس کی طرف سے مقرر ائمہ جمعہ کے لئے جائز ہے کہ عصر حاضر (امام زمانؑ کی غیبت کے زمانے) میں جماعت کی صورت میں نماز عید قائم کریں لیکن احوط (وجوبی) یہ ہے کہ ان کے علاوہ دوسرے لوگ نماز عیدکو فرادی پڑھیں اور اس کو ورود کے قصد کے بغیر رجا کے قصد سے جماعت کے ساتھ پڑھنے میں کوئی اشکال نہیں ہے البتہ اگر مصلحت کا تقاضا یہ ہو کہ شہر میں ایک نماز عید قائم ہوجائے تو بہتر ہے کہ ولی فقیہ کی جانب سے تعیینات امام جمعہ کے علاوہ کوئی اور یہ کام نہ کرے۔

5۔ نماز عید کی قضا نہیں ہے۔

6۔ دوسرے ماموموین کے لئے نماز عید میں جماعت کو دوبارہ پڑھنے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

تمرین

1۔ کن موارد میں نماز آیات واجب ہے؟ وضاحت کریں۔

2۔ کسی جگہ زلزلہ کے بعد مختصر مدت میں درجنوں مرتبہ آفٹر شاکس محسوس کریں تو اس صورت میں نماز آیات کا کیا حکم ہے؟

3۔ نماز آیات بجالانے کا طریقہ کیا ہے؟

4۔ غیبت کبری کے زمانے میں نماز عید فطر و عید قربان کا کیا حکم ہے؟

5۔ موجودہ دور میں ائمہ جماعت کے ذریعے عید فطر و عید قربان کی نماز قائم کی جاسکتی ہے؟

6۔ کیا نماز عید فطر کی قضا ہے؟

سبق 56 : نماز جماعت (1)

نماز جماعت کی شرعی حیثیت اور اہمیت

1۔ نماز جماعت کی شرعی حیثیت اور اہمیت

1۔ نماز جماعت اہم ترین اور بزرگ ترین اسلامی شعائر میں سے ہے اور حداقل دو نفر (امام اور ماموم) کے ذریعے قائم ہوسکتی ہے۔

2۔ اگر امام جماعت امامت کے قصد کے بغیر نماز میں مشغول ہوجائے تو اس کی نماز اور دوسروں کا اس کی اقتدا کرنے میں کوئی اشکال نہیں ہے دوسرے الفاظ میں جماعت وجود میں آنے کے لئے یہی کافی ہے کہ ماموم اقتدا کی نیت کرے اور امام کا امامت کی نیت کرنا ضروری ہے اگرچہ امام کو نماز جماعت کی فضیلت اس صورت میں حاصل ہوتی ہے جب امامت اور جماعت کی نیت کرے۔

3۔ احتیاط کے طور پر پڑھنے والی نماز قضا کی نیت سے امامت صحیح نہیں ہے مگر اس صورت میں جب ماموم بھی اپنی نماز کو احتیاط کے طور پر دوبارہ پڑھے اور اس کے احتیاط اور امام کے احتیاط کی جہت ایک ہو بنابراین کوئی شخص ایک نماز کو مختلف جگہوں میں امام جماعت کے طور پر قائم کرے تو ان نمازوں کو قضائے احتیاطی کی نیت کے ساتھ بجا نہیں لاسکتا ہے۔

4۔ اقتدا صحیح ہونے کے لئے امام جماعت کی رضایت شرط نہیں ہے بنابراین اس شخص کی اقتدا کرنے میں کوئی اشکال نہیں ہے جو اس کام پر راضی نہیں ہے۔

5۔ جب تک ماموم اپنی نماز کو جماعت کے ساتھ پڑھ رہا ہے اس کی اقتدا کرنا جائز نہیں ہے لیکن اگر کسی کا ماموم ہونا معلوم نہ ہو اور اس کی اقتدا کرے چنانچہ رکوع اور سجدوں میں فرادی نماز پڑھنے والے کے وظیفے پر عمل کیا ہو اس طرح کہ کسی رکن کو عمدا یا سہوا کم یا زیادہ نہیں کیا ہو تو اس کی نماز صحیح ہے۔

6۔ یومیہ نمازوں میں نماز جماعت کی امامت کو ایک بار تکرار کرنا جائز ہے اس شرط کے ساتھ کہ دوسری جماعت کے مامومین پہلی جماعت کے مامومین سے مختلف ہوں بنابراین ایک امام جماعت دو مسجدوں میں نماز جماعت قائم کرکے دوبارہ نماز پڑھ سکتا ہے۔

7۔ یومیہ نمازوں میں سے ہر نماز کو ہر نماز کے ساتھ اقتدا میں بجالاسکتے ہیں مثلا کوئی نماز عشا پڑھنا چاہے تو اس شخص کی اقتدا کرسکتا ہے جو نماز مغرب پڑھ رہا ہے۔

8۔ عورتوں کا نماز جماعت میں شرکت کرناکوئی اشکال نہیں رکھتاہے اور جماعت کا ثواب ملے گا۔

9۔ اگر کوئی آخری تشہد میں نماز جماعت میں شریک ہوجائے چنانچہ نماز جماعت کا ثواب حاصل کرنا چاہے تو نیت کرکے تکبیرہ الاحرام کہے اور اس کے بعد بیٹھ جائے اور تشہد کو امام کے ساتھ پڑھے لیکن سلام نہ پڑھے اور امام کا سلام ختم ہونے تک تھوڑا صبر کرے اس کے بعد کھڑا ہوجائے اور نماز کو جاری رکھے یعنی الحمد اور سورہ پڑھے اور اس کو پہلی رکعت شمار کرے (یہ طریقہ نماز جماعت کے آخری تشہد کے ساتھ مختص اور نماز جماعت کا ثواب حاصل کرنے کے لئے ہے اورتین رکعتی اور چار رکعتی نمازوں کی دوسری رکعت کے تشہد میں اس طریقے پر عمل نہیں کرسکتے ہیں۔)

10۔ تقلید میں اختلاف اقتدا صحیح ہونے میں مانع نہیں ہے بنابراین جو شخص نماز مسافر میں کسی مجتہد کی تقلید کرتا ہو اس امام جماعت کی اقتدا کرسکتا ہے جو اس مسئلے میں دوسرے مجتہد کی تقلید کرتا ہے لیکن اس نماز میں اقتدا کرنا جس میں ماموم کے مرجع تقلید کے مطابق قصر اور امام جماعت کے مرجع تقلید کے مطابق پوری پڑھنے یا اس کے برعکس حکم ہوتو صحیح نہیں ہے۔

توجہ

جو لوگ نماز جماعت برپا ہونے کے دوران فرادی نماز پڑھتے ہیں چنانچہ یہ عمل جماعت کی تضعیف اور امام جماعت کی توہین اور بے احترامی شمار ہوجائے جس کی عدالت پر لوگوں کو اعتماد ہے تو جائز نہیں ہے۔

کسی معقول غرض سے مثلا تہمت کو ختم کرنے کے لئے نماز جماعت میں ظاہری طورپر شرکت کرنے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔لیکن جن نمازوں میں قرائت کو بلند آواز میں پڑھنا چاہئے مثلا امام جماعت کی اقتدا کو دکھانے کے لئے نماز مغرب و عشا میں حمد اور سورہ کو آہستہ پڑھنا صحیح اور کافی نہیں ہے۔

مستحب اعمال مثلا نماز مستحب، دعائے توسل اور باقی طویل دعائیں جو حکومتی اداروں میں نماز جماعت کے دوران یا بعد میں انجام دیتے ہیں اور زیادہ وقت لیتے ہیں چنانچہ دفتری وقت ضائع ہونے اور واجب کاموں میں تاخیر کا باعث بنے تو اشکال ہے۔

واجبات کو انجام دینے اسی طرح جماعت قائم کرنے کے لئے اجرت لینے میں کوئی مانع نہیں ہے۔

نماز جماعت میں سلام کے بعد قرآنی آیہ صلوات (سورہ احزاب آیت 56) کی قرائت، پیغمبر اکرمؐ اور ان کی آلؑ پر درود بھیجنا کوئی اشکال نہیں رکھتا ہے بلکہ مطلوب اور ثواب کا باعث ہے اسی طرح اسلامی اور انقلابی شعائر اور نعروں کو پابندی کے ساتھ لگانا جن سے اسلامی انقلاب کے اہداف اور وظائف کی یاددہانی ہوتی ہے، بھی مطلوب ہے۔

بہتر ہے کہ اول وقت میں نماز اور جماعت کی فضیلت حاصل کرنے کے لئے دفتری کاموں کا ٹائم ٹیبل اس طرح بنایا جائے کہ اداروں میں کام کرنے والے ملازمین اس الہی فریضے کو جماعت کے ساتھ اور مختصر ترین وقت میں ادا کرسکیں۔

تمرین

1۔ نماز جماعت حد اقل کتنے افراد کے ذریعے قائم ہوتی ہے؟

2۔ کیا امام جماعت کے لئے دو مسجدوں میں نماز جماعت قائم کرنا اور نماز کو دوبارہ پڑھنا جائز ہے؟

3۔ اگر کوئی نماز عشا پڑھنا چاہتا ہو تو نماز مغرب پڑھنے والے کی اقتدا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

4۔ بعض لوگ نماز جماعت قائم ہونے کے دوران فرادی نماز پڑھتے ہیں، اس کا کیا حکم ہے؟

5۔ کیا امام جماعت نماز کے لئے اجرت لے سکتا ہے؟

سبق 57 : **نماز جماعت (2)**

نماز کے متفرق مسائل

2۔ نماز جماعت کی شرائط

1۔ حائل نہ ہو

2۔ امام کے قیام کی جگہ ماموم کی جگہ سے زیادہ بلند نہ ہو

3۔ امام اور ماموم کے درمیان فاصلہ نہ ہو

4۔ ماموم امام سے آگے کھڑا نہ ہو

1۔ پردہ حائل نہ ہو

1۔ اگر نماز جماعت کی ایک صف ان افراد سے ہی تشکیل پائی ہو جن کی نماز قصر ہے اور بعد والی صفوں میں موجود افراد کی نماز پوری ہو چنانچہ اگلی صف کے افراد دو رکعت نماز پڑھنے کے فورا بعد اگلی دو رکعت پڑھنے کے لئے اقتدا کریں تو جماعت کو جاری رکھنے میں کوئی مانع نہیں ہے۔

2۔ اگر جماعت میں ایک بچہ اتصال کا ذریعہ بن جائے چنانچہ اس کی نماز صحیح ہونا معلوم ہو تو اقتدا کرسکتے ہیں اور جماعت کے ساتھ نماز پڑھ سکتے ہیں۔

3۔ نماز جماعت میں اگر عورتیں مردوں کے لئے جماعت میں اتصال کا ذریعہ بن جائیں مثلا حضرت امام علی رضاؑ کے حرم کے بڑے صحن میں یا نماز جمعہ بھی بعض اوقات ایسا اتفاق ہوتا ہے تو کوئی اشکال نہیں ہے لیکن احتیاط واجب کی بناپر عورتوں اور مردوں کے درمیان حداقل ایک بالشت فاصلہ ہونا چاہئے مگر یہ کہ ان کے درمیان کوئی پردہ وغیرہ موجود ہو۔

توجہ

اگر عورتیں مردوں کے پیچھے کھڑی ہوجائیں تو فاصلہ نہ ہو تو بھی پردہ اور حائل کی ضرورت نہیں ہے لیکن مردوں کے ساتھ کھڑی ہوجائیں تو مناسب ہے کہ ان کے درمیان کوئی پردہ ہو تاکہ نماز میں مرد اور عورت برابر میں کھڑے ہونے کی کراہت برطرف ہوجائے اور یہ سوچ کہ نماز میں مردوں اور ایک عورتوں کے درمیان پردہ ہونا عورتوں کی شان کے خلاف اور تحقیر کا باعث ہے، ایک بے بنیاد وہم اور خیال ہے۔

2۔ امام کے کھڑے ہونے کی جگہ ماموم سے زیادہ بلند نہ ہو

اگر امام کی جگہ ماموم کی جگہ سے شرع میں مجاز حد سے زیادہ بلند ہو (ایک بالشت یا اس سے زیادہ) تو نماز جماعت باطل ہونے کا باعث ہے۔

3۔ امام اور ماموم کے درمیان فاصلہ نہ ہو

1۔ احتیاط واجب یہ ہے کہ ماموم کے سجدے کی جگہ اور امام کے کھڑا ہونے کی جگہ کا فاصلہ اسی طرح اگلی صف کے کھڑا ہونے کی جگہ پچھلی صف کے سجدے کی جگہ کا فاصلہ ایک لمبے قدم (تقریبا ایک میٹر) سے زیادہ نہ ہو۔

2۔ اگر ماموم آگے کی طرف سے امام سے متصل نہ ہو اور فقط دائیں یا بائیں طرف سے امام سے متصل ہوتو اس کی نماز صحیح ہے۔

3۔ اگر نماز کی حالت میں ماموم اور امام کے درمیان یا ایک ماموم اور دوسرے جس کے ذریعے وہ امام سے متصل ہورہا ہے ، ایک لمبے قدم سے زیادہ فاصلہ آئے تو جماعت کے ساتھ اتصال ختم اور نماز فرادی ہوجاتی ہے۔

4۔ اگر ماموم صف اول کے آخر میں کھڑا ہو چنانچہ امام جماعت نماز شروع کرنے کے بعد اتصال کا واسطہ بننے والے مامومین نماز کے لئے آمادہ اور تکبیر کہنے کے نزدیک ہوں تو جماعت کی نیت سے نماز میں داخل ہوسکتا ہے۔

22۔ نماز جماعت کے احکام

1۔ نماز ظہر اور عصر میں احتیاط واجب کی بناپر ماموم کے لئے حمد او ر سوہ کی قرائت جائز نہیں ہے حتی کہ اگر ذہن کو مرکوز کرنا چاہتا ہے تو اس کے بجائے ذکر پڑھنا مستحب ہے۔

2۔ اگر نماز صبح اور نماز مغرب و عشا کی پہلی اور دوسری رکعت میں ماموم امام جماعت کی حمد اور سورہ کو سنے اگرچہ کلمات کو تشخیص نہ دے سکے تو حمد اور سورہ کو نہیں پڑھنا چاہئے اور اس صورت میں بھی جب امام کی حمد اور سورہ کے بعض کلمات کو سنے تو احتیاط واجب کی بناپر اس کو نہیں پڑھنا چاہئے لیکن اگر امام کی آواز کو نہ سنے تو مستحب ہے کہ حمد اور سورہ کو آہستہ پڑھے اور چنانچہ سہوا بلند آواز میں پڑھے تو کوئی اشکال نہیں ہے۔

3۔ اگر امام جماعت نماز عشا کی تیسری یا چوتھی رکعت میں ہو اور ماموم دوسری رکعت میں تو ماموم پر واجب ہے کہ حمد اور سورہ کو آہستہ پڑھے۔

4۔ اگر کوئی شخص نماز جماعت کی دوسری رکعت میں پہنچ جائے اور مسئلے سے جاہل ہونے کی وجہ سے بعد والی رکعت میں تشہد اور قنوت نہ پڑھے تو اس کی نماز صحیح ہے لیکن احتیاط کی بناپر تشہد کی قضا اس پر واجب ہے اور دو سجدہ سہو بھی بجالانا واجب ہے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ سجدہ سہو سے پہلے فراموش شدہ تشہد کی قضا کرے۔

5۔ اگر کوئی نماز جماعت کی تیسری رکعت میں پہنچ جائے اور اس خیال سے کہ امام پہلی رکعت میں ہے، کچھ نہ پڑھے چنانچہ رکوع سے پہلے متوجہ ہوجائے تو حمد اور سورہ پڑھے اور اگر وقت نہ ہوتو فقط حمد کو پڑھے اور خود کو امام کے ساتھ رکوع میں پہنچائے لیکن اگر رکوع میں داخل ہونے کے بعد متوجہ ہوجائے تو اس کی نماز صحیح ہے اور اس پر کچھ واجب نہیں ہے اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ قرائت کو سہوا ترک کرنے کی وجہ سے دو سجدہ سہو بجالائے۔

6۔ اگر امام جماعت تکبیرہ الاحرام کے بعد سہوا رکوع میں جائے چنانچہ ماموم نماز جماعت میں داخل ہونے کے بعد اور رکوع میں جانے سے پہلے متوجہ ہوجائے تو واجب ہے کہ فرادی کی نیت کرے اور حمد اور سورہ کی قرائت کرے۔

7۔ اگر کوئی تیسری یا چوتھی رکعت میں اما م کی اقتدا کرے تو حمد اور سورہ کو پڑھنا چاہئے اور اگر سورہ کے لئے وقت نہ ہوتو صرف حمد کو پڑھنا چاہئے اور خود کو امام کے ساتھ رکوع میں پہنچائے۔

8۔ اگر ماموم کو معلوم ہو کہ سورہ پڑھنے کی صورت میں امام کے ساتھ رکوع میں نہیں پہنچ سکے گا تو سورہ نہیں پڑھنا چاہئے اور چنانچہ سورہ پڑھے اور امام کے ساتھ رکوع میں نہ پہنچے تو اس کی نماز فرادی ہوجائے گی۔

9۔ اگر نماز کے دوران امام جماعت کسی لفظ کو ادا کرنے کے بعد اس کی ادائیگی کی کیفیت میں شک کرے اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد علم ہوجائے کہ اس کلمے کے تلفظ میں غلطی کی ہے تو اس کی اور مامومین کی نماز صحیح ہے۔

10۔ ماموم کو چاہئے کہ نماز کے افعال کو امام کے ساتھ یا امام سے کچھ دیر بعد انجام دے اور اگر عمدا امام جماعت سے آگے جائے یا کچھ دیر بعد انجام دے (کہ امام کی متابعت نہ کہا جائے) تو اس کی نماز فرادی ہوجائے گی۔

11۔ اگر سہوا امام جماعت سے پہلے رکوع میں جائے تو رکوع سے سر کو اٹھانا چاہئے اور دوبارہ امام کے ساتھ رکوع میں جانا چاہئے اور امام جماعت کے ساتھ نماز کو تمام کرے اور اس کی نماز صحیح ہے اور اگر رکوع سے نہ پلٹے تو اس کی نماز فرادی صورت میں صحیح ہے۔

12۔ وحدت اسلامی کی رعایت کے لئے اہل سنت کی اقتدا جائز ہے اور اگر وحدت کی حفاظت ان امور کو انجام دینے کی متقاضی ہو جو وہ لوگ انجام دیتے ہیں تو نماز صحیح اور کافی ہے حتی اگر قالین وغیرہ پر سجدہ کرے لیکن نماز میں تکتف (ہاتھ باندھ کرنماز پڑھنا) جائز نہیں ہے مگر یہ کہ ضرورت اس کا تقاضا کرے۔

13۔ بہتر ہے کہ امام صف کے درمیان میں کھڑا ہوجائے اور اہل علم اور صاحبان کمال و تقوی پہلی صف میں کھڑے ہوجائیں۔

23۔ امام جماعت کی شرائط

1۔ احتیاط کی بناپر بالغ ہو

2۔ عاقل ہو

3۔ عادل ہو

4۔ حلال زادہ ہو

5۔ شیعہ اثناعشری ہو

6۔ نماز کو صحیح پڑھے

7۔ مرد ہو (البتہ اس صورت میں جب ماموم مرد ہو)

3۔ عادل ہو[1]

1۔ اگر امام جماعت کوئی بات کرے یا ایسا مذاق کرے تو عالم دین کی شان کے لئے مناسب نہ ہو تو شرع کے مخالف نہ ہونے کی صورت میں عدالت کو کوئی ضرر نہیں پہنچائے گا۔

2۔ فقط امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو ترک کرنا چونکہ مکلف کے نزدیک کسی قابل قبول عذر کی وجہ سے ہونا ممکن ہے لہذا اس کی عدالت کے لئے مضر نہیں ہے اور اس کی اقتدا میں مانع نہیں ہے۔

3۔ اگر کوئی شخص امام جماعت کی عدالت پر اعتقاد کرکے جماعت میں شریک ہوجائے اسی حالت میں وہ معتقد ہے کہ اس نے کچھ مواقع پر اس پر ظلم کیا ہے تو جب تک امام جماعت کا عمل جس کو وہ ظلم سمجھتا ہے، اس (امام جماعت) کے علم اور اختیارسے اور شرعی جواز کے بغیر ہونا ثابت نہ ہو اس کے فاسق ہونے کا حکم نہیں لگاسکتا ہے۔

توجہ

امام جماعت کی اقتدا میں اس کو واقعا شناخت کرنا شرط نہیں ہے بلکہ ماموم کے نزدیک کسی بھی طریقے سے امام کی عدالت ثابت ہوجائے تو اس کی اقتدا جائز اور نماز جماعت صحیح ہے۔

6۔ نماز کو صحیح طریقے سے پڑھنا

1۔ اگر مکلف کی قرائت صحیح نہ ہو اور سیکھنے پر قدرت بھی نہ رکھتا ہو تو اس کی نماز صحیح ہے لیکن دوسرے اس کی اقتدا نہیں کرسکتے ہیں۔

2۔ اگر ماموم کی نظر میں امام جماعت کی قرائت صحیح نہ ہو اس کے نتیجے میں ا س کی نماز کو صحیح نہ سمجھے تو اس کی اقتدا نہیں کرسکتا ہے اور اقتدا کرنے کی صورت میں اس کی نماز صحیح نہیں ہے اور اس کو دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔

7۔ مرد ہو

نماز جماعت میں عورت کی امامت صرف عورتوں کے لئے جائز ہے۔

امام جماعت کی شرائط کے بارے میں چند نکتے

کسی عالم دین تک رسائی ہوتو عام انسان کی اقتدا سے اجتناب کیا جائے۔

اگر امام جماعت قیام کی حالت میں طبیعی طور پر سکون اور آرام کے ساتھ حمد اور سورہ کی قرائت اور نماز کے اذکار اور افعال کو انجام دے سکتا ہو اور رکوع اور سجدہ کرنے پرقادر ہو اور صحیح طرح وضو کرسکتا ہو توامامت جماعت کی دوسری شرائط ثابت ہونے کے بعد نماز میں دوسروں کا اس کی اقتدا کرنا صحیح ہے اور اگر ہاتھ یا پاؤں مکمل کٹے ہوئے ہوں یا فالج کا شکار ہوتو امامت میں اشکال ہے لیکن پاؤں کا انگوٹھا کٹ گیا ہوتو امامت صحیح ہے۔

کھڑے ہوکر نماز پڑھنے والا بیٹھ کر یا لیٹ کر نماز والے کی اقتدا میں نماز نہیں پڑھ سکتا ہے لیکن بیٹھ کر نماز پڑھنے والا بیٹھ کر نماز پڑھنے والی کی اقتدا کرسکتا ہے۔

اس شخص کی اقتدا جائز ہے جو کسی عذر کی وجہ سے تیمم یا وضوئے جبیرہ یا نجس بدن یا لباس کے ساتھ نماز پڑھتا ہے۔

اگر کوئی غسل کرنے سے شرعا معذور ہوتو غسل کے بدلے تیمم کے ساتھ امام جماعت بن سکتا ہے اور اس کی اقتدا میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

ان مامومین کی نماز صحیح ہونے کے حکم میں ہے اور تکرار اور قضا ان پر واجب نہیں ہے جنہوں نے ماضی میں حکم شرعی سے جاہل ہونے کی وجہ سے ایسے شخص کی اقتدا کی ہے جس کی اقتدا صحیح نہیں تھی مثلا ایسا شخص جس کا دایاں ہاتھ نہ ہو۔

24۔ نماز کے متفرق مسائل

1۔ مستحب ہے کہ بچے جب اچھے اور برے میں تمیز کی عمر کو پہنچیں تو ان کا ولی ان کو شرعی احکام اور عبادات سکھائے۔

2۔ شراب پینے والے کی نماز چالیس دن تک قبول نہیں ہوتی ہے کا مطلب یہ ہے کہ شراب پینا نماز کی قبولیت میں مانع ہے[2] ا س کا مطلب یہ نہیں کہ نماز ادا کرنے کا وجوب ساقط ہوجائے اور قضا واجب ہوجائے یا ادا اور قضا دونوں واجب ہوجائیں۔

3۔ سلام اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد مصافحہ کرنے میں کوئی اشکال نہیں ہے ۔ مجموعی طور پر مؤمنین کا ایک دوسرے مصافحہ کرنا مستحب ہے۔

4۔ اگر انسان دیکھے کہ کوئی اپنی نماز کے بعض افعال کو غلطی سے انجام دے رہا ہے چنانچہ ان اجزا اور شرائط کے بارے میں جاہل ہو جن میں جہالت کی وجہ سے خلل واقع ہونا نماز کے صحیح ہونے میں ضرر کاباعث نہ ہو تو اس کو آگاہ کرنا واجب نہیں ہے لیکن ان اجزا و شرائط میں سے ہو جن میں جہالت کی وجہ سے خلل واقع ہونا نماز باطل ہونے اور تکرار لازم ہونے کا باعث ہو مثلا وضو، غسل، وقت، رکوع اور سجدے تو اس صورت میں صحیح حکم کو اس کو بیان کرنا چاہئے۔

تمرین

1۔ اگر عورتیں نماز جماعت کے لئے مردوں کے پیچھے کھڑی ہوں تو پردہ اور حائل کی ضرورت ہے یا نہیں؟

2۔ نماز ظہر و عصر کی جماعت میں ذہن کو مرکوز رکھنے کے لئے ماموم کے لئے حمد اور سورہ کی قرائت جائز ہے یا نہیں؟

3۔ اگر امام جماعت تکبیرہ الاحرام کے بعد سہوا رکوع میں جائے تو ماموم کا کیا وظیفہ ہے؟

4۔ اگر امام جماعت کوئی بات کرے یا مذاق کرے جو عالم دین کی شان کے مطابق نہ ہو تو کیا اس سے اس کی عدالت ختم ہوجاتی ہے؟

5۔ قرائت صحیح ہونے میں فرادی اور امام و ماموم کی نماز کے درمیان کوئی فرق ہے یا ہر حالت میں ایک مسئلہ شمار ہوتا ہے؟

6۔ کیا عورت دوسری عورتوں کی امامت کرسکتی ہے؟

---

[1] عادل اور عدالت کے معنی کے بارے میں مرجع تقلید کی شرائط کی طرف رجوع کریں۔

[2] نماز کی قبولیت میں مانع ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس نماز کا کوئی ثواب نہیں ملے گا لیکن اگر صحیح طرح نماز پڑھی جائے تو تارک نماز شمار نہیں ہوگا اور نماز ترک کرنے کی وجہ سے اس پر عذاب نہیں ہوگا اگرچہ اس کو کوئی ثواب اور اجر بھی نہیں ملے گا

سبق 58: روزہ (1)

روزہ کے معنیـ روزے کی اقسامـ واجب روزےـ روزہ واجب ہونے کی شرائطـ روزہ صحیح ہونے کی شرائط

1ـ روزہ کے معنی

دین مقدس اسلام میں روزہ یہ ہے کہ انسان اللہ کا حکم بجالانے کی نیت سے طلوع فجر سے مغرب تک کھانے پینے اور ان چیزوں سے جن کی تفصیل بعد آئے گی پرہیز کرےـ

توجہ

روزے کے وقت کے بارے معیار صبح صادق ہے نہ کاذب اور اس کو ثابت کرنا مکلف کی اپنی تشخیص پر مبنی ہےـ

طلوع فجر (روزہ رکھنے کے لئے پرہیز کرنا واجب ہونے کاوقت) میں چاندنی رات اور دوسری راتوں میں کوئی فرق نہیں ہےـ

روزے کے دوران پرہیز میں احتیاط کی رعایت کرتے ہوئے لازم ہے کہ ذرائع ابلاغ سے اذان صبح شروع کے ساتھ روزے کے لئے امساک کرےـ

اگر روزے دار کو اطمینان ہوجائے کہ اذان وقت داخل ہونے کے ساتھ شروع ہوئی ہے تو اذان شروع ہوتے ہی افطار کرنا جائز ہے اور اذان ختم ہونے تک صبر کرنا لازم نہیں ہےـ

2ـ روزے کی اقسام

ایک لحاظ سے روزے کی چار قسمیں ہیں

1ـ واجب روزے مثلا ماہ مبارک رمضان کے روزے

2ـ مستحب روزے مثلا ماہ رجب اور شعبان کے روزے

3ـ مکروہ روزے مثلا عرفہ کے دن کا روزہ اس صورت میں جب کمزوری کی وجہ سے عرفہ کے اعمال میں مانع بن جائے

4ـ حرام روزے مثلا عید فطر (یکم شوال) عید قربان (دہم ذی الحجہ) کے روزے

3ـ واجب روزے

1ـ ماہ مبارک رمضان کے روزے

2ـ قضا روزہ

3ـ کفارے کا روزہ

4ـ ایام اعتکاف میں تیسرے دن کا روزہ

5ـ حج تمتع [1]میں قربانی کے بدلے روزہ

6ـ وہ مستحب روزہ جو نذر، عہد اور قسم کی وجہ سے واجب ہوا ہو[2]

7ـ باپ اور احتیاط واجب کی بناپر ماں کے قضا روزے جو بڑے بیٹے پر واجب ہیں

روزہ واجب ہونے اور صحیح ہونے کی شرائط

روزہ واجب ہونے کی شرائط

1۔ اسلام

2۔ ایمان

3۔ عقل

4۔ بے ہوش نہ ہو

5۔ مسافر نہ ہو

6۔ حیض اور نفاس کی حالت میں نہ ہو

7۔ مضرنہ ہو

8۔ روزہ حرج کا باعث نہ ہو

توجہ

روزہ صحیح ہونے کے لئے جتنی شرائط بیان کی گئی ہیں وہ روزہ واجب ہونے کے لئے بھی شرط ہیں سوائے اسلام اور ایمان کے ۔ روزہ واجب ہونے کی ایک شرط بلوغ ہے بنابراین نابالغ بچے پر روزہ واجب نہیں ہے اگر مستحب روزے کی نیت کی ہو اور دن کے دوران بالغ ہوجائے البتہ اذان صبح سے پہلے بالغ ہوجائے تو روزہ رکھنا چاہئے۔

روزہ ان افراد پر واجب ہے جن میں مندرجہ بالا شرائط موجود ہوں بنابراین نابالغ بچہ، دیوانہ، بے ہوش ، وہ شخص جو روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتا ہو، نفساء اور حائضہ عورت، مسافر، وہ شخص جس کے لئے روزہ مضر یا حرج (زیادہ مشقت) ہو، ان پر واجب نہیں ہے (آئندہ اسباق میں مزید وضاحت کی جائے گی)

انسان کمزوری کی وجہ سے روزہ افطار نہیں کرسکتا ہے لیکن اگر اس کی کمزوری اتنی زیادہ ہو کہ معمولا برداشت سے باہر ہو تو روزہ افطار کرسکتا ہے اسی طرح اگر جانتا ہو کہ روزہ اس کے لئے مضر ہے یا ضرر کا خوف ہو۔ بنابراین وہ لڑکیاں جو بلوغ کی عمر کو پہنچی ہوں (مشہور کے نظریے کے مطابق قمری نو سال مکمل ہوجائے) تو ان پر روزہ رکھنا واجب ہے اور صرف دشواری اور جسمانی کمزوری وغیرہ کی وجہ سے اس کو ترک کرنا جائز نہیں البتہ اگر ان کے لئے ضرر ہو یا اس کو برداشت کرنا زیادہ مشقت کا باعث ہو تو افطار کرسکتی ہیں۔

اگر کوئی جانتا ہو کہ روزہ اس کے لئے مضر ہے یا ضرر کا خوف ہو تو روزہ کو ترک کرنا چاہئے اور اگر روزہ رکھے تو صحیح نہیں ہے بلکہ بعض صورتوں میں حرام ہے چاہے یہ یقین اور خوف ذاتی تجربے سے حاصل ہوجائے یا امین ڈاکٹر کے کہنے سے یا کسی دوسرے عقلانی ذریعےسے حاصل ہوجائے اور اگر روزہ رکھے تو صحیح نہیں ہے مگر یہ قصد قربت کے ساتھ رکھے اور بعد میں معلوم ہوجائے کہ مضر نہیں تھا۔

بیماری کی ایجاد میں روزے کی تاثیر یا بیماری میں شدت اور روزے کی طاقت نہ رکھنےیا روزے کے مضر ہونے کی تشخیص مکلف کی اپنی ذمہ داری ہے بنابراین اگر ڈاکٹر کہے کہ روزہ مضر ہے لیکن اس کا کہنا اطمینان کا باعث یا ضرر سے خوف کا سبب نہ بنے یا مکلف کو ذاتی تجربے کی بنیاد پر معلوم ہو کہ ضرر نہیں ہے تو روزہ رکھنا چاہئے اور اسی طرح اگر ڈاکٹر کہے کہ روزہ مضر نہیں ہے لیکن روزہ دار جانتا ہے کہ روزہ مضر ہے یا ضرر کا معقول خوف ہو تو روزہ نہیں رکھنا چاہئے اور اس پر روزہ حرام ہے۔

اگر کسی کا عقیدہ یہ تھا کہ روزہ اس کے لئے مضر نہیں ہے اور روزہ رکھے اور بعد میں پتہ چلے کہ اس کے لئے روزہ مضر تھا تو اس کی قضابجالانا چاہئے۔

ضرر ہونے کی وجہ سے مریضوں کو روزہ رکھنے سے منع کرنے والے ڈاکٹروں کی بات اس صورت میں معتبر ہے جب قابل اطمینان ہو یا ضرر کے خوف کا باعث بنے اس صورت کے علاوہ کوئی اعتبار نہیں ہے۔

جس شخص پر ماہ رمضان کے روزے کی قضا واجب ہو مستحب روزہ نہیں رکھ سکتا ہے حتی اگر جب واجب روزے کی نیت کا وقت ختم ہوجائے (یعنی ظہر کے بعد) توبھی مستحب روزے کی نیت کرے تو صحیح نہیں ہے اور چنانچہ بھول جائے اور مستحب روزہ رکھے تو چنانچہ دن میں (ظہر سے پہلے ہو یا بعد میں) یاد آئے تو اس کا مستحب روزہ باطل ہوگا ۔ پس اگر ظہر سے پہلے ہوتو ماہ رمضان کے روزے کی قضا کی نیت کرسکتا ہے اور اس کا روزہ صحیح ہے لیکن اگر ظہر کے بعد ہو تو قضا روزے کی نیت بھی صحیح نہیں ہے۔

اگر کسی کے ذمے ماہ رمضان کے روزے کی قضا ہو چنانچہ مستحب نیت سے روزہ رکھے تو اس کے ذمے واجب روزے کی قضا شمار نہیں ہوگا۔

اگر کوئی شخص نہیں جانتا ہو کہ اس کے ذمے قضا روزہ ہے یا نہیں چنانچہ قضا یا مستحب روزے سے بالاتر شرعی وظیفے کی نیت سے روزہ رکھے اور حقیقت میں اس کے ذمے قضا روزہ ہو تو قضا روزہ شمار ہوگا۔

تمرین

1۔ روزے سے کیا مراد ہے؟

2۔ واجب روزوں کے نام بتائیں۔

3۔ اگر ڈاکٹر کسی شخص کو روزہ رکھنے سے منع کرے تو کیا اسکی بات پرعمل کرنا واجب ہے؟

4۔روزہ واجب ہونے کی شرائط بیان کریں۔

5۔ تازہ بالغ ہونے والی لڑکیوں کے لئے روزہ رکھنا مشکل ہوتو کیا حکم ہے؟

6۔ روزہ صحیح ہونے کی شرائط کیا ہیں؟

7۔ اگر کوئی شخص قضا روزے کے بارے میں علم نہیں رکھتا ہو اور مستحب روزہ رکھے اور بعد میں علم ہوجائے کہ اس کے ذمے قضا روزہ ہے تو وہ روزہ قضا شمار ہوگا ؟

[1] اگر حج کے دوران حاجی قربانی کی قدرت نہیں رکھتا ہو اور قرضہ بھی نہ لے سکے تو اس کے بجائے دس دن روزہ رکھنا چاہئے ان میں سے تین حج کے سفر میں اور سات روزے وطن واپس آنے کے بعد رکھے گا۔

[2] حقیقت میں نذر وغیرہ پر عمل کرنا واجب ہے ایسا نہیں کہ مستحب روزہ واجب میں بدل گیا ہو

6۔ روزے کی نیت

1۔ نیت کے معنی اور لازم ہونا

دیگر عبادتوں کی طرح روزہ بھی نیت کے ساتھ ہونا چاہئے یعنی اللہ تعالی کی فرمان برداری کے لئے کھانے ،پینے اورروزہ کو باطل کرنے والی باقی چیزوں سے اجتناب کرے۔ البتہ یہی عزم رکھتا ہو تو بھی کافی ہے اورزبان پر لانے کی ضرورت نہیں ہے.

2۔ نیت کا وقت

مستحب روزہ ہو

رات کی ابتدا سے لے کر مغرب کے وقت تک نیت کرنے کا وقت باقی ہو

واجب روزہ ہو

معین واجب روزہ ہو مثلا ماہ رمضان کا روزہ تو طلوع فجر تک نیت صحیح ہے

زوال سے پہلے تک نیت کرنا چنانچہ عمدا ہوتو صحیح نہیں ہے

اگر فراموشی یا بے خبری کی وجہ سے ہوتورمضان کے علاوہ صحیح ہے اور رمضان میں احتیاط واجب کی بناپر روزے کی نیت کرے اور روزہ رکھے اور بعد میں اس دن کے روزے کی قضا بھی کرے۔

زوال کے بعد نیت صحیح نہیں ہے

غیر معین واجب ہو مثلا ماہ رمضان کے روزے کی قضا

زوال سے پہلے نیت صحیح ہے

زوال کے بعد صحیح نہیں ہے

1۔ چونکہ روزے کا آغاز اول صبح سے ہوتا ہے لہذا ضروری ہے کہ اس کی نیت کرنے میں بھی اس سے تاخیر نہ کرے اور بہتر ہے کہ طلوع فجر سے پہلے روزے کی نیت کرے۔

2۔ اگرکوئی شخص رات کے ابتدائی حصے میں اگلےدن کے روزے کی نیت کرے ؛ اس کے بعد سوجائے اور اذان صبح کے بعد تک بیدار نہ ہوجائے یا کسی کام میں مشغول ہوجائے اورصبح کا وقت ہونے سے غافل ہوجائے اور صبح ہونے کے بعد متوجہ ہوجائے تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

3۔ اگر کوئی شخص رمضان میں طلوع فجر تک عمدا روزے کی نیت نہ کرے اگرچہ دن میں روزے کی نیت کرے تو اس کا روزہ صحیح نہیں ہے البتہ ضروری ہے کہ مغرب تک روزے کو باطل کرنے والی چیزوں سے اجتناب کرے اور ماہ رمضان کے بعد اس دن کے روزے کی قضا بجالائے۔

4۔ اگر کوئی شخص رمضان میں بھول کر یا خبر نہ ہونے کی وجہ سے روزے کی نیت نہ کرے اور دن میں متوجہ ہوجائے چنانچہ روزے کو باطل کرنے والا کوئی کام انجام دیا ہو تو روزے کی نیت نہیں کرسکتا ہے خواہ ظہر سے پہلے متوجہ ہوجائے یا بعد میں، لیکن اگر روزے کو باطل کرنے والا کوئی کام انجام نہیں دیا ہو تو چنانچہ ظہر کے بعد متوجہ ہوجائے تو روزے کی نیت صحیح نہیں ہے اور دونوں صورتوں میں مغرب تک روزے کو باطل کرنے والی چیزوں سے پرہیز کرنا ضروری ہے اور اگر ظہر سے پہلے متوجہ ہوجائے تو احتیاط واجب کی بناپر ضروری ہے کہ روزے کی نیت کرے اور بعد میں اس دن کے روزے کی قضا بھی بجالائے۔

5۔ اگر انسان پر ماہ رمضان کے علاوہ کوئی اور مخصوص روزہ واجب ہو مثلا نذر کی ہو کہ کسی مخصوص دن روزہ رکھے گا چنانچہ عمد ا طلوع فجر تک نیت نہ کرے تو اس کا روزہ باطل ہے لیکن اگر بھول جاے اور ظہر سے پہلے یاد آئے توروزے کی نیت کرسکتا ہے۔

6۔ اگر غیر مخصوص واجب روزہ مثلا کفارے کا روزہ یا قضا روزے کے لئے (عمدا یا سہوا) ظہر سے پہلے تک نیت نہ کرے چنانچہ اس وقت تک روزے کو باطل کرنے والا کوئی کام انجام نہیں دیا ہو تو روزے کی نیت کرسکتا ہے اور اس کا روزہ صحیح ہے لیکن ظہر کے بعد روزے کی نیت کرنا صحیح نہیں ہے۔

7۔ انسان جب چاہے مستحب روزے کی نیت کرسکتا ہے اور اس کا روزہ صحیح ہے البتہ یہ شرط ہے کہ اس وقت تک روزے کو باطل کرنے والا کوئی کام سرزد نہ ہوا ہو۔

8۔ اگر مریض ماہ رمضان میں دن کو ٹھیک ہوجائےتو روزے کی نیت کرنا اور اس دن کا روزہ رکھنا واجب نہیں ہے لیکن اگر ظہر سے پہلے ہو اور روزے کو باطل کرنے والا کوئی کام اس سے سرزد نہ ہوا تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ روزے کی نیت کرے اور روزہ رکھے اور ماہ رمضان کے بعد اس دن کی قضا بھی بجالائے۔

3۔ یوم الشک کی نیت

جس دن کے بارے میں انسان کو شک ہو کہ شعبان کا آخری دن ہے یا رمضان کا پہلا دن (یوم الشک) اس دن روزہ رکھنا واجب نہیں ہے اور اگر روزہ رکھنا چاہے تو رمضان کے روزے کی نیت نہیں کرسکتا ہے بلکہ شعبان کے آخری مستحب روزے یا قضا روزےوغیرہ کی نیت کرسکتا ہے اور اگر بعد میں معلوم ہوجائے کہ رمضان تھا تو رمضان کا روزہ شمار ہوگا اور اس دن کی قضا لازم نہیں اور اگر دن کو پتہ چلے کہ ماہ رمضان ہے تو اسی وقت رمضان کے روزے کی نیت کرے۔

4۔ نیت میں استمرار

1۔ روزے میں واجب ہے کہ نیت برقرار رہے۔

2۔ وہ چیز جو نیت کے استمرار کو ختم کرتی ہے

1۔ روزہ ختم کرنے کی نیت (یعنی دن کو روزہ رکھنے کی نیت سے اس طرح پھرجائے کہ روزہ کو جاری رکھنے کا قصد نہ رکھے) تو اس کا روزہ باطل ہوگا اور دوبارہ روزے کو جاری رکھنے کی نیت کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے (البتہ اذان مغرب تک روزے کو باطل کرنے والے کاموں سے پرہیز کرنا چاہئے)

2۔ روزے کو جاری رکھنے میں تردد کرنا

3۔ روزے کو باطل کرنے کی نیت کرنا (یعنی ایسا کام کرنے کا مصمم ارادہ کرے جو روزے کو باطل کرتا ہے اور ابھی تک انجام نہ دیا ہو)

آخری دو صورتوں میں احتیاط واجب یہ ہے کہ روزے کو پورا کرے اور بعد میں اس کی قضا بھی کرے

توجہ

مندرجہ بالا احکام معین واجب روزے مثلا ماہ رمضان اور معین نذر وغیرہ کے ہیں لیکن مستحب روزے اور غیر معین واجب روزے جن کا وجوب کسی دن سے مخصوص نہیں ہے ؛ ان میں روزہ ختم کرنے کا مصمم ارادہ کرے لیکن روزے کو باطل کرنے والا کوئی کام سرزد نہ ہوجائے اور بعد میں دوبارہ ظہر سے پہلے (اور مستحب میں مغرب سے پہلے) نیت کرے تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

تمرین

1۔ اگر کوئی رات کےابتدا میں اگلے دن کے روزے کی نیت کرے اور اس کے بعد سوجائے اور اذان صبح تک بیدار نہ ہوجائے تو کیا روزہ صحیح ہے؟

2۔ مستحب روزے کی نیت کب تک کرسکتے ہیں؟

3۔ یوم الشک کا حکم بیان کریں۔

4۔ روزہ باطل کرنے کی نیت اور قاطع کی نیت میں کیا فرق ہے؟

5۔ اگر کوئی ماہ رمضان میں روزہ باطل کرنے کا مصمم ارادہ کرے لیکن روزے کو باطل کرنے والا کوئی کام انجام دینے سے پہلے اپنے ارادے سے منصرف ہوجائے تو اس کے روزے کا کیا حکم ہے؟

سبق 60 : روزہ (3)
مبطلات روزہ ((1))

7 ۔ مبطلات روزہ

1۔ کھانا پینا

2۔ جماع کرنا

3۔ اسمتناء (اپنے ہاتھوں سے منی خارج کرنا)

4۔ خدا، پیغمبرپر اور ائمہ علیہم السلام سے کوئی جھوٹی بات منسوب کرنا (احتیاط واجب کی بناپر)

5۔ غلیظ غبار حلق تک پہنچانا (احتیاط واجب کی بناپر)

6۔ پورے سر کو پانی میں ڈبونا (احتیاط واجب کی بناپر)

7۔ اذان صبح تک جنابت، حیض اور نفاس کی حالت میں باقی رہنا

8۔ روان اور مائع چیزوں کے ذریعے امالہ کرنا (حقنہ لینا)

9۔ عمدا قے کرنا

توجہ

روزے کو باطل کرنے والے کاموں کو مفطرات روزہ کہتے ہیں۔

1۔ کھانا اور پینا

1۔ اگر روزے دار عمدا اور آگاہانہ کوئی چیز کھائے یا پیئے تو اس کا روزہ باطل ہوجاتاہے خواہ وہ چیز ایسی ہو جسے عموما کھایا پیا جاتا ہو یا ایسی ہو جسے کھایا پیا نہ جاتا ہو مثلا کاغذ اور کپڑا وغیرہ ، خواہ زیادہ ہو یا کم ہو مثلا پانی کے چھوٹے قطرے یا روٹی کا چھوٹا ٹکڑا۔

2۔ اگر روزے دار دانتوں کے ریخوں میں پھنسی ہوئی غذا عمدا نگل لے تو اس کا روزہ باطل ہوجاتا ہے لیکن اگر ریخوں میں غذا ہونے کا علم نہ ہو یا نگلنا عمدا اور توجہ کے ساتھ نہ ہو تو روزہ باطل نہیں ہوتا ہے۔

3۔ اگر روزے دار سہوا کوئی چیز کھا یا پی لے تو اس کا روزہ باطل نہیں ہوتا ہے خواہ واجب روزہ ہو یامستحب۔

4۔ منہ کا پانی نگلنے سے روزہ باطل نہیں ہوتا ہے۔

5۔ احتیاط واجب یہ ہے کہ روزےدار طاقتی انجکشن اور رگوں میں ڈالے جانے والے انجکشن اور مختلف انواع کے ڈرپ سے پرہیز کرے لیکن عضلات میں ڈالے جانے والا انجکشن جو طاقتی نہ ہو مثلا اینٹی بایوٹیک یا درد کو ختم کرنے والا یا بے حس کرنے والا انجکشن اور نیز زخموں اور جراحت پر ڈالنے والی دوائیاں استعمال کرنے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

6۔ احتیاط واجب یہ ہے کہ روزے دار نشے کے مواد سے جو ناک یا زبان کے نیچے جذب ہوتے ہیں، پرہیز کرے۔

7۔ اگر کوئی شخص غذا کھانے کے دوران متوجہ ہوجائے کہ صبح ہوئی ہے تو ضروری ہے کہ لقمے کو منہ سے باہر نکالے اور اگر عمدا نگل لے تو اس کا روزہ باطل ہوگا (عمدا روزے کو باطل کرنے والے کا حکم بعد میں بیان کیا جائے گا)

8۔ سر اور سینے کا بلغم جب تک منہ کے اندر والے حصے تک نہ پہنچےاسے نگلنے سے روزہ باطل نہیں ہوتا ہے لیکن اگر منہ میں آجائے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اسے نہ نگلے۔

9۔ اگر بیماری کا علاج کرنے کے لئے ضروری ہو تو دوائی وغیرہ کھانے میں کوئی اشکال نہیں ہے لیکن روزہ باطل ہوگا اور اس کی قضا بجالانا ضروری ہے۔

10۔ بچے کے لئے غذا کو چبانا اور غذا کو چکھنا وغیرہ جس سے عموما غذا حلق تک نہیں پہنچتی ہے ، روزے کو باطل نہیں کرتا ہے خواہ وہ اتفاقا اور بے

اختیار حلق تک پہنچ جائے لیکن اگر انسان شروع سے جانتا ہو کہ حلق تک پہنچ جائے گی تو نیچے چلی جانے کی صورت میں روزہ باطل ہوجاتا ہے۔

11۔ مسوڑوں اور دانتوں سے نکلنے والا خون جب تک حلق میں نہ جائے روزہ باطل نہیں ہوتا ہے اور چنانچہ اگر منہ کے پانی میں مل کر ختم ہوجائے تو پاک کے حکم میں ہے اور اسے نگلنے میں کوئی اشکال نہیں ہے اور روزے کو باطل نہیں کرتا ہے اسی طرح اگر آب دہان کے ساتھ خون ہونے کے بارے میں شک ہوجائے تو اس کو نگلنے میں کوئی اشکال نہیں ہے اور روزے کے صحیح ہونے میں کوئی ضرر نہیں پہنچاتا ہے۔

توجہ

منہ سے خون نکلنے سے ہی روزہ باطل نہیں ہوتا ہے لیکن اس کو حلق میں پہنچنے سے روکنا واجب ہے۔

2۔ جماع (جنسی آمیزش)

1۔ جنسی ملاپ روزے کو باطل کرتا ہے اگرچہ منی نہ نکلے۔

2۔ اگر روزے سے ہونا فراموش کرے اور جماع کرے تو اس کا روزہ باطل نہیں ہوتا ہے لیکن جب بھی یاد آئے فورا خود کو جماع کی حالت سے خارج کرنا چاہئے ورنہ روزہ باطل ہوگا۔

3۔ استمنا (جنسی خودارضائی)

1۔ اگر روزہ دار عمدا ایسا کام کرے جس سے منی نکلے تو اس کا روزہ باطل ہوتا ہے۔

2۔ دن میں محتلم ہونا (نیند میں منی خارج ہونا) روزے کو باطل نہیں کرتا ہے اور اگر روزہ دار جانتا ہو کہ دن کو سوجائے تو محتلم ہوگا تو سونے سے اجتناب کرنا لازم نہیں ہے۔

3۔ اگر روزہ دار منی خارج ہونے کے دوران نیند سے بیدار ہوجائے تو اس کو روکنا واجب نہیں ہے۔

4۔ خدا، پیغمبر اور ائمہ علیہم السلام سے کوئی جھوٹی بات منسوب کرنا

1۔ خدا، پیغمبروں اور معصومین علیہم السلام سے جھوٹی بات منسوب کرنا احتیاط واجب کی بناپر روزہ باطل ہونے کا باعث ہے اگرچہ بعد میں توبہ کرے اور کہے کہ جھوٹی نسبت دی ہے۔

2۔ کتابوں میں آنے والی روایات کو نقل کرنا جن کے بارے میں انسان کو جھوٹ ہونے کا علم نہ ہو کوئی اشکال نہیں ہے اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ ان کو کتاب کی طرف نسبت دیتے ہوئے نقل کرے (مثلا کہے کہ فلاں کتاب میں لکھا ہوا ہے کہ پیغمبرؐ نے فرمایا:۔۔۔)

5۔ غلیظ غبار حلق تک پہنچانا

1۔ احتیاط واجب کی بناپر روزے دارکو چاہئے کہ غلیظ غبار مثلا مٹی والی زمین پر جھاڑو دینے سے اٹھنے والا غبار حلق تک نہ پہنچائے لیکن حلق تک پہنچے بغیر غبار کا صرف منہ اور ناک کے اندر جانا روزے کو باطل نہیں کرتا ہے اسی طرح سیگریٹ وغیرہ کا دھواں بھی احتیاط واجب کی بناپر روزے کو باطل کرتا ہے۔

2۔ سانس کی بیماری کی دوائی کے طور پراسپرے استعمال کرناکوئی اشکال نہیں رکھتا ہے اور روزہ باطل ہونے کا باعث نہیں ہے۔

تمرین

1۔ مبطلات روزہ کون کون سے ہیں؟

2۔ روزے کی حالت میں انجکشن اور ڈرپ لگانے کا کیا حکم ہے؟

3۔روزے کی حالت میں بلڈ پریشر کی دوائی کھانا جائز ہے یا نہیں اور روزے کو نقصان پہنچاتا ہے یا نہیں؟

4۔ دن کو احتلام ہونے سے روزہ باطل ہوتا ہے یا نہیں؟

5۔ روزے کی حالت میں کتابوں سے روایات کو نقل کرنا جن کے جھوٹ ہونے کا انسان کو علم نہیں ، کیا حکم رکھتا ہے؟

6۔ روزے کی حالت میں سیگریٹ وغیرہ استعمال کرنے کا کیا حکم ہے؟

سبق 61 : روزه (4)
مبطلات روزه ((2))

6 سر کو پانی میں ڈبونا

1۔ اگر روزے دار عمدا پورے سر کو پانی میں ڈبوئے تو احتیاط واجب کی بناپر روزہ باطل ہوجاتا ہے اور ضروری ہے کہ اس دن کے روزے کی قضا بجالائے۔

2۔ گذشتہ مسئلے میں کوئی فرق نہیں ہے کہ سر کو پانی میں ڈبونے کے دوران بدن بھی پانی میں ہو یا بدن پانی سے باہر ہو اورصرف سر کو ڈبوئے۔

3۔ اگرکوئی شخص آدھے سر کو پانی میں ڈبوئے اور باہر نکالنے کے بعد باقی آدھا حصے کو پانی میں ڈبوئے تو روزہ باطل نہیں ہوگا۔

4۔ اگر کوئی شخص عمدا پورا سر پانی میں ڈبوئے لیکن تھوڑے بال پانی سے باہر رہیں تو احتیاط واجب کی بناپر روزہ باطل ہوتا ہے۔

5۔ اگر کوئی شخص شک کرے کہ پورا سر پانی میں ڈوبا ہے یا نہیں تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

6۔ اگر روزے دار بے اختیار پانی میں گرجائے اور پورا سر پانی میں ڈوب جائے تو اس کا روزہ باطل نہیں ہوگا لیکن ضروری ہے کہ فورا سر کو پانی سے باہر نکالے اسی طرح اگر کوئی شخص روزے کو فراموش کرے اور سر پانی میں ڈبودےتو روزہ باطل نہیں ہوگا لیکن جب بھی یاد آئے ضروری ہے کہ فورا سر کو پانی سے باہر نکالے۔

7۔ جو شخص مخصوص لباس (مثلا غوطہ خوروں کا لباس) پہن کر بدن تر ہوئے بغیر پانی میں ڈبکی لگائے چنانچہ لباس اس کے سر سے چسپان ہو تو روزے کا صحیح ہونا محل اشکال ہے اور احتیاط واجب کی بناپر اس کی قضا ضروری ہے۔

8۔ سر پر پانی ڈالنا یا حمام میں فوارے کے نیچے کھڑا ہونا روزے کو باطل نہیں کرتا ہے۔

7۔ اذان صبح تک جنابت، حیض اور نفاس کی حالت میں باقی رہنا

1۔ اگر کوئی ماہ رمضان کی رات میں جنب ہوجائے تو ضروری ہے کہ اذان صبح سے پہلے غسل کرے اور اگر عمدا اس وقت تک غسل نہ کرے تو اس کا روزہ باطل ہوتا ہے یہ حکم ماہ رمضان کے قضا روزے کے بارے میں بھی جاری ہوگا البتہ ماہ رمضان میں مغرب تک روزے کو باطل کرنے والے کاموں سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔

توجہ

اگر ماہ رمضان کی رات میں جنب ہوجائے اور بغیر عمد کے صبح تک غسل نہ کرے مثلا نیند کی حالت میں جنب ہوجائے اور اذان کے بعد تک سوتا رہے تو اس کا روزہ صحیح ہے لیکن قضا روزے میں اگر طلوع فجر تک سہوا غسل نہ کرے تو احتیاط کی بناپر اس کا روزہ باطل ہے۔

2۔ اگر کوئی شخص ماہ رمضان میں غسل جنابت کرنا بھول جائے اور جنابت کی حالت میں صبح کرے تو اس دن کا روزہ صحیح ہے لیکن اگر یہ فراموشی کئی روز طول پکڑے تو فراموشی کے ایام کے روزوں کی قضا کرنا ضروری ہے البتہ نمازیں ہرصورت میں باطل ہیں۔

3۔ اگر کسی شخص کو شک ہو کہ جنابت پر باقی رہنے سے روزہ باطل ہوتا ہے یا نہیں اور جنابت کی حالت میں روزہ رکھے تو احتیاط واجب کی بناپر اس کا روزہ باطل ہے۔ [1] اور ضروری ہے کہ قضا بھی بجالائے لیکن اگر یقین ہو کہ جنابت پر باقی رہنے سے روزہ باطل نہیں ہوتا ہے اور اس بناپر روزہ رکھے تو اس کا روزہ صحیح ہے اگرچہ روزے کی قضا کرنے میں احتیاط کی رعایت کرنا اچھا ہے۔

4۔ اگر کوئی ماہ رمضان میں نجس پانی سے غسل کرے اور کئی دنوں کے بعد متوجہ ہوجائے کہ پانی نجس تھا تو اس کے روزے صحیح ہونے کے حکم میں ہیں۔

5۔ اگر کسی شخص کا وظیفہ ماہ رمضان کی رات میں غسل کرنا ہو چنانچہ وقت تنگ ہونے یا پانی مضر ہونے یا کسی اور وجہ سے غسل نہ کرسکے تو ضروری ہے کہ غسل کے بدلے تیمم کرے۔

توجہ

جس شخص کا وظیفہ تیمم کرنا ہو اس کے لئے جائز ہے کہ ماہ رمضان کی رات میں خود جنب کرے اس شرط کے ساتھ جنب ہونے کے بعد تیمم کے لئے

کافی وقت ہو۔

اگر کوئی اذان صبح سے پہلے غسل جنابت یا اس کے بدلے تیمم کرے تو اس کا روزہ صحیح ہے اگرچہ اذان صبح کے بعد اس سے بے اختیار منی خارج ہوجائے۔

6۔ اگر کوئی اذان صبح سے پہلے سوجائے اور نیند میں احتلام ہوجائے اور اذان کے بیدار ہوجائے یا اذان کے بعد سوجائے اور نیند میں جنب ہوجائے تو جنابت کی وجہ سے روزے کو ضرر نہیں پہنچتا ہے البتہ نماز کے لئے غسل کرنا واجب ہے اور غسل کرنے میں نماز کے وقت تک تاخیر کرسکتا ہے

توجہ

اگر روزہ دار ماہ رمضان یا دوسرے ایام میں دن کو نیند میں جنب ہوجائے تو بیدار ہونے کے بعد فورا غسل کرنا واجب نہیں ہے۔

7۔ اگر کوئی شخص بیداری میں جنب ہوجائے یا نیند میں جنب ہونے کے بعد بیدار ہوجائے اور جانتا ہو کہ دوبارہ سوجائے تو صبح کی اذان تک غسل کے لئے بیدار نہیں ہوسکے گا تو غسل کرنے سے پہلے سونا جائز نہیں ہے اور اگر سوجائے اور اذان سے پہلے غسل نہ کرے تو روزہ باطل ہے لیکن اگر یہ احتمال دیتا ہو کہ صبح کی اذان سے پہلے غسل کرنےکے لئے بیدار ہوجائے گا اور غسل کرنے کا مصمم ارادہ بھی رکھتا ہو لیکن بیدار نہ ہوسکے تو اسکا روزہ صحیح ہےلیکن اگر بیدار ہونے کے بعد دوبارہ سوجائے اور صبح تک بیدار نہ ہوسکے تو اس دن کی قضا رکھنا ضروری ہے.

توجہ

اگر ماہ رمضان کو رات کو اذان صبح سے پہلے بیدار ہوجائے اور احتلام کی طرف متوجہ نہ ہوجائے اور دوبارہ سوجائے اور اذان صبح کے بعد بیدار ہوجائے اور متوجہ ہوجائے کہ اذن صبح سے پہلے احتلام ہوا تھا تو اس کا روزہ صحیح ہے اسی طرح اگر فجر سے پہلے شک کرے کہ احتلام ہوا ہے یا نہیں اور احتلام کا کوئی اثر نظر نہ آئے اور اس کے بارے میں کچھ انکشاف نہ ہوجائے اور اپنے شک کی پروا کئے بغیر سوجائے چنانچہ اذان صبح کے بعد بیدار ہوجائے اور متوجہ ہوجائے کہ طلوع فجر سے پہلے احتلام ہوا تھا تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

8۔ عورت اگر ماہواری کی عادت سے پاک ہوجائے اور غسل واجب ہوجائے اور اسی طرح نفاس (ولادت کی خون ریزی) سے پاک ہونے والی عورت پر بھی غسل واجب ہے چنانچہ اگر ماہ رمضان میں اذان صبح تک غسل میں تاخیر کرے تو اس کا روزہ باطل ہے۔

9۔ اگر روزہ دار عورت دن میں حیض یا نفاس سے پاک ہوجائے تو اس کا روزہ باطل ہےا گرچہ مغرب کے نزدیک کیوں نہ ہو

توجہ

اگر عورت کومعین نذر کے روزے کی حالت میں حیض آئے تو اس کا روزہ باطل ہوگا اور پاک ہونے کے بعد اس کی قضا واجب ہے۔

8۔ مائع چیز کے ذریعے انیما لینا

1۔ مائع چیز سے امالہ (حقنہ) لینا اگرچہ مجبوری یا علاج کی غرض سے لیا جائے، روزے کو باطل کرتا ہے۔

2۔ منجمد چیز سے انیما لینے میں کوئی اشکال نہیں اور روزے کو باطل نہیں کرتا ہے۔

9۔ عمدا قے کرنا

1۔ اگر روزے دار عمدا قے کرے تو اس کا روزہ باطل ہوجاتا ہے اگرچہ بیماری یا کسی اور وجہ سے اس کام پر مجبور ہو لیکن اگر سہوا یا بے اختیار قے کرے تو کوئی اشکال نہیں ہے۔

2۔ اگرکوئی شخص ڈکار لے اور اس کے منہ میں کوئی چیز آجائے تو ضروری ہے کہ باہر نکالے لیکن اگر بے اختیار نگل لے تو روزہ صحیح ہے۔

مبطلات روزہ کے بارے میں چند نکتے

اگر کوئی شخص عمدا اور اختیار کے ساتھ روزے کو باطل کرنے والا کوئی کام انجام دے تو اس کا روزہ باطل ہوتا ہے لیکن اگر عمدا نہ ہو مثلا پاوں پھسلنے سے پانی میں ڈوب جائے یا فراموشی سے کھانا کھائے یا زبردستی کوئی چیز اس کے حلق میں ڈالی جائے تو روزہ باطل نہیں ہوتا ہے۔

توجہ

اگر روزہ دار کو مبطلات روزہ انجام دینے پر کوئی مجبور کرے (یعنی مجبور کرے کہ روزہ دار خود افطار کرے مثلا کہے کہ اگر کھانا نہ کھائے تو جانی یا مالی ضرر پہنچائے گا اور وہ اس ضرر سے بچنے کے لئے کھانا کھائے) تو اس کا روزہ باطل ہوتا ہے۔

اگر روزے دار سہوا کوئی ایسا کام کرے جو روزے کو باطل کرتا ہو اور اسکے بعد یہ سمجھتے ہوئے کہ روزہ باطل ہوا ہے اسی کام کو عمدا دوبارہ انجام دے تو اس کا روزہ باطل ہوگا۔

اگر روزہ دار کو شک ہوجائے کہ روزہ باطل کرنے والا کوئی اکام انجام دیا ہے یا نہیں مثلا شک کرے کہ منہ میں داخل ہونے والا غلیظ غبار حلق تک پہنچا ہے یا نہیں یا منہ میں پانی ڈالنے کے بعد باہر نکالا ہے یا نہیں تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

تمرین

1۔ اگر کوئی مخصوص لباس (مثلا غوطہ خوری کا لباس) پہن کر بدن تر ہوئے بغیر پانی میں ڈبکی لگائے تو اس کے روزے کا کیا حکم ہے؟

2۔ شاور کے نیچے بیٹھنے یا برتن وغیرہ کے ذریعے سر پر پانی ڈالنے سے روزہ باطل ہوتا ہے یا نہیں ؟

3۔ کیا جنب شخص کے لئے طلوع آفتا ب کے بعد غسل جنابت کرکے قضا یا مستحب روزہ رکھنا جائز ہے؟

4۔ اگر ماہ رمضان یا دوسرے روزوں کی رات میں طلوع فجر تک غسل جنابت کرنا بھول جائے اور دن میں یاد آئے تو کیا حکم ہے؟

5۔ اگر مکلف ماہ رمضان کی رات کو اذان صبح سے پہلے بیدار ہوجائے اور دیکھے کہ احتلام ہوا ہے چنانچہ اذان صبح سے پہلے غسل کے لئے بیدار ہونے کی امید سے سوجائے اور اذان تک نیند میں رہے تو اس کے روزے کا کیا حکم ہے؟

6۔ اگر ڈکار لینے کے دوران روزہ دار کے منہ میں کوئی چیز آئے تو اس کا کیا وظیفہ ہے؟

---

[1] جن صورتوں میں احتیاط واجب کی بناپر روزہ باطل ہے مکلف کے لئے ضروری ہے کہ روزہ رکھے اور اس کی قضا بھی بجالائے۔

8۔ ماہ رمضان میں عمدا روزہ افطار کرنے کا کفارہ

1۔ کفارہ واجب ہونا اور اس کے موارد

1۔ اگر کوئی شخص ماہ رمضان میں عمدا اور اختیار سے اور بغیر کسی شرعی عذر کے روزے کو باطل کرنے والا کوئی کام انجام دے تو روزہ باطل ہونے کے علاوہ قضا بھی ہے اور کفارہ بھی ا واجب ہوجاتا ہے خواہ افطار کرنے کے دوران کفارہ واجب ہونے کو جانتا ہو یا نہ جانتا ہو۔

توجہ

اگرکوئی شخص حکم شرعی سے بے خبر ہونے کی وجہ سے ایسا کام کرے جس سے روزہ باطل ہوتا ہو مثلا نہیں جانتا ہو کہ سر کو پانی میں ڈبونے سے روزہ باطل ہوجاتا ہے چنانچہ سر کو پانی میں ڈبوئے تو روزہ باطل ہوگا اور ان کی قضا بجالانا ضروری ہے لیکن اس پر کفارہ واجب نہیں ہے۔

اگر کوئی شخص جانتا ہو کہ کوئی کام حرام ہے لیکن نہیں جانتا ہو کہ اس سے روزہ باطل ہوجاتا ہے چنانچہ انجام دے تو قضا کے علاوہ احتیاط واجب کی بناپر کفارہ بھی دینا ضروری ہے۔

اگر کسی وجہ سے روزہ باطل کرنا روزے دار کے لئے جائز یا واجب ہوجائے مثلا روزے کو باطل کرنے والے کسی کام پر مجبور کیا جائے یا پانی میں غرق ہونے والے کو نجات دینے کے لئے پانی میں کودے تو اس صورت میں اس پر کفارہ واجب نہیں ہے لیکن اس دن کی قضا بجالانا چاہئے۔

2۔ اگر روزے دار کے حلق سے کوئی چیز منہ میں آجائے تو اس کو نہیں نگلنا چاہئے اور اگر عمدا نگل لے تو قضا اور کفارہ واجب ہیں۔

3۔ اگر کوئی شخص ماہ رمضان میں کہے کہ مغرب ہوگئی ہے اور انسان کو اس پر اعتماد نہ ہو اور افطار کرے اس کے بعد متوجہ ہوجائے کہ مغرب نہیں ہوئی تھی تو قضا اور کفارہ دونوں واجب ہیں۔

4۔ جماع میں دونوں افراد کا روزہ باطل ہوتا ہے اور دونوں پر قضا اور کفارہ واجب ہیں۔

2۔ کفارے کی مقدار اور کیفیت

1۔ دین اسلام میں مارہ رمضان میں عمدا روزہ افطار کرنے کا کفارہ تین چیزوں میں سے ایک ہے ؛

1۔ ایک غلام آزادکرے

2۔ دو مہینے (ساٹھ دن) روزہ رکھے

3۔ ساٹھ فقیروں کو کھانا کھلائے

توجہ

چونکہ آج کے دور میں ظاہرا کوئی غلام موجود نہیں ہے جس کو آزاد کیا جائے پس مکلف کو باقی دونوں کاموں میں سے ایک کو انجام دینا چاہئے۔

اگر کوئی حرام طریقے سے جماع کرکے یا حرام چیز کھاکر یا پی کر ماہ رمضان میں اپنا روزہ باطل کرے تو تین کفاروں میں سے ایک کافی ہے اگرچہ احتیاط مستحب ہے کہ تینوں کفارے (ایک غلام کو آزاد کرنا[1]، ساٹھ دن روزے رکھنا اور ساٹھ فقیروں کو کھاناکھلانا) دے۔

اگر کوئی شخص کفارہ عمدی کے طور پر واجب تین چیزوں میں سے کوئی بھی انجام دینے پر قادر نہ ہو تو ضروری ہے جتنے فقیروں کو کھانا دے سکتا ہے، کھانا کھلائے اور احتیاط یہ ہے کہ استغفار بھی کرے اور اگر کھانا کھلانے پر بالکل قدرت نہیں رکھتا ہو تو استغفار کرنا کافی ہے یعنی دل اور زبان سے کہے : استغفرُ اللہَ (اللہ سے بخشش طلب کرتا ہوں)

اگر روزہ رکھنے اور کھاناکھلانے پر قدرت نہ ہونے کی وجہ سے کسی شخص کا وظیفہ استغفار کرنا ہو چنانچہ بعد میں روزہ رکھنے یا فقیروں کو کھانا کھلانے

پر قادر ہوجائے تو اس کام کو انجام دینا لازم نہیں اگرچہ احتیاط مستحب کے موافق ہے۔

2۔ اگر کوئی شخص ماہ رمضان کا کفارہ دو مہینے روزے رکھنا چاہے تو ضروری ہے کہ ایک پورا مہینہ اور اگلے مہینے کے کم از کم ایک دن تک مسلسل روزے رکھے اور اگر دوسرے مہینے کے باقی ایام میں پے درپے روزہ نہ رکھے تو کوئی اشکال نہیں ہے۔

3۔ اگر کوئی شخص ساٹھ دن روزے رکھنا چاہے اور اس دوران کسی عذر کی وجہ سے مثلا بیماری یا حیض کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکے تو عذر برطرف ہونے کے بعد باقی روزے رکھ سکتا ہے اور لازم نہیں ہے کہ دوبارہ شروع سے رکھے۔

4۔ ساٹھ فقیروں کو دو طریقوں سے کھانا کھلاسکتے ہیں ؛

1۔ تیار شدہ کھانا پیٹ بھر کر کھلائیں

2۔ ہر ایک کو 750 گرام (ایک مد) گندم، آٹا، روٹی، چاول یا دوسری غذائی اجناس دیں۔

5۔ اگر کوئی شخص کفارے کے طور پر ساٹھ فقیروں کو (اس تفصیل کے مطابق جو گذشتہ مسئلے میں گزرگئی) کھانا کھلانا چاہے چنانچہ ساٹھ فقیر دسترس میں ہوں تو دو یا زیادہ افراد کا حصہ ایک فرد کو نہیں دے سکتا ہے بلکہ لازم ہے کہ ساٹھ فقیروں میں سے ہر ایک کو اپنے حصے کے برابر کھانا دے البتہ فقیر کے خاندانی افراد کا حصہ اس کے حوالے کرسکتا ہے تاکہ وہ ان پر خرچ کرے۔

توجہ

فقیر میں بچہ اور بزرگ یا مرد اور عورت میں کوئی فرق نہیں ہے۔

3۔ کفارے کے احکام

1۔ اگر روزے دار ایک دن میں ایک دفعہ سے زیادہ مبطلات روزہ کو انجام دے توصرف ایک کفارہ واجب ہے البتہ اگرجماع یا استمنا کے ذریعے روزے کو باطل کرے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ جماع یا استمنا کی تعداد کے مطابق کفارہ دے۔

2۔ جس شخص نے اپنا روزہ عمدا باطل کیا ہو اگر روزہ باطل کرنے کے بعد سفر کرے تو کفارہ ساقط نہیں ہوگا بنابراین اگر جنابت کی حالت میں نیند سے بیدار ہوجائے اور جنابت کے بارے میں علم ہوجائے اور فجر سے پہلے غسل یا تیمم کے لئے اقدام نہ کرے اور روزے سے فرار کرنے کے لئے طلوع فجر کے بعد سفر کرنے کا مصمم ارادہ کرے اور اس کام کو انجام بھی دے تو رات کو سفر کا قصد اور مصمم ارادہ کرنا اور دن میں سفر کرنا کفارہ ساقط ہونے کے لئے کافی نہیں ہے۔

3۔ اگر کسی پر کفارہ واجب ہوجائے تو اس کو فورا دینا لازم نہیں ہے لیکن اتنی تاخیر نہیں کرنا چاہئے کہ واجب ادا کرنے میں کوتاہی شمار ہو جائے۔

4۔ اگر واجب کفارے کو ادا کرنے میں کئی سال گزرجائیں اور ادا نہ کرے تو اس پر کچھ اضافہ نہیں ہوتا ہے۔

5۔ روزے کے کفارے میں قضا اور کفارے کے درمیان ترتیب واجب نہیں ہے۔

تمرین

1۔ اگر کوئی مسئلے کا حکم نہ جاننے کی وجہ سے حرام کام انجام دے لیکن اس کے ذریعے روزہ باطل ہونے کو نہیں جانتا ہو تو کیا ان روزوں کی قضا کافی ہے؟

2۔ اگر مرد اپنی بیوی سے ماہ رمضان میں جماع کرے اور بیوی بھی اس پر راضی ہوتو کیا حکم ہے؟

3۔ ماہ رمضان میں عمدا افطار کرنے کے کفارے کی مقدار بیان کریں۔

4۔ اگر کوئی حرام طریقے سے جنسی آمیزش کرے یا استمناء یا حرام چیز کھانے یا پینے کے ذریعے روزے کو باطل کرے تو کیا حکم ہے؟

5۔ اگر روزہ دار ایک دن میں ایک مرتبہ سے زیادہ روزے کو باطل کرے تو کیا وظیفہ ہے؟

6۔ اگر کئی سال گزرنے تک واجب کفارہ ادا نہ کرے تو اس پر کچھ اضافہ ہوگا یا نہیں؟

---

[1] موجودہ دور میں اس کا کوئی وجود نہیں ہے

9۔ ماہ رمضان کا قضا روزہ افطار کرنے کا کفارہ

1۔کفارہ واجب ہونا اور اس کے موارد

اگر کوئی ماہ رمضان کے روزے کی قضا رکھے تو ظہر کے بعد روزے کو باطل کرنا جائز نہیں ہے اور اگر عمدا ایسا کام کرے تو کفارہ دینا چاہئے

توجہ

اگر کوئی ماہ رمضان کے روزے کی قضا بجالائے تو ظہر سے پہلے اس شرط کے ساتھ افطار کرسکتا ہے کہ روزے کی قضا کے لئے وقت تنگ نہ ہو پس اگر وقت تنگ ہو مثلا پانچ روزوں کی قضا اس کے ذمے ہو اور ماہ رمضان کے لئے بھی پانچ دن سے زیادہ باقی نہ ہو تو احتیاط یہ ہے کہ ظہر سے پہلے بھی روزے کو افطار نہ کرے۔

اگر کوئی ماہ رمضان کے روزوں کی قضا بجالانے کے لئے اجیر بن جائے اور زوال کے بعد افطار کرے تو اس پر کفارہ واجب نہیں ہے۔

2۔ کفارے کی مقدار

ماہ رمضان کے قضا روزے کو افطار کرنے کا کفارہ یہ ہے کہ دس فقیروں کو کھانا دے اور اگر نہ دے سکے تو تین دن روزہ رکھے۔

3۔ تاخیر کا کفارہ

1۔ کفارے کا وجوب اور اس کا مورد

1۔ اگر کوئی کسی عذر کی وجہ سے ماہ رمضان میں روزہ نہ رکھے اور آئندہ رمضان تک سستی کی وجہ سے اور کسی عذر کے بغیر اس کی قضا بجانہ لائے تو اس کے بعد قضا بجالانا چاہئے اور ہر روزے کے لئے تاخیر کا کفارہ ادا کرے لیکن اگر روزے میں مانع بننے والے کسی عذر (مثلا سفر) کے برقرار رہنے کی وجہ سے آئندہ سال کے ماہ رمضان تک قضا میں تاخیر کرے تو رہ جانے والے روزوں کی قضا بجالانا کافی ہے اور کفارہ دینا واجب نہیں ہے اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ قضا بجالائے اور کفارہ بھی دے البتہ بیماری کے بارے میں ایک خصوصی وضاحت ہے جو بعد میں بیان کی جائے گی۔

2۔ اگر عمدا ماہ رمضان کا روزہ نہ رکھے اور کسی عذر کے بغیر آئندہ رمضان تک اس کی قضا بھی بجا نہ لائے تو قضا اور عمدا افطار کرنے کا کفارہ دینے کے ساتھ ساتھ ہر روز کے لئے تاخیر کا ایک کفارہ (جو گذشتہ مسئلے میں بیان کیا گیاہے) بھی فقیر کو دے۔

توجہ

روزے کی قضا میں آئندہ ماہ رمضان تک تاخیر کی صورت میں کفارہ واجب ہونے کے بارے میں جاہل ہونے کی وجہ سے کفارہ ساقط نہیں ہوتا ہے بنابراین اگر کوئی شخص نہیں جانتا تھا کہ روزے کی قضا بجالانا واجب ہے اس وجہ سے آئندہ رمضان تک اپنے روزوں کی قضا بجالانے میں تاخیر کرے تو ہر دن کے لئے تاخیر کا کفارہ دینا چاہئے۔

ماہ رمضان کے روزوں کی قضا میں تاخیر کا کفارہ ایک مرتبہ واجب ہے (اگرچہ کئی سال تاخیر ہوجائے) اور متعدد سال گزرنے سے کفارہ میں اضافہ نہیں ہوتا ہے بنابراین اگر ماہ رمضان کے روزوں کی قضا میں کئی سال تاخیر کرے تو قضا بجالانا چاہئے اور ہر دن کے لئے تاخیر کا ایک کفارہ دیناچاہئے۔

2۔ کفارے کی مقدار

تاخیر کا کفارہ یہ ہے کہ فقیر کو ایک مد کھانا دے۔

توجہ

اگر ہر دن کے لئے ایک مد کھانا دینا چاہے تو ایک فقیر کو کئی دنوں کا کفارہ دے سکتا ہے۔

11۔ فدیہ (مد)

1۔ فدیہ کے موارد

1۔ بوڑھا اور بوڑھی جن کے لئے روزہ رکھنا باعث مشقت ہے۔

2۔ جو شخص استسقا کی بیماری میں مبتلا ہو یعنی زیادہ پیاس لگنے کی وجہ سے اس کے لئے روزہ رکھنے میں مشقت ہوتی ہے۔

3۔ حاملہ عورت جس کا وضع حمل نزدیک ہے اور ڈرتی ہےکہ روزہ اس کے حمل کے لئے نقصان دہ ہے۔

4۔ دودھ دینے والی عورت جس کا دودھ کم ہے اور ڈرتی ہے کہ روزہ اس بچے کے لئے نقصان دہ ہے جس کو وہ دودھ دیتی ہے۔

5۔ بیمار شخص جس کے لئے روزہ نقصان دہ ہو اور اس کی بیماری آئندہ سال کے رمضان تک برقرار رہے۔

1۔ بڑھاپے کی وجہ سے مرد یا عورت کے لئے روزہ رکھنا مشقت کا باعث ہوتو ان پر روزہ واجب نہیں ہے اور ضروری ہے کہ ہر دن کے لئے ایک مد کھانا (مثلا گندم، جو یا چاول) فقیر کو فدیہ دے اور اگر روزہ رکھنے کی بالکل طاقت نہیں رکھتے ہوں تو احتیاط کی بناپر فدیہ دینا ضروری ہے اور دونوں صورتوں میں چنانچہ رمضان کے بعد روزہ رکھ سکیں تو احتیاط مستحب کی بناپر روزوں کی قضا کریں۔

2۔ اگر کوئی شخص ایسی بیماری میں مبتلا ہو کہ پیاس زیادہ لگتی ہو جس کو تحمل نہیں کرسکتا ہو یا پیاس کو تحمل کرنا اس کے لئے مشقت ہو تو اس پر روزہ واجب نہیں ہے البتہ دوسری صورت میں (جب مشقت ہو) ضروری ہے کہ ہر دن کے لئے ایک مد کھانا فقیر کو دے اور احتیاط واجب کی بناپر پہلی صورت میں بھی یہی فدیہ دے اور چنانچہ ماہ رمضان کے بعد روزہ رکھ سکے تو احتیاط مستحب کی بناپر روزوں کی قضا بجالائے۔

3۔ اگر حاملہ عورت کے وضع حمل کا وقت قریب ہو چنانچہ روزہ رکھنا بچے کے لئے یا خود اس کے لئے مضر ہونے کا خوف ہوتو روزہ واجب نہیں ہے اور پہلی صورت میں (جب بچے کے لئے مضرہو) ہر دن کے لئے ایک مد کھانا یعنی گندم یا جو وغیرہ (فدیہ کے نام سے) فقیر کو دینا ضروری ہے اور ماہ رمضان کے بعد اس کی قضا بھی بجالائے اور دوسری صورت میں جب خود اس کے لئے مضر ہوتو تو ضروری ہے کہ جو روزے نہیں رکھے ہیں ان کی قضا کرے اور احتیاط کی بناپر فدیہ بھی دے۔ جس عورت کا وضع حمل قریب نہ ہواس کے لئے مذکورہ احکام احتیاط واجب پر مبنی ہیں۔

4۔ اگر بچے کو دودھ پلانے والی عورت (بچے کی ماں ہو یا دائی ، اجرت کے ساتھ دودھ پلائے یا اجرت کے بغیر) دودھ خشک ہونے یا کم ہونے کے خوف سے روزہ رکھنے کو بچے کے لئے مضر سمجھتی ہو تو اس پر روزہ واجب نہیں ہے اور ضروری ہے کہ ہر دن کے لئے فدیہ دے اور بعد میں روزوں کی قضا بھی بجالائے لیکن روزہ خود اس کے لئے مضر ہوتو احتیاط کی بناپر فدیہ واجب ہے۔

5۔ گذشتہ دونوں مسئلوں میں اگر آئندہ ماہ رمضان تک روزہ نہ رکھے چنانچہ کوتاہی کی ہو تو قضا کے علاوہ تاخیر کا کفارہ بھی واجب ہے لیکن اگر کسی عذر کی وجہ سے قضا بجانہ لائے تو تاخیر کا کفارہ نہیں ہے اور چنانچہ عذر بچے کے لئے ضرر کی صورت میں ہوتو جب بھی ممکن ہو روزوں کی قضا بجالانا ضروری ہے اور اگر عذر خود عورت کے لئے ضرر کی صورت میں ہوتو قضا ساقط ہوگی اور ہر دن کے لئے ایک فدیہ دینا ضروری ہے۔

6۔ مریض اگر بیماری کی وجہ سے ماہ رمضان کے روزے نہ رکھے اور اس کی بیماری آئندہ سال کے رمضان تک برقرار رہے تو جو روزے نہیں رکھے ہیں ان کی قضا واجب نہیں ہے بلکہ ہر دن کے لئے فقط فدیہ دینا چاہئے۔

توجہ

عورت کا فدیہ یا کفارہ اس کے شوہر پر نہیں بلکہ خود پر واجب ہے اگرچہ حمل یا دودھ دینے کی وجہ سے روزہ نہ رکھا ہو اسی طرح اولاد کا کفارہ یا فدیہ باپ کے ذمے نہیں ہے البتہ شوہر یا باپ بیوی یا اولاد کا وکیل بن کر ان کا فدیہ یا کفارہ ادا کرسکتے ہیں۔

2۔ فدیہ کی مقدار

فدیہ کی مقدار تاخیر کےکفارے کی مقدار کے برابر ہے یعنی فقیر کو ایک مد کھانا دینا چاہئے۔

کفارے کے بارے میں ایک نکتہ

اگر کسی معین دن میں روزہ رکھنے کی نذر کرے چنانچہ اس دن عمدا روزہ نہ رکھے یا اپنا روزہ باطل کرے تو کفارہ دینا چاہئے۔

توجہ

نذر کا کفارہ یہ ہے کہ دس فقیروں کو کھانا کھلائے یا کپڑے پہنائے اور اگر اس کی توانائی نہیں رکھتا ہو تو تین دن روزہ رکھے۔

تمرین

1۔ ماہ رمضان کا روزہ افطار کرنے کے کفارے کی مقدار اور اور مورد بیان کریں۔

2۔ تاخیر کے کفارے کی مقدار اور مورد بیان کریں۔

3۔ اگر کوئی اس بات سے جاہل ہو کہ رمضان کے روزوں کی قضا آئندہ سال رمضان تک رکھنا واجب ہے چنانچہ اپنے روزوں کی قضا کو آئندہ رمضان تک تاخیر کرے تو تاخیر کا کفارہ واجب ہے یا نہیں؟

4۔ فدیہ کے موارد کون کونسے ہیں؟

5۔ اگر عورت بیماری کی وجہ سے روزہ رکھنے سے معذور ہو اور آئندہ رمضان تک قضا رکھنے کی بھی قدرت نہ رکھتی ہو تو اس صورت میں کفارہ اس عورت پر واجب ہے یا اس کے شوہر پر؟

6۔ اگر عورت مسلسل دو سال ماہ رمضان میں حاملہ ہونے کی وجہ سے ان دنوں میں روزہ نہ رکھ سکی لیکن آج روزہ رکھنے کی طاقت رکھتی ہو تو کیا حکم ہے؟

12۔ وہ موارد جن میں قضا واجب ہے لیکن کفارہ واجب نہیں

1۔ اگر کوئی ماہ رمضان میں روزے کی نیت نہ کرے لیکن روزے کو باطل کرنے والا کوئی کام انجام نہ دے تو اس دن کے روزے کی قضا واجب ہے لیکن کفارہ واجب نہیں ہے۔

2۔ اگر کوئی شخص ماہ رمضان میں غسل جنابت کرنا بھول جائے اور کئی دن روزہ رکھے تو ان دنوں کی اس پر صرف قضا واجب ہے۔

3۔ اگر ماہ رمضان کی سحری کے دوران صبح ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں تحقیق کئے بغیر ایسا کام انجام دے جو روزے کو باطل کرتا ہے اور بعد میں علم ہوجائے کہ صبح ہوگئی تھی تو ضروری ہے کہ اس دن کی قضا بجالائے لیکن اگر تحقیق اور صبح نہ ہونے پر علم ہونے کے بعد انجام دیا ہو اور بعد میں پتا چلے کہ صبح ہوگئی تھی تو اس دن کی قضا واجب نہیں ہے۔

4۔ اگرکسی شخص کو ماہ رمضان کے دن میں فضا تاریک ہونے کی وجہ سے یقین ہوجائے کہ مغرب ہوگئی ہے یا وہ لوگ جن کی بات شرعی طورپر حجت ہے کہیں کہ مغرب ہوگئی ہے اور افطار کرے اس کے بعد پتا چلے کہ مغرب نہیں ہوئی تھی تو ضروری ہے کہ اس دن کے روزے کی قضا بجالائے۔

5۔ اگر کوئی شخص مطلع ابرآلود ہونے کی وجہ سے گمان کرے کہ مغرب ہوگئی ہے اور افطار کرےاور بعد میں علم ہوجائے کہ مغرب نہیں ہوئی تھی تو اس دن کی قضا واجب نہیں ہے۔

6۔ ماہ رمضان کی سحری میں جب تک طلوع فجر کا یقین نہ ہوجائے روزے کو باطل کرنے والے کاموں کو انجام دے سکتے ہیں لیکن اگر بعد میں معلوم ہوجائے کہ اس وقت صبح ہوگئی تھی تو اس کا حکم مسئلہ ((3)) میں بیان کیا گیا ہے۔

7۔ ماہ رمضان کے دن میں جب تک مغرب ہونے کا یقین نہ ہوجائے افطار نہیں کرسکتے ہیں اور اگر مغرب کا یقین ہونے کی وجہ سے افطار کرے اور بعد میں معلوم ہوجائے کہ مغرب نہیں ہوئی تھی تو اس کا حکم مسئلہ ((4 اور 5)) میں بیان کیا گیا ہے۔

8۔ اگر روزے دار وضو کرنے کے دوران (جب منہ میں تھوڑا پانی گھمانا اور کلی کرنا مستحب ہے) اس اطمینان کے ساتھ کہ پانی حلق تک نہیں پہنچے گا، کلی کرے اور بے اختیار پانی حلق میں چلا جائے تو چنانچہ واجب نماز کے وضو کے لئے یہ کام انجام دیا ہو تو روزہ صحیح ہے لیکن اگر غیر واجب نماز کے وضو کے لئے یا وضو کے علاوہ کسی اور کام مثلا ٹھنڈک پہنچانے کے لئے پانی ڈالا ہو اور بے اختیار پانی حلق میں چلا جائے تو احتیاط کی بناپر اس دن کی قضا بجالانا ضروری ہے۔

13۔ قضا روزے کے احکام

1۔ اگر کوئی شخص ایک دن یا کئی دن بے ہوش یا کومے میں رہے تو جتنے روزے چھوٹ گئے ہیں ان کی قضا رکھنا لازم نہیں ہے۔

2۔ اگر مست ہونے کی وجہ سے کسی کا روزہ چھوٹ جائے تو گویا اس نے مستی کے نتیجے میں روزے کی نیت نہیں کی اگرچہ پورا دن مبطلات سے پرہیز کرے پھر بھی اس کا روزہ صحیح نہیں ہے اور اس کی قضا واجب ہے۔

3۔ اگر کوئی شخص نیت کرے اس کے بعد مست ہوجائے اور پورا دن یا دن کا کچھ حصہ مستی کی حالت میں گزارے تو احتیاط واجب کی بناپر اس دن کے روزے کی قضا کرنا ضروری ہے مخصوصا شدید مستی میں جو عقل زائل ہونے کا باعث ہے۔

توجہ

گذشتہ دونوں مسئلوں میں کوئی فرق نہیں ہے کہ مست کرنے والی چیز کو استعمال کرنا اس کے لئے حرام ہو یا بیماری یا اس کے موضوع[1] سے بے خبر ہونے کی وجہ سے حلال ہو۔

4۔ جن دنوں میں عورت نے حیض یا وضع حمل کی وجہ سے روزہ نہیں رکھا ہے ضروری ہے کہ ماہ رمضان کے بعد قضا کرے۔

5۔ اگر کوئی شخص کسی عذر کی وجہ سے ماہ رمضان کے کچھ روزے نہ رکھے اور ان کی تعداد معلوم نہ ہو چنانچہ عذر کے آغاز کے بارے میں نہ جانتا ہو مثلا ماہ رمضان کی پچیسویں تاریخ کو سفر کیا تھا کہ چھے روزے چھوٹ گئے تھے یا چھبیسویں تاریخ کو سفر کیا تھا کہ پانچ روزے چھوٹ گئے تھے تو کم دنوں کی قضا کرسکتا ہے لیکن اگر عذر شروع ہونے کا وقت جانتا ہو مثلا مہینے کی پانچویں تاریخ کو سفر کیا تھا لیکن دسویں کی رات کو واپس آیاتھا کہ پانچ روزے چھوٹ گئے یا گیارہویں کی رات کو واپس آیاتھا کہ چھے روزے چھوٹ گئے تھے تو اس صورت میں احتیاط (واجب) یہ ہے کہ زیادہ دنوں کی

قضا کرے۔

6۔ اگر کسی شخص پر چند سالوں کے رمضان کے روزوں کی قضا واجب ہوتو جس سال کے روزوں کی قضا پہلے کرنا چاہے صحیح ہے لیکن آخری رمضان کی قضا کا وقت تنگ ہو مثلا آخری رمضان کے پانچ روزوں کی قضا واجب ہو اور آئندہ رمضان شروع ہونے میں پانچ ہی دن باقی ہوں تو اس صورت میں احتیاط واجب یہ ہے کہ آخری رمضان کے روزوں کی قضا کرے۔

7۔ اگر کوئی شخص ماہ رمضان کے روزوں کی قضا بجالائے چنانچہ قضا کا وقت تنگ نہ ہو تو ظہر سے پہلے روزے کو توڑ سکتا ہے اور اگر وقت تنگ ہو یعنی آئندہ رمضان شروع ہونے میں قضا روزوں کی تعداد کے برابر ہی دن باقی ہوں تو احتیاط یہ ہے کہ ظہر سے پہلے بھی روزے کو نہ توڑے۔

8۔ اگر کوئی بیماری کی وجہ سے ماہ رمضان میں روزے نہ رکھے اور دوسرے سال کے رمضان تک اس کی بیماری طول پکڑے تو روزوں کی قضا واجب نہیں ہے لیکن اگر دوسرے عذر (مثلا سفر) کی وجہ سے روزہ نہ رکھے اور اس کا عذر آئندہ رمضان تک برقرار رہے تو ماہ رمضان کے بعد ان روزوں کی قضا بجالانا واجب ہے اسی طرح اگر بیماری کی وجہ سےروزہ ترک کیا ہو اور بیماری دور ہونے کے بعد کوئی اور عذر مثلا سفر پیش آئے یا ماہ رمضان میں بیماری کے علاوہ کوئی اور عذر پیش آیا اور رمضان کے بعد دور ہوا لیکن بیماری کی وجہ سے آئندہ ماہ رمضان تک روزہ نہ رکھ سکا۔

قضاروزے کے بارے میں ایک نکتہ

اگر کوئی شخص فقط جسمانی کمزوری اور طاقت نہ ہونے کی وجہ سے ماہ رمضان کے روزے اور آئندہ رمضان تک اس کی قضا رکھنے پر بھی قادر نہ ہو تو قضا ساقط نہیں ہوگی اور جب بھی قادر ہوجائے ضروری ہے کہ قضا بجالائےبنابراین جو لڑکی بلوغت کی عمر کو پہنچی ہو لیکن جسمانی کمزوری کی وجہ سے روزہ رکھنے کی طاقت نہ رکھتی ہو اور آئندہ ماہ رمضان تک بھی اس کی قضا بجانہ لاسکے تو واجب ہے کہ چھوٹ جانے والے روزوں کی قضا کرے اسی طرح اگر کسی شخص نے چند سال روزہ نہ رکھا ہو اور توبہ کرکے ان کو ازالہ کرنے کا مصمم ارادہ رکھتا ہو تو واجب ہے کہ چھوٹ جانے والے تمام روزوں کی قضا کرے اور چنانچہ قضا نہ کرسکے تو روزوں کی قضا ساقط نہیں ہوگی بلکہ اس کے ذمے باقی رہے گی۔

14۔ ماں باپ کے قضا روزوں کے احکام

1۔ اگر باپ نےاور نیز احتیاط واجب کی بناپر ماں نےسفر کے علاوہ کسی اور عذر کی وجہ سے اپنے روزے نہ رکھے ہوں اور قضا کرنے پر قادر ہوتے ہوئے قضا بھی نہ کی ہو تو بڑے بیٹے پر واجب ہے کہ ان کی وفات کے بعد خود یا کسی کو اجیر بناکر ان روزوں کی قضا بجالائے لیکن سفر کی وجہ سے جو روزے نہ رکھے ہوں ان کی قضا واجب ہے اگرچہ والدین قضا بجالانے کی فرصت نہیں رکھتے تھے یا ممکن نہیں تھا۔

2۔ والدین نے جو روزے عمدا نہیں رکھے ہیں احتیاط واجب کی بناپر بڑے بیٹے کو چاہئے کہ (خود یا کسی کو اجیر بناکر) قضا بجالائے۔

3۔ ماں باپ کے روزے اور نماز کی قضا میں نماز اور روزے کے درمیان کوئی ترجیح نہیں ہے اور جس کو چاہے مقدم کرسکتے ہیں۔

15۔ مسافر کے روزے کے احکام

1۔ اگر کوئی شخص ماہ رمضان میں سفر کرے چنانچہ اس کی نماز قصر ہوجائے تو روزہ نہیں رکھنا چاہئے اور اگر وہ سفر میں چار رکعتی نماز پڑھتا ہو (مثلا وہ مسافر جس نے کسی جگہ دس دن قیام کا قصد کیا ہو یا سفر اس کا پیشہ ہو) تو روزہ رکھنا واجب ہے۔

2۔ اگر کوئی شخص ظہر کے بعد سفر کرے تو ضروری ہے کہ روزے کو برقرار رکھے لیکن اگر ظہر سے پہلے سفر کرے چنانچہ رات سےہی سفر کا قصد رکھتا ہو تو اس کا روزہ باطل ہے لیکن اگر دن میں سفر کا قصد کیا ہو تو احتیاط واجب کی بناپر روزہ رکھنا ضروری ہے اور ماہ رمضان کے بعد اس کی قضا بھی کرے۔

3۔ اگر مسافر ظہر سے پہلے وطن میں داخل ہوجائے یا ایسی جگہ پہنچ جائے جہاں دس دن قیام کا قصد رکھتا ہوچنانچہ روزے کو باطل کرنے والا کوئی کام انجام نہ دیا ہوتو روزہ رکھنا چاہئے اور اگر انجام دیا ہوتو بعد میں قضا بجالانا چاہئے لیکن اگر ظہر کے بعد داخل ہوجائے تو روزہ نہیں رکھ سکتا ہے۔

4۔ ماہ رمضان میں سفر کرنا اگرچہ روزے سے بچنے کے لئے ہی کیوں نہ ہوجائز ہے البتہ بہتر ہے کہ سفر نہ کرے مگر اس صورت میں جب کسی ضروری یا نیک کام کے لئے سفر کرے۔

مسافر کے روزے اور اعتکاف کے بارے میں ایک نکتہ

اگر مسافر اعتکاف کا مصمم ارادہ رکھتا ہو چنانچہ دس دن قیام کا قصد کرے یا سفر کے دوران روزہ رکھنے کی نذر کی ہو تو سفر کے دوران اعتکاف میں بیٹھنا جائز ہے لیکن اگر قصد اقامت یا سفر میں روزے کی نذر نہ کی ہو تو سفر کے دوران اس کا روزہ صحیح نہیں ہے اور روزہ صحیح نہ ہونے کی وجہ سے

اعتکاف بھی صحیح نہیں ہے۔

تمرین

1۔ اگر روزہ دار منہ میں پانی گھمائے اور بے اختیار حلق میں چلاجائے تو کیا اس کا روزہ باطل ہے؟

2۔ اگر کسی پر کئی سال کے رمضان کے قضا روزے ہوں تو ان روزوں کو کس طرح بجالانا چاہئے؟

3۔ نو سالہ لڑکی پر روزہ واجب ہوجائے لیکن دشواری کی وجہ سے روزے کو افطار کرے تو کیا قضا واجب ہے؟

4۔ ماں باپ کے قضا روزوں کا کیا حکم ہے؟ توضیح دیں۔

5۔ اگر کوئی زوال سے پہلے محل اقامت میں پہنچنے کا ارادہ رکھتا ہو لیکن راستے میں کوئی حادثہ پیش آنے کی وجہ سے معین وقت میں منزل مقصود تک نہ پہنچ سکے تو کیا اس کے روزے میں کوئی اشکال ہے؟

6۔ ماہ رمضان میں روزے سے فرار اور افطار کے قصد سے عمدا سفر کرنا جائز ہے یا نہیں؟

---

[1] یعنی نہیں جانتا تھا کہ جو مائع پی رہا ہے وہ شراب ہے۔

16۔ مہینے کی پہلی تاریخ ثابت ہونے کے طریقے

1۔ مکلف خود چاند دیکھے

2۔ دو عادل افراد گواہی دیں اس صورت میں جب لوگوں کی بڑی تعداد رؤیت سے انکار نہ کرے اور ان دو عادل افراد کی غلطی کا قوی گمان نہ ہو۔

3۔ ایسی شہرت جو علم یا اطمینان کا باعث ہو

4۔ گذشتہ مہینے کے تیس دن گرزجائیں

5۔ حاکم شرع حکم دے

1۔ عصر کے وقت چاند نظر آنے سے قمری مہینے کی رؤیت ہلال ثابت ہوتی ہے اور رؤیت ہلال کے بعد والی رات چاند رات ہوگی۔

توجہ

رؤیت ہلال کے لئے طبیعی آنکھ اور جدید ٹیکنالوجی کے ذریعے دیکھنے میں کوئی فرق نہیں ہے۔معیار یہ ہے کہ رؤیت کا عنوان آنا چاہئے پس آنکھ سے دیکھنے اور عینک و ٹیلی سکوپ سے دیکھنے کا حکم ایک ہی ہے لیکن کمپیوٹر کے ذریعے تصویر لینے سے ہونے والی رؤیت کو چونکہ رؤیت کہنا معلوم نہیں ہے لہذا پہلی تاریخ ثابت ہونا محل اشکال ہے۔

استہلال (چاند دیکھنا) فی ذاتہ شرعا واجب نہیں ہے۔

چاند کا صرف چھوٹا ہونا یا بڑا ہونا، اوپر ہونا یا نیچے ہونا اور باریک ہونا یا پھیلاہوا ہونا وغیرہ پہلی رات یا دوسری رات ہونے پرشرعی دلیل نہیں ہے لیکن اگر مکلف کو اس سےکسی چیز پر علم ہوجائے تو ضروری ہے کہ اس حوالے سے اپنے علم کے مطابق عمل کرے۔

کیلنڈر اور نجومیوں کے علمی اعداد و شمار کے ذریعے پہلی تاریخ ثابت نہیں ہوتی ہے مگر اس صورت میں جب ان کے کہنےسے یقین حاصل ہوجائے۔

2۔ اگر کسی شہر میں پہلی تاریخ ثابت ہوجائے تو دوسرے شہروں کے لئے جن کا افق اس شہر کے ساتھ برابر ہو کافی ہے

توجہ

افق متحد ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ مقامات جوچاند نظر آنے کے احتمال ہونے اور احتمال نہ ہونے میں یکساں ہوں۔

3۔ حاکم کے نزدیک صرف چاند کا ثابت ہونا جب تک رؤیت کا حکم جاری نہ کرے، دوسروں کے لئے اس کی پیروی کرنے کے سلسلے میں کافی نہیں ہے مگر اس صورت میں جب چاند نظر آنے کا اطمینان حاصل ہوجائے۔

توجہ

اگر کوئی شخص چاند دیکھے اور جانتا ہو کہ اس کے شہر کے حاکم شرع کے لئے کسی سبب سے رؤیت ممکن نہیں ہے تو رؤیت کے بارے میں حاکم کو اطلاع دینا واجب نہیں ہے مگر یہ اس کو ترک کرنے میں کوئی مفسدہ ہو۔

اگر حاکم حکم جاری کرے کہ کل پہلی تاریخ ہے اور اس حکم میں پورا ملک شامل ہو تو اس ملک کے تمام شہروں کے لئے اس کا حکم شرعا معتبر ہے۔

کسی حکومت کے ذریعے رؤیت ہلال کے اعلان کے اتباع میں اس حکومت کا اسلامی ہونا شرط نہیں ہے بلکہ اس موقع پر معیار اس علاقے میں رؤیت پر اطمینان حاصل ہونا ہے جو علاقہ مکلف کے لئے کافی ہو۔

اگر کسی شہر میں چاند نظر نہ آئے لیکن ریڈیو اور ٹی وی پر چاند نظر آنے کی خبر دی جائے چنانچہ یہ خبر چاند نظر آنے کے بارے میں اطمینان کا باعث ہو

تو کافی ہے اور تحقیق کی کوئی ضرورت نہیں۔

4۔ اگر ماہ شوال کی پہلی تاریخ ثابت نہ ہوجائے یہاں تک کہ قریبی شہروں میں بھی جن کا افق برابر ہو یا دو عادل افراد کی گواہی یا حاکم کے حکم سے پہلی تاریخ ثابت نہ ہوجائے تو ضروری ہے کہ اس دن روزہ رکھے۔

5۔ اگر ماہ رمضان کی پہلی تاریخ ثابت نہ ہوجائے تو روزہ رکھنا واجب نہیں ہے لیکن اگر بعد میں ثابت ہوجائے کہ جس دن روزہ نہیں رکھا تھا، پہلی تاریخ تھی تو اس دن کے روزے کی قضا کرنا ضروری ہے۔

6۔ جس دن کے بارے میں انسان کو شک ہوکہ ماہ رمضان کی آخری تاریخ ہے یا شوال کی پہلی تاریخ تو ضروری ہے کہ روزہ رکھے لیکن دن میں ثابت ہوجائے کہ پہلی شوال ہے تو ضروری ہے کہ افطار کرے اگرچہ مغرب نزدیک ہو۔

17۔ روزے کے متفرق مسائل

1۔ عوام کو سنانے کے لئے مسجد کے لاؤڈسپیکر سے ماہ رمضان کی سحری کے مخصوص پروگرام نشر کرنے میں کوئی اشکال نہیں ہے لیکن اگر مسجد کے ہمسایوں کو اذیت کا سبب بنے تو جائز نہیں ہے۔

2۔ ماہ رمضان کی مخصوص دعائیں جو شروع سے آخر تک کے ایام کی دعا کی صورت میں منقول ہیں، چنانچہ ثواب اور مطلوبیت کے قصد سے قرائت کرے تو کوئی اشکال نہیں ہے۔

3۔ اگر کوئی شخص مستحب روزہ رکھے تو اس کو اختتام تک پہنچانا واجب نہیں اور جب چاہے اپنا روزہ افطار کرسکتا ہے بلکہ اگر کوئی مومن کھانے کی دعوت دے تو شرعی لحاظ سے اچھا ہے کہ اس کی دعوت کو قبول کرکے افطار کرے۔

4۔ اگر روزہ دار غروب کے وقت کسی جگہ افطار کرے اور اس کے بعد ایسی جگہ سفر کرے جہاں ابھی تک سورج غروب نہ ہوا ہو تو اس کا روزہ صحیح ہے اور اس جگہ غروب آفتاب سے پہلے مفطرات کو کھانا جائز ہے اس فرض کے ساتھ کہ اپنی سرزمین پر غروب کے وقت افطار کرلیا ہے۔

5۔ اگر کوئی شخص اپنے وطن میں رمضان کی پہلی تاریخ سے لے کر ستائیسویں تاریخ تک روزہ رکھے اور اٹھائیسویں تاریخ کی صبح ایسی جگہ سفر کرے جو اس کے شہر سے افق میں برابر ہے اور انتیسویں تاریخ کو وہاں پہنچ جائے اور متوجہ ہوجائے کہ وہاں عید ہوگئی ہے چنانچہ اس جگہ انتیسویں تاریخ کو عید کا اعلان شرعی اور صحیح طریقے ہوا ہے تو اس روز کی قضا اس پر واجب نہیں ہے البتہ اس سے یہ انکشاف ہوتا ہے کہ مہینے کی ابتدا میں ایک دن کا روزہ چھوٹ گیا ہے لہذا جس روزے کے چھوٹ جانے کا یقین ہو اس کی قضا بجالانا واجب ہے۔

تمرین

1۔ پہلی تاریخ ثابت ہونے کے طریقے بیان کریں۔

2۔ افق متحد ہونے سے کیا مراد ہے؟

3۔ کیا حاکم کے نزدیک رؤیت کا ثابت ہونا ہی کافی ہے کہ دوسرے حاکم کا اتباع کریں؟

4۔ اگر انسان شک کرے کہ رمضان کی آخری تاریخ ہے یا شوال کی پہلی تو اس کا کیا وظیفہ ہے؟

5۔ جو دعائیں رمضان کے دنوں سے مخصوص نقل ہوئی ہیں، ان کے صحیح ہونے کے بارے میں شک ہوجائے تو ان کو پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

6۔ اگر روزہ دار کسی سرزمین میں غروب آفتا ب کے وقت افطار کرے اور اس کے بعد ایسی جگہ سفر کرے جہاں ابھی تک سورج غروب نہ ہوا ہو تو اس دن کے روزے کا کیا حکم ہے؟

سبق 66: **خمس**

خمس کے معنی۔ خمس کا واجب ہونا۔ خمس کے سات منابع۔ خمس ادا نہ کرنے کے بعض برے اثرات

1۔ خمس کے معنی

خمس لغت میں پانچویں حصے کوکہتے ہیں۔ اصطلاح میں خمس دین اسلام کے اہم مالی واجبات میں سے ہے اور وہ مال ہے جو ہر فرد جس میں شرائط موجود ہوں، مخصوص ضوابط کے مطابق پانچواں حصہ ادا کرتا ہے۔

توجہ

اسلامی جمہوری حکومت نے قوانین کے مطابق ٹیکس کا جو نظام بنایا ہے اگرچہ اس کو ادا کرنا اس قانون کے اندر شامل ہونے والوں پر واجب ہے اور ہر سال کی ادائیگی اسی سال کی محصول شمار ہوتی ہے لیکن خمس (مال امام و مال سادات) شمار نہیں ہوتا ہے بلکہ ان پر واجب ہے کہ اپنے سال کے اخراجات سے زائد درآمد پر مستقل خمس ادا کریں۔

2۔ خمس واجب ہونا

خمس کا وجوب اسلام کی ضروریات میں سے ہے۔

توجہ

خمس ادا کرنے کی توانائی نہ رکھنا یا دشوار ہونا باعث نہیں بنتا ہے کہ بری الذمہ ہوجائے بنابراین جن افراد پر خمس واجب ہوا ہو اور ابھی تک ادا نہیں کیا ہو اور اس کی توانائی نہ رکھتے ہوں یا دشوار ہوتو واجب ہے کہ جب بھی خمس ادا کرنے کی توانائی حاصل ہوجائے خمس ادا کریں۔ یہ افراد اپنے ذمے واجب الادا رقم کے بارے میں خمس کے ولی امر یا اس کے وکیل کے ساتھ معاملہ کرکے اور اپنی استطاعت کے مطابق مخصوص مقدار اور وقت میں تدریجا ادا کرسکتے ہیں۔

خمس کو اس کے سال سے دوسرے میں تاخیر کرنا جائز نہیں ہے اور اگر کوئی سال کے آغاز میں خمس ادا نہ کرے اور خمس کا سال گزرنے کے بعد خود پر خرچ کرے یا سرمائے میں تبدیل کرے تو خمس اس کے ذمے باقی رہے گا اور پیسے کی قیمت گرنے کے لحاظ سے اس کو ادا کرنا چاہئے اور پیسے کی قیمت گرجائے تو گراوٹ کی مقدار کو ادا کرنا چاہئے اور اگر اس کی مقدار معلوم نہ ہوتو حاکم شرع کے ساتھ صلح کرنا چاہئے۔

اگر غیر بالغ شخص کے مال پر خمس لگے (مثلا معدن ہو یا حلال مال حرام سے مخلوط ہوجائے) تو اس کے شرعی ولی پر اس کو ادا کرنا واجب ہے مگر اس کے اموال میں تجارت سے حاصل ہونے والا فائدہ یا کسب سے ہونے والی منفعت جس کو ادا کرنا ولی پر واجب نہیں ہے بلکہ احتیاط (واجب) کی بناپر ملنے والا فائدہ باقی رہے تو بالغ ہونے کے بعد بچے پر اس کا خمس ادا کرنا واجب ہے۔

فقط حقیقی شخصیات (فرد یا افراد) پر خمس واجب ہے اور حقوقی اشخاص مثلا حکومتیں، ادارے اور بینک وغیرہ پر واجب نہیں ہے بنابراین اگر کوئی ادارہ فائدہ حاصل کرے تو لازم نہیں ہے کہ سال کے اخراجات نکالنے کے بعد منافع کا خمس نکالے البتہ ان حقوقی اشخاص کے اموال حقیقی اشخاص کی ملکیت میں ہوں تو اس منفعت کا خمس ادا کرنا چاہئے۔

3۔ سات چیزوں پر خمس واجب ہے

1۔ درآمد (تجارت اور کسب کی منفعت)

2۔ معدن

3۔ گنج

4۔ حرام سے مخلوط ہونے والا حلال مال

5۔ سمندر میں غوطہ لگاکر حاصل ہونے والے جواہرات

6۔ جنگی غنیمت

7۔ وہ زمین جو کافر ذمی مسلمان سے خریدتا ہے

4۔ خمس ادا نہ کرنے کے بعض برے اثرات

1۔ کسی عذر کے بغیر خمس ادا نہ کرنا حرام ہے۔

2۔ اگر میت وصیت کرے کہ اس کے مال میں سے کچھ مقدار خمس کی حیثیت سے ادا کیا جائے یا ورثاء جانتے ہوں کہ میت خمس کی مقروض ہے تو جب تک میت کی وصیت پر عمل نہ کریں یا اس کے ذمے خمس کو اس کے ترکے سے ادا نہ کریں اس میں تصرف نہیں کرسکتے ہیں مگریہ کہ خمس ادا کرنے اور کسی سستی کے بغیر اس کی وصیت پر عمل کرنے کا مصمم ارادہ رکھتے ہوں۔

تمرین

1۔ اسلامی جمہوری حکومت کو قوانین اور ضوابط کے مطابق ٹیکس ادا کرنا خمس کے بدلے کافی ہے یانہیں؟

2۔ بعض لوگوں پر خمس واجب ہونے کے بعد ادا نہیں کرتے ہیں اور موجودہ وقت میں بھی اس کو ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتے ہیں یا دشوار ہے تو اس حوالے سے ان کا کیا حکم ہے؟

3۔ خمس کے منابع کو بیان کریں۔

4۔ اگر کوئی شخص کئی سال تک اپنی سالانہ درآمد کو حساب نہ کرے تاکہ اس کے اموال اور سرمائے میں اضافہ ہوجائے اور اس کے بعد گذشتہ سرمائے کے علاوہ کا خمس ادا کرے تو اس میں کوئی اشکال ہے یا نہیں؟

سبق 67 : آمدنی کا خمس (1)

آمدنی کے معنیـ آمدنی کی اقسامـ درآمد صدق نہ کرنے کے بعض نمونے

توجہ

شرائط کے حامل ہر شخص پر واجب ہے کہ اخراجات نکالنے کے بعد اپنی آمدنی کا خمس ادا کرے۔

1۔ آمدنی کے معنی

اس موقع پر آمدنی سے مراد وہ مال اور دولت ہے جو اقتصادی فعالیتوں کی وجہ سے حاصل ہوتی ہے اور کمائی کا عنوان اس میں دخالت رکھتا ہے۔

2۔ درآمد کی اقسام

1۔ کھیتی باڑی سے حاصل ہونے والی درآمد

2۔ تاجر کو تجارت اور کاروبار کے ذریعے حاصل ہونے والی درآمد

3۔ اپنی ملکیت کی کوئی چیز کرائے پر دینے سے حاصل ہونے والی آمدنی مثلا گھر، گاڑی اور دھات کی مشین اور جوراب بنانے والی مشین سے حاصل ہونے والی آمدنی

4۔ اپنی ذات کو خدمات کے لئے پیش کرنے کی وجہ سے حاصل ہونے والی آمدنی مثلا استاد کو تدریس اور انجینیر کو اپنی مہارت اور خدمات کے عوض ملنے والی تنخواہ اسی طرح ہر شخص کو اپنی انسانی توانائی کو دوسرے کے اختیار میں دینے کے عوض ملنے والی مزدوری اور تنخواہ ۔

3۔ وہ موارد جن پر آمدنی کا عنوان نہیں لگتا ہے

1۔ میراث

1۔ وراثت اور اس کو بیچنے کی قیمت میں خمس نہیں ہے اگرچہ اس کی قیمت میں اضافہ ہوگیا ہو البتہ اگر اسے سرمایہ کی نیت سے (فروخت کے لئے) رکھے تو اس صورت میں احتیاط واجب کی بناپر فروخت کرنے کے بعد اضافی مقدار کو افراط زر کی مقدار کو نکالنے کے بعد سالانہ آمدنی میں شمار کیا جائے گا اور چنانچہ خمس کے سال کے آخر تک باقی رہے تو اس کا خمس دینا چاہئے۔

2۔ چھوٹے بچوں کو ملنے والی وراثت میں خمس نہیں ہے لیکن وراثت سے حاصل ہونے والی منفعت کی جو مقدار ان کے شرعی اعتبار سے بالغ ہونے تک ان کی ملکیت میں باقی رہے بنابر احتیاط ان میں سے ہر ایک پر واجب ہے کہ بالغ ہونے کے بعد اس کا خمس ادا کرے۔

2۔ عورت کامہر

مہر پر خمس واجب نہیں ہے اور خمس کے واجب نہ ہونے میں فرق نہیں ہے کہ مہر مدت دار ہو یا فوری اور یا رقم کی صورت میں ہو یا سامان کی صورت میں۔

3۔ ہبہ اور تحفہ

1۔ انسان کو جو مال یا ملکیت ہدیہ کی صورت میں حاصل ہوجائے اس میں خمس واجب نہیں ہے اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ اگر سال کے اخراجات سے بچ جائیں تو ان کا خمس ادا کیا جائے۔

2۔ ہبہ او رہدیہ کا عنوان دینے والے کے قصد اور ارادے کے تابع ہے لہذا انسان کو اس کے باپ، بھائی یا کسی اور رشتہ دار کی طرف سے جو اخراجات ملتےہیں وہ اس صورت میں ہدیہ اور ہبہ شمار ہوں گے جب دینے والا ان کا ارادہ کرے۔

3۔ زندگی کے وہ وسائل جو انسان کو اس کے ماں باپ یا دوسرے لوگوں کی طرف سے بطور ہدیہ ملتے ہیں ، ان میں خمس نہیں ہے اگرچہ اس کو ان وسائل کی ضرورت نہ ہو یا اس کی عرفی حیثیت کے مطابق نہ ہوں البتہ اگر ایسی چیزیں ہدیہ کے طور پر دینا ماں باپ کی حیثیت سے بڑھ کر ہو تو یہ ان کی مؤونہ شمار نہیں ہوگی اور اس کا خمس دینا ضروری ہے۔

4۔ باپ اگر اپنی بیٹی کو اس کی شادی کے جہیز کے عنوان سے گھر دے چنانچہ بیٹی کو گھر ہبہ کرنا عرف میں باپ کی حیثیت کےمطابق ہو اور خمس والے سال کے دوران میں دے تو اس کا خمس واجب نہیں ہے۔

5۔ شہید فاؤنڈیشن کی جانب سے شہدا کے خانوادوں کو جو چیز ہدیہ دی جاتی ہے اس میں خمس نہیں ہے لیکن اس سے ملنے ہونے والا منافع اگر سالانہ اخراجات سے بچ جائے تو اس پر خمس واجب ہے اسی طرح شہید فاؤنڈیشن کی طرف سے شہدا کے بچوں کو جو کچھ بطور ہدیہ دیا جاتا ہے اس میں بھی خمس نہیں ہے لیکن اس سے حاصل ہونے والے منافع کی مقدار ان کے شرعی بلوغ کو پہنچنے تک ان کی ملکیت میں باقی رہے تو بنابر احتیاط ان میں سے ہر ایک پر واجب ہے کہ بالغ ہونے کے بعد اس کا خمس ادا کرے۔

6۔ صرف ظاہری طور پر دیئے گئے ہدیے میں خمس ہے اس بنا پر خمس کی تاریخ آنے سے پہلے میاں بیوی جو اپنی سالانہ بچت ایک دوسرے کو ہدیہ دیتے ہیں تاکہ ان کے اموال پر خمس نہ لگے تو جو کچھ انہوں نے ایک دوسرے کو دیا ہے اس کا خمس ادا کرنا ضروری ہے (اس کام کی وجہ سے ان سے واجب خمس ساقط نہیں ہوگا)

7۔ ہدیہ اور ہبہ کو بیچنے سے جو قیمت وصول ہوتی ہے اس میں خمس نہیں ہے اگرچہ اس کی قیمت میں اضافہ ہوا ہو البتہ اگر اسے سرمایہ کی نیت سے (فروخت کے لئے) رکھے تو اس صورت میں احتیاط واجب کی بناپر فروخت کرنے کے بعد اضافی مقدار کو افراط زر کی مقدار کو نکالنے کے بعد سالانہ آمدنی میں شمار کیا جائے گا اور چنانچہ خمس کے سال کے آخر تک باقی رہے تو اس کا خمس دینا چاہئے۔

8۔ ملازمین کی عیدی (وہ رقم اور اجناس کہ جو حکومت عید کے دنوں میں اپنے ملازمین کو عیدی کے طور پر دیتی ہے) میں خمس نہیں ہے اگرچہ سال کے آخر تک باقی رہے۔

9۔ اگر اجناس کو کم قیمت پر ملازمین کو دیا جائے اور جتنی قیمت کا فرق آیا ہے وہ حکومت اداکرے چنانچہ ان اجناس کی کچھ مقدار خمس کے سال کے آخر تک خرچ نہ ہوجائے تو اس صورت میں باقی ماندہ اشیاء حکومت کی طرف سے ملنے والی سبسڈی کے برابر ہو تو خمس نہیں ہے لیکن اگر حکومت کے ہبے سے زیادہ ہوتو اضافی مقدار میں موجودہ قیمت کے مطابق خمس ہوگا۔

4۔ انعام

وہ انعامات کہ جو بینکوں اور قرض الحسنہ کے اداروں وغیرہ کی طرف سے انسان کو دیئے جاتے ہیں ان میں خمس نہیں ہے۔

5۔ وقف

موقوفہ اشیاء اور مکان میں خمس نہیں ہے خواہ وقف عام ہو خواہ وقف خاص[1] ۔ اسی طرح اس کے منفعت اور نماء[2] میں بھی خمس نہیں ہےا لبتہ وقف خاص کا نماء کسب سے حاصل ہوجائے تو خمس ہے۔

6۔ شرعی حقوق

شرعی حقوق (جیسے خمس اور زکات) کہ جو مراجع کرام کی طرف سے حوزات علمیہ میں علوم دینی کی تحصیل میں مشغول طلاب کو بطور ہدیہ دیئے جاتے ہیں ان میں خمس نہیں ہے۔

7۔ آمدنی کے اخراجات

انسان تجارتی اور غیر تجارتی کاموں سے نفع حاصل کرنے کیلئے اپنی سالانہ آمدنی سے جو کچھ خرچ کرتا ہے جیسے ذخیرہ کرنے، حمل و نقل، وزن کرنے اور دلالی وغیرہ کے اخراجات اسے اس سال کی آمدنی سے نکالا جائے گا اور اس میں خمس نہیں ہے۔

8۔ مخمس مال

جس مال کا خمس دیا ہو اس میں دوبارہ خمس واجب نہیں ہوتا لہذا اگر اسے اگلے سال میں خرچ نہ کیا جائے اور وہ باقی رہے تو اس میں دوبارہ خمس واجب نہیں ہوگا۔

9۔ انشورنس

1۔ بیمہ کرنے والےشخص کو جو پیسہ زندگی یا کسی عضو کی نقصان کی بابت ادا کیا جاتا ہے، سال کی آمدنی شمار ہوگا چنانچہ سال کے اخراجات سے زیادہ ہو تو اس کا خمس دینا چاہئے لیکن جو پیسہ وفات کے بعد میت کے پسماندگان کو دیا جاتا ہے چونکہ ان پر ایک طرح کا احسان شمار ہوتا ہے لہذا آمدنی شمار نہیں ہوگا اور خمس نہیں ہے۔

2۔ علاج وغیرہ کی بابت جو پیسے دئے جاتے ہیں اور بعد میں انشورنس کمپنی اس کو واپس ادا کرتی ہے، جدید آمدنی نہیں بلکہ ریفنڈ شمار ہوگا کہ اگر خمس کے سال تک زندگی کے اخراجات میں خرچ نہ کیا جائے خمس تعلق پیدا کرے گا لیکن خمس کا سال گزرنے کے بعد ریفنڈ کیا جائے تو فورا اس کا خمس ادا کرنا چاہئے۔

3۔ انشورنس کمپنیاں بیمہ کرنے والے کو نقصان کا ازالہ کرنے کے لئے جو پیسے ادا کرتی ہیں مثلا گاڑی کی باڈی، آتش سوزی اور زرعی محصولات آمدنی کا حصہ ہے اور چنانچہ خمس کے سال تک زندگی کے مخارج میں خرچ نہ ہوجائے تو اس کا خمس ادا کرنا واجب ہے۔

4۔ملازم (مذکورہ رقم کو حاصل کرنے والےشخص کے علاوہ) اور مالک اور انشورنس کے ادارے کے درمیان ہونے والے معاہدے کے مطابق بیروزگاری وغیرہ کے بیمہ کی بابت جو پیسہ ادا کیا جاتا ہے، دریافت کرنے والے کے لئے ہدیہ ہے اور خمس نہیں ہے لیکن اگر یہ کام پیسہ حاصل کرنے والے شخص اور انشورنس کمپنی کے درمیان معاہدے کی بنیاد پر ہو یا مالک کی جانب سے پیسے حاصل کرنے والے اور اس کے درمیان ہونے والی شرط کی بنیاد پر ادائیگی ہوجائے تو خمس تعلق رکھے گا۔

5۔ ڈرائیونگ کے دوران پیش آنے والے حادثات کی بابت نقصان ہونے والے کو نقصان پہنچانے والے فردیا انشورنس کمپنی کی طرف سے جو پیسہ ادا کیا جاتا ہے، آمدنی نہیں لذا خمس واجب نہیں ہے۔

10۔ حصول علم کے لئے ملنے والی امداد

تعلیمی اخراجات کے سلسلے میں وزارت تعلیم کی طرف سے طالب علموں کو جو امداد دی جاتی ہے اس میں خمس نہیں ہے ،ہاں جو طالب علم اسکالر شپ پر تعلیم حاصل کر تے ہیں اور طالب علمی کے زمانے سے ہی تنخواہ لیتے ہیں ان کی تنخواہ میں خمس ہوگا۔

11۔ قرض

جو مال قرض لیا جاتا ہے اس میں خمس نہیں ہے سوائے اس مقدار کے کہ جس کی قسطیں خمس کی تاریخ آنے تک اس نے اپنی کمائی کے منافع سے ادا کی ہیں اور وہ مال موجود ہو یا سرمایے میں بدل گیا ہوبنابراین اگر انسان کچھ رقم بطور قرض لے اور اسے اس سال سے پہلے تک ادا نہ کرسکے تو اس کا خمس دینا ضروری نہیں ہے لیکن اگر اس سال کی آمدنی سے اس کی قسطیں ادا کرے اور خمس کی تاریخ آنے پر خود وہ (عین) مال جو اس نے بطور قرض لیا ہے اس کے پاس موجود ہو تو اداکردہ اقساط کے مطابق اس کا خمس ادا کرنا واجب ہے۔

تمرین

1۔ آمدنی کے خمس میں آمدنی سے کیا مراد ہے؟

2۔ میراث کے خمس کا حکم بیان کریں۔

3۔ ہبہ اور عیدی میں خمس ہے یا نہیں؟

4۔ میاں بیوی خمس سے بچنے کے لئے خمس کا سال آنے سے پہلے سال کے منافع کو ایک دوسرے کو ہدیہ دیں تو اس عمل کے نتیجے میں خمس ساقط ہوگا یا نہیں؟

5۔ بینکوں اور قرض الحسنہ کے اداروں کی جانب سے ملنے والے انعامات میں خمس ہے یا نہیں؟

6۔ انشورنس کمپنیاں بیمہ کرنے والوں کو ہونے والے نقصانات کا ازالہ کرنے کے لئے جو پیسے ادا کرتی ہیں، اس میں خمس ہے یا نہیں؟

[1] اگر کسی مکان یا چیز سے مخصوص افراد کو استفادہ کرنے کا حق ہو مثلا اپنی اولاد یا خاندان والوں کے لے مخصوص کرکے وقف کیا جائے تو اس کو وقف خاص اور اگر عمومی طور پر لوگوں کے لئے ہو تو اس کو وقف عام کہتے ہیں۔

[2] نماء کے رشد اور افزائش کی دو قسمیں ہیں ؛ متصل نماء مثلا بھیڑ کا موٹا ہونا اور نماء منفصل مثلا بھیڑ کے بچے ہونا

سبق 68: آمدنی کا خمس (2)

موونہ (اخراجات) کے معنیـ موونہ (اخراجات) کی حدودـ وہ موونہ (اخراجات) جو ضرورت سے خارج ہوـ موونہ (اخراجات) کی فروخت سے ملنے والی رقم

توجہ

چنانچہ بیان کیا گیا کہ آمدنی کے خمس میں موونہ کو استثنا کیا جاتا ہے اور خمس نہیں ہے

4ـ مؤونہ (اخراجات) کے معنی

اس مرحلے میں مؤونہ سے مراد سال بھر کے اخراجات ہیں (نہ آمدنی پر آنے والے اخراجات) جو کچھ انسان اپنی اور اپنے زیر کفالت خاندان کی زندگی کے امور کو چلانے کیلئے خرچ کرتا ہے ، مؤونہ کہلاتا ہےجیسے کھانے پینے، لباس، رہائش، گھریلو سامان، رفت و آمد کے ذرائع، کتابیں، معمول کے مطابق سفر، صدقہ خیرات، انعام، نذر و نیاز، کفارہ اور مہمان وغیرہ کے اخراجات ـ

5ـ مؤونہ (اخراجات) کی حدود

1ـ ضرورت

2ـ سال بھر کے اخراجات

3ـ ایک سال

4ـ حیثیت کے مطابق ہونا

5ـ بالفعل خرچ کر دینا

1ـ ضرورت

ہر قسم کے اخراجات کو مؤونہ نہیں کہا جاتا بلکہ اس میں صرف وہ اخراجات شامل ہیں کہ جو امور زندگی کو چلانے کیلئے ضروری ہیں لہذا جن اشیا اور سامان کی ضرورت نہیں ہے ان پر ہونے والے اخراجات کو مؤونہ شمار نہیں کیا جاسکتا اسی قسم سے ہے وہ رقم کہ جسے حرام وسائل کے خریدنے پر خرچ کیا جاتا ہے جیسے سونے کی مردانہ انگوٹھی ، آلات لہو و لعب اور جوئے وغیرہ کے آلاتـ

2ـ سال بھر کے اخراجات

مؤونہ سےمراد انسان کے روزانہ یا ماہانہ اخراجات نہیں ہیں بلکہ سال بھر کے اخراجات ہیں لہذا اس آمدنی کے خمس کا حساب کیا جائے گا کہ جو انسان کی زندگی کی سال بھر کی ضروریات سے بچ جائےـ

3ـ ایک سال

مؤونہ وہ مخارج ہیں کہ جو سال کے دوران پچھلے یا آئندہ سال کے نہیں بلکہ اسی سال کی آمدنی سے نکال کر خرچ کئے جاتے ہیں بنابراین اگر ایک سال آمدنی حاصل نہ ہو تو اس سال کے اخراجات کو پچھلے یا آئندہ سال کی آمدنی سے نہیں نکال سکتاـ

4ـ حیثیت کے مطابق ہونا

مو ؤنہ سے مراد معمول کے وہ اخراجات ہیں جو انسان اپنی حیثیت کےمطابق کرتا ہے لہذا ایک طرف سے مؤونہ ضروری وسائل اور ابتدائی ضروریات میں محدود نہیں ہے تو دوسری طرف سے ان مخارج کو بھی شامل نہیں ہے کہ جو فضول خرچی، حیثیت سے بڑھ کر اور اسراف شمار کیا جاتا ہے جیسے شادی اور

وفات کے مواقع پر اور دعوتوں وغیرہ میں ہونے والے پُر تکلف اخراجات اور بعض اقسام کے جہیز وغیرہ۔

5۔ بالفعل خرچ کر دینا

مؤونہ سے مراد وہ مخارج ہیں کہ جنہیں انسان کم و بیش خود پر اور اپنے خاندان میں زیرکفالت افرادپر خرچ کر دیتا ہے اور جو کچھ خرچ نہیں کیا اسے شامل نہیں ہے اگرچہ وہ اس طرح ہو کہ اگر اسے خرچ کر دیتا تو اس کی عرفی اور معاشرتی حیثیت سے زیادہ نہیں تھا لہذا اگر کوئی شخص کنجوسی کرتے ہوئے اپنے اور اپنے گھر والوں کی حیثیت کے مطابق خرچ نہ کرے تو جسے وہ خرچ کرسکتا تھا اور نہیں کیا اسے مؤونہ میں سےشمار کرنا جائز نہیں ہے ۔

توجہ

شوہر اپنی بیوی کیلئے جو سونا خریدتا ہے اگر اس (شوہر) کی حیثیت کے مطابق اور متعارف مقدارمیں ہو تو وہ مؤونہ میں شمار ہوگا اور اس میں خمس نہیں ہے۔

اگر کوئی شخص سال کی آمدنی سے بچوں کے مستقبل کے لئے مثلا گھر مہیا کرنے کا اقدام کرے تو چنانچہ مخارج سے مہیا کیا جانے والا گھر اس کی عرفی حیثیت کے مطابق ہوتو خمس نہیں ہے۔

اگر انسان زیادہ قیمت کے ساتھ کوئی جائیداد خریدے اور پھر اسے ٹھیک کرنے اور اس کی تعمیر پر بڑی رقم خرچ کرے اور اس کے بعد اسے اپنے نابالغ بچے کو ہبہ کرکے باقاعدہ طور پر اس کے نام کر دے چنانچہ اس نے جو کچھ اس کی خریداری اور تعمیر نو پر خرچ کیا ہے اگر اس کے سال کی آمدنی میں سے ہو اور بچے کو ہبہ کرنا بھی اسی سال اور اس کی عرفی حیثیت کے مطابق ہو تو اس میں خمس نہیں ہے ورنہ اس کا خمس دینا واجب ہے۔

وہ پیسہ جو انسان خیراتی کاموں میں خرچ کرتا ہے جیسے مدارس اور سیلاب وغیرہ سے متاثر ہونے والوں کی مدد کرنا وہ اس سال کے مخارج میں سے شمار ہوگا کہ جس سال اسے خرچ کیا ہے اور اس میں خمس نہیں ہے۔

6۔ وہ مؤونہ کہ جس کی ضرورت نہیں رہی

وہ مؤونہ کہ جس کی ضرورت نہیں رہی جیسے وہ گھر جسے انسان نے اپنی رہائش کیلئے بنایا یا خریدا تھا اور پھر سرکاری گھر مل جانےکی وجہ سے اس کی ضرورت نہ رہے

1۔ سال کی آمدنی سے یا اس آمدنی سے کہ جس میں خمس نہیں ہے یا اس کا خمس ادا کرچکا ہے سے تیار کیا ہو تو اس میں خمس نہیں ہے۔

2۔ اس آمدنی سے تیار کیا ہو کہ جس کے ساتھ خمس کا تعلق ہوچکا تھا اور ادا نہیں کیا گیا تو اسے تیار کرنے کیلئے جو پیسہ خرچ کیا ہے کرنسی کی قیمت میں آنے والی کمی کو حساب کرتے ہوئے اس کا خمس دینا واجب ہے۔

7۔ مؤونہ کی فروخت کے نتیجے میں حاصل ہونے والی رقم اور اس کی قیمت میں اضافہ ہونے کی وجہ سے حاصل ہونے والا منافع

جو کچھ ہم نے مؤونہ کی عدم ضرورت کے بارے میں کہا ہے وہ مؤونہ کی قیمت کے بارے میں بھی جاری ہے لہذا گھر، گاڑی اور انسان کی اپنی اور اس کےگھر والوں کی ضرورت کے وسائل کہ جنہیں اس نے دوران سال کی آمدنی یا خمس ادا کردہ مال یا جس میں خمس نہیں تھا (مثلا وراثت اور ہبہ) سے خریدا ہو اور ضرورت کی خاطر یا بہتر چیز خریدنے کیلئے یا کسی اوروجہ سے انہیں فروخت کر دے تو ان کی فروخت سے حاصل ہونے والی رقم اوراس کی قیمت میں اضافہ ہونے کی وجہ سے ملنے والے منافع میں خمس نہیں ہے البتہ اگر ان وسائل کو اس آمدنی سے خریدا ہو جس میں خمس واجب تھا اور ادا نہیں کیا گیا تو ان کے خریدنے میں جو رقم خرچ کی ہے کرنسی کی قدر میں آنے والی گراوٹ کو حساب کرتے ہوئےاس کا خمس دینا واجب ہے اگرچہ ان وسائل کو فروخت نہ بھی کرے۔

توجہ

جو شخص اپنی گاڑی فروخت کر دے

اگر اس کی گاڑی مؤونہ کا جز ہو (یعنی اس کے اپنے استفادے اور ضروریات زندگی پوری کرنے کیلئے اور عرف میں اس کی حیثیت کے مطابق ہو) تو اس کی فروخت کی قیمت کا وہی حکم ہے جو مؤونہ کی فروخت کی رقم کا ہوتا ہے کہ جسے پہلے بیان کرچکے ہیں۔

اور اگر کام کے لئے ہو تو خمس کے پہلے سال کی ابتدا میں جو قیمت تھی اس میں خمس واجب ہے اور قیمت میں ہونے والا اضافہ ا فراط زر کی مقدار کو کسر کرنے کے بعد فروخت کرنے والے سال کی آمدنی میں شمار ہوگا۔

تمرین

1۔ مؤونہ سے کیا مراد ہے؟

2۔ مؤونہ کی حدود بیان کریں۔

3۔ شوہر بیوی کے لئے جو سونا خریدتا ہے اس میں خمس ہے یا نہیں؟

4۔ ضرورت سے خارج ہونے والے مؤونہ کا کیا حکم ہے؟

5۔ اگر کوئی شخص اپنا گھر بیچ کر اس کی قیمت کو منافع حاصل کرنے کیلئے بینک میں رکھ دے اور پھر اس کے خمس کی تاریخ آجائے تو اس کا حکم کیا ہے؟ اور اگر اس کی رقم کو گھر خریدنے کیلئے سنبھال کررکھے تو کیا حکم ہے؟

6۔ اگر گاڑی، موٹرسائیکل اور قالین جیسے گھریلو وسائل اور ضرورت کی چیزوں کو جن کا خمس نہیں دیا گیا ہو، بیچ دے تو کیا بیچنے کے بعد فورا ان کا خمس ادا کرنا واجب ہے؟

سبق 69 : آمدنی کا خمس (3)
چند نمونے جن کو مؤونہ نہیں کہا جاتا

8۔ مؤونہ صدق نہ کرنے کے چند نمونے

1۔ سرمایہ

1۔ تجارت اور ملازمت (تنخواہ وغیرہ) سے حاصل ہونے والے سرمائے میں خمس ہے پس اگر کوئی شخص سرمائے کے عنوان سے اپنا مال بطور مضاربہ کسی کو دیتا ہے تو اس کا خمس دینا واجب ہے اسی طرح سرمائے کے ساتھ تجارت کرنے کے نتیجے میں حاصل ہونے والے منافع میں سے جتنا زندگی کے مخارج میں خرچ ہو جائے اس میں خمس نہیں ہے لیکن سال کے اخراجات سے جو بچ جائے اس میں خمس واجب ہے۔

توجہ

اگر کوئی شخص کئی منزل گھر بنائے یا مہیا کرے تاکہ اس کے کچھ طبقوں کو کرائے پر دے اور کرائے سے حاصل ہونے والی رقم سے زندگی کے اخراجات پورے کرے تو اضافی طبقوں کا خمس ادا کرنا چاہئے۔

شراکت میں

1۔ ہر شخص پر واجب ہے کہ وہ اپنے حصے کا خمس ادا کرے اس بنا پر اگر کچھ لوگ پرائیویٹ اسکول بناتے ہیں تو ان میں سے ہر ایک پر واجب ہے کہ وہ جو کچھ کمپنی کے سرمائے کے طور پر دیتا ہے اس کا خمس ادا کرے اسی طرح واجب ہے کہ جب مشترکہ سرمائے کا منافع موصول ہو تو اس کے حصے سے جتنی مقدار مؤونہ سے بچ جائے خمس والے سال کے اختتام پر اس کا خمس ادا کرے۔

2۔ کمپنی کے سرمائے اور اس کے منافع سے خمس ادا کرنا ہر ممبر کی کمپنی کے مجموعی سرمائے میں سے اپنے حصے کی نسبت اپنی ذمہ داری ہے۔

3۔ ہر شراکت دار کی طرف سے کمپنی کے سرمائے میں اپنے حصے کے مطابق خمس ادا کرنے کے بعد مجموعی سرمائے میں دوبارہ خمس نہیں ہے۔

قرض الحسنہ دینے والے اداروں کا حکم

1۔ اگرہر حصے دار نے ادارے کی تشکیل کے وقت جو پیسہ دیا ہے اس کے علاوہ اسے ادارے کی نقدی کو بڑھانے کیلئے ہر ماہ کچھ رقم دینا پڑتی ہے چنانچہ ہر حصے دار نے خمس والا سال ختم ہونے کے بعد ادارے میں اپنا حصہ اپنی کمائی کے منافع یا اپنی تنخواہ سے دیا ہو تو اس کا خمس دینا واجب ہے لیکن اگر اسے سال کے دوران میں دیا ہو تو چنانچہ خمس والے سال کے اختتام پر اس کیلئے اس کا لینا ممکن ہو تو ضروری ہے کہ سال کے اختتام پر اس کا خمس ادا کرے ورنہ جب اسے وصول کرے گا اس وقت اس کا خمس ادا کرے گا۔

2۔ اگر اس کا سرمایہ مشترکہ صورت میں افراد کا ذاتی مال ہو تو اس سے حاصل ہونے والا منافع ہر ممبر کے حصے کے تناسب سے اس کا ذاتی مال ہوگا اور سال کے اخراجات سے جو بچ جائے اس کا خمس دینا واجب ہے لیکن اگر ادارے کا سرمایہ کسی فرد یا افراد کا ذاتی مال نہ ہو مثلا وقف عام وغیرہ ہو تو اس سے حاصل ہونے والے منافع میں خمس نہیں ہے۔

2۔ تجارت کی جگہ اور اس کے آلات و ابزار مثلا تجارت اور زراعت کا مکان اور مسافر یا مال کے حمل و نقل کے وسائل سرمائے کا حصہ ہیں اورخمس کے پہلے سال کے اختتام پر اس کا خمس دینا ضروری ہے اور اگرکوئی اس کا خمس ادا نہ کرسکتا ہو تو خمس کے ولی امریا اس کے وکیل کے ساتھ دست گردانی کرکے اسے قسطوں میں ادا کرسکتا ہے۔

3۔ پگڑی سرمائے کا حصہ ہے اس لئے اس میں بھی خمس ہے اور چنانچہ سال کے دوران ملنے والے منافع سے مہیا کیا گیاہو تو خمس تعلق پید اکرے گا اور پہلے سال کے دوران اس کی قیمت کے مطابق خمس ادا کرنا چاہئے۔

2۔ سرمائے میں اضافہ

1۔ اگر قیمت میں اضافے کی وجہ افراط زر ہو یعنی کرنسی کی قیمت کم ہوئی ہو اور اجناس کو زیادہ قیمت میں فروخت کیا جائے تو قیمت میں ہونے والی یہ افزائش قیمت میں اضافہ شمار نہیں ہوگی اور خمس نہیں ہے۔

2۔ جس مال تجارت کا خمس ادا کیا گیا ہے اگر اس کی قیمت بڑھ جائے اور فروخت کا امکان موجود ہو تو خمس کا سال آنے پر افراط زر کی مقدار کو کسر

کرنے کے بعد بڑھنے والی قیمت کا خمس ادا کرناچاہئے لیکن سال کے اختتام تک کوئی خریدار نہ ملے تو اس وقت اس کی اضافہ ہونے والی قیمت میں خمس دینا واجب نہیں ہے اور قیمت میں ہونے والا اضافہ اس سال کی آمدنی کا حصہ ہوگا جس میں فروخت کرنے کا امکان ہے۔

3۔ اگر بیچنے کی نیت سے مخمس مال کے ساتھ کوئی سامان خریدے اور کچھ مدت کے بعد اسے بیچ دے تو خریدنے والی قیمت اور افراط زر سے اضافی مقدار کمائی کا منافع شمارہوگا اور سال کے اخراجات سے جو بچ جائے گا اس کا خمس دینا واجب ہے۔

4۔ اگر کوئی شخص سال کے دوران ہونے والی آمدنی سے زمین یا سونے کا سکہ فروخت کرنے کی نیت کے بغیر خریدے تو سال کے اختتام پر اس کی قیمت کے مطابق خمس ادا کرنا چاہئے اور جب تک اس کی قدر میں آنے والا اضافہ فروخت نہ کیا جائے خمس نہیں ہےاور فروخت کرنے کے بعد افراط زر کی مقدار کو کسر کرنے کے بعد قیمت میں ہونے والا اضافہ فروخت ہونے والے سال کی آمدنی کا حصہ ہوگا۔

4۔ بچت

1۔ جس آمدنی کو بچت کیا جاتا ہے، خمس کے سال کے اختتام پر خمس واجب ہے البتہ اگر کسی شخص کے خمس کا سال پہنچ جائے اور وہ اپنی زندگی کی ضروریات پوری کرنے کےلئے وسائل کی طرف محتاج ہو چنانچہ خمس کی ادائیگی میں اس قدر تاخیر کی جائے کہ عرفا اس میں مال خر چ کرنا سال کے اخراجات کی ادائیگی شمار ہوجائے تو جائز ہے کہ خمس ادا کرنے سے پہلے اس وسیلے کو خریدے اور باقی ماندہ کا خمس ادا کرے۔

2۔ کمائی کے جتنے منافع کی بچت کی جاتی ہے اس میں ایک مرتبہ خمس واجب ہوتا ہے اور اسے قرض الحسنہ کی صورت میں بینک میں رکھنے سے اس کا خمس ساقط نہیں ہوگا۔

5۔ قرضے

1۔ اگر مال کو ادھار پر فروخت کرنے کے منافع کی بابت کسی شخص کے قرضے ہوں اور خمس کے سال کے اختتام پر وصول کرسکتا ہو تو سال کے اختتام پر اس کا خمس ادا کرنا واجب ہے اور اس صورت کے علاوہ میں اس سال کی آمدنی کا حصہ شمار ہوگا جس سال اس قرضے کو وصول کرے۔

2۔گذشتہ مسئلے میں اگر قرضے کا کچھ حصہ سال کے منافع کی بابت تھا جو جنس میں تبدیل ہوا اور اس کے بعد ادھار فروخت کیا گیا ہو تو وصول کرنے کے فورا اس مقدار کا خمس ادا کرنا چاہئے۔

3۔ وہ تنخواہ جس کی ادائیگی تاخیر کا شکار ہو اور اورٹائم کی اجرت چنانچہ خمس کے سال کے اختتام تک قابل وصول نہ ہوتو اس سال کی آمدنی کا حصہ ہوگا جس سال اس کو وصول کیا جائے پس اگر وصول کرنے والے سال کے اخراجات میں خرچ کیا جائے تو خمس نہیں ہے لیکن خمس کے سال کے اختتام پر قابل وصول ہوتو اس کا خمس ادا کرنا واجب ہے اگرچہ ابھی تک وصول نہیں کیا گیا ہو۔

4۔ پنشن اور وہ پیسہ جو چھٹی کے حق سے استفادہ نہ کرنے کی وجہ سے ادا کیا جاتا ہے چنانچہ خمس کے سال کے اختتام تک باقی رہے تو اس کا خمس ادا کرنا واجب ہے۔

5۔ اگر سال کے ہونے والی آمدنی سے کسی کوقرض دے چنانچہ خمس کے سال کے اختتام تک اس قرضے کو واپس لینا ممکن ہو تو سال کے اختتام پر اس کا خمس ادا کرنا چاہئے لیکن سال کے آخر تک اپنا قرض واپس نہ لے سکے تو جب بھی وصول کرے فورا اس کا خمس ادا کرنا چاہئے۔

6۔ سونے کے سکے

سونے کے سکے اگر کمائی کا منافع شمار ہوں تو وجوب خمس کے لحاظ سے ان کا حکم بھی دوسری آمدنی والا ہوگا۔

7۔ کفن

اگر انسان کفن خریدے اور کئی سال پڑا رہے تو خمس کے پہلے سال کے اختتام پر اس کی قیمت کا خمس ادا کرنا چاہئے اور کرنسی کی قدر میں آنے والی کمی کی نسبت حاکم شرع سے معاملہ کرے۔

تمرین

1۔ اگر کسی شخص کے شرکاء خمس کے سال کا حساب نہ رکھتے ہوں تو اس کی کیا ذمہ داری بنتی ہے؟

2۔ کیا قرض الحسنہ کے سرمائے میں خمس ہوتا ہے؟ اوراس کے منافع کا کیا حکم ہے؟

3۔ کیا کام کیلئے استعمال ہونے والے آلات میں خمس واجب ہوتا ہے ؟

4۔ گھر یا گھریلو ضروریات کی خریداری کیلئے جو رقم بتدریج بچت کی جاتی ہے کیا اس میں خمس ہوتا ہے؟

5۔ اگر کسی ملازم کو اس کے خمس والے سال کی تنخواہ اس سال کے اختتام کے بعد ملے تو کیا اس کا خمس دینا واجب ہے؟

6۔ اگر کوئی شخص خمس والے سال سے پہلے اپنی کچھ آمدنی کسی کو بطور قرض دے اورخمس والے سال کے اختتام کے چند ماہ بعد اسے وصول کرے تو اس رقم کا حکم کیا ہے؟

9۔ وہ موارد جن پر مؤونہ کا عنوان صدق نہیں کرتا ہے

1۔ وہ چیزیں جو استعمال سے ختم ہوجاتی ہیں اور جو استعمال سے ختم نہیں ہوتیں

وہ چیزیں جو استعمال کرنے سے ختم ہوجاتی ہیں جیسے چینی، چاول اور گھی وغیرہ اور زندگی کی روزمرہ کی ضروریات میں استعمال ہوتی ہیں اگر سال کی آمدنی سے سال کے دوران استعمال کرنے کیلئے خریدی ہوں اور انہیں استعمال بھی کرلے تو وہ مؤونہ شمار ہوں گی اور ان میں خمس نہیں ہے اور جتنی مقدار سال کے آخر تک استعمال نہ ہو وہ مؤونہ نہیں ہے اور اس کا خمس دینا ضروری ہے البتہ وہ چیزیں کہ جو استعمال کرنے سے ختم نہیں ہوتی ہیں مثلا رہائشی گھر، گھریلو وسائل، ذاتی گاڑی اور عورتوں کے زیورات وغیرہ کہ جو استعمال سے باقی رہتے ہیں اور انہیں ضروریات زندگی کے طور پر آمدنی سے خرید کر استعمال کیا جاتا ہو تو یہ مؤونہ ہیں اور ان میں خمس نہیں ہے۔

توجہ

جو چیزیں استعمال کرنے سے ختم نہیں ہوتیں اور باقی رہتی ہیں ان میں خمس کے واجب نہ ہونے کا معیار ان پر انسان کی عرفی حیثیت کے مطابق ضرورت کا صدق کرنا ہے اگرچہ پورا سال ان سے استفادہ نہ کرےپس اگر اتفاقا قالین اور برتن سارا سال استعمال نہ ہوں لیکن مہمانوں کی خاطر ان کی ضرورت ہو تو ان میں خمس نہیں ہے لیکن استعمال کرنے سے ختم ہونے والی اشیاء میں معیار استعمال ہے لہذا ان میں سے جو کچھ سال کے دوران استعمال سے بچ جائے اس کا خمس دینا ضروری ہے۔

وسائل الشیعہ جیسی کتابیں جو کئی جلدوں پر مشتمل ہیں اگر پوری کتاب کی ضرورت ہو یا جس جلد کی ضرورت ہے اس کا خریدنا پوری کتاب کے خریدنے پر موقوف ہو تو اس میں خمس نہیں ہے ورنہ جن جلدوں کی اس وقت ضرورت نہیں ہے ان کا خمس دینا ضروری ہے اور کتاب کی ہر جلد سے فقط ایک صفحہ پڑھ لینا خمس کے ساقط ہونے کیلئے کافی نہیں ہے۔

ضرورت کا رہائشی گھر مؤونہ ہے لہذا تین منزلہ گھر کہ جس کی ایک منزل میں مالک خود اور دوسری دو منزلوں میں اس کے بیٹے رہتے ہیں اس میں خمس نہیں ہے۔

وہ گاڑی کہ جسے دوران سال کی آمدنی سے اپنے ذاتی استعمال اور زندگی کی ضروریات پوری کرنے کے لئے خریدا ہے اور انسان کی عرفی حیثیت کے مطابق اس کی ضروریات کا حصہ ہو تو یہ مؤونہ ہے اور اس میں خمس نہیں ہے ہاں اگر اسے کام کیلئے خریدا ہو مثلا ٹیکسی، وانٹ، منی بس اور بس تو وجوب خمس کے لحاظ سے اس کا حکم کام کے آلات والا حکم ہے۔

وہ دوائیں کہ جنہیں دوران سال کی آمدنی سے خریدا جاتا ہے اور خراب ہوئے بغیر خمس کے سال کے آخر تک باقی رہتی ہیں اگر انہیں ضرورت کے وقت استعمال کیلئے خریدا ہو اور ان کی ضرورت پیش بھی آسکتی ہو تو وہ مؤونہ ہیں اور ان میں خمس نہیں ہے۔

2۔ ضرورت کی وہ چیزیں کہ جنہیں انسان بتدریج مہیا کرتا ہے

گھریلو لوازمات، جہیز اور رہائش کیلئے گھر وغیرہ جیسی ضرورت کی چیزیں کہ جنہیں انسان ضرورت کے موقع پر ایک ہی مرتبہ نہیں خرید سکتا بلکہ کئی سالوں کی آمدنی سے انہیں بتدریج مہیا کرتا ہے اور وقتِ ضرورت کیلئے محفوظ کرلیتا ہے تو ان میں سے انسان ہر سال جتنا اپنی عرفی حیثیت کے مطابق مہیا کرتا ہے وہ مؤونہ ہے اور اس میں خمس نہیں ہے۔

توجہ

اگر کسی علاقے میں رسم یہ ہو کہ سامان اور گھریلو وسائل لڑکے والے تیار کرتے ہوں چنانچہ وہ اسے وقت کےساتھ ساتھ اور بتدریج تیار کریں اور اس پر سال گزر جائے تو اگر مستقبل کیلئے ضروریات زندگی کی تیاری عرف میں مؤونہ کا حصہ شمار ہو تو اس میں خمس نہیں ہے۔

اگر کسی شخص کے پاس رہائش کیلئے گھر نہیں ہے لیکن اس کے پاس ایک پلاٹ ہے کہ جس پر خمس کا سال گزرگیا ہو چنانچہ اگر اس نے وہ پلاٹ اپنی ضرورت کا گھر بنانے کیلئے دوران سال کی آمدنی سے خریدا ہو تو یہ اس کے موجودہ مخارج میں سے شمار ہوگا اور اس کا خمس واجب نہیں ہے حتی کہ اس کو فروخت کرے اور دوسرا گھر بنانے میں خرچ کرےلیکن اگر اسے سال کی آمدنی سے اس ارادے سے خریدا ہو کہ اسے بیچ کر اس کا پیسہ گھر کی تعمیر کیلئے خرچ کرے یا اس پیسے کواس مقصد کے لئے بچت کرے تواحتیاط کی بناپر اس کا خمس دینا واجب ہے۔

گھر بنانے کیلئے جس زمین کی ضرورت ہے اس میں خمس کے واجب نہ ہونے کے اعتبار سے فرق نہیں ہے کہ وہ ایک پلاٹ ہو یا چند پلاٹ اور ایک گھر ہو

یا چند گھر بلکہ اس کا معیار اس پر انسان کی عرفی حیثیت اور مقام کے مطابق ضرورت کا صدق کرنا اور اسی طرح اس میں بتدریج گھر کی تعمیر کیلئے اس کی مالی حیثیت ہے۔

اگر کسی کے پاس رہائش کیلئے اپنا گھر نہ ہو اور دوران سال کی آمدنی سے زمین خریدے تاکہ اس میں اپنے لئے گھر بناسکے چنانچہ اس کی تعمیر شروع کرے لیکن اس کی تعمیر مکمل ہونے سے پہلے خمس کی تاریخ آجائے تو جو کچھ بلڈنگ کے میٹیریل میں خرچ کرچکا ہے اس میں خمس نہیں ہے۔

اگر کوئی شخص اپنی حیثیت کے مطابق کوئی گھر بنائے تو مؤونہ شمار ہوگا اگرچہ کچھ وجوہات کی بناپر اس میں سکونت اختیار نہ کرسکے یا کچھ مدت کے بعد اس میں سکونت اختیار کرنے سے منحرف ہوجائے۔

3۔ قرض کی ادائیگی

1۔ سال کی آمدنی سے جو کچھ بچ جائے اگرچہ کم ہو پھر بھی اس کا خمس ادا کرنا چاہئے اگرچہ قرض یا مؤونہ کی قسط کی بابت کیوں نہ ہو لیکن اگر اپنا قرض اسی سال کے منافع سے یا سال گزرنے کے مختصر مدت بعد ادا کرے جو مقدار عرفا سال کے مخارج میں شمار ہوجائے اس میں خمس نہیں ہے۔

2۔ اگر منافع ملنے سے پہلے زندگی کے مخارج کے لئے قرض حاصل کرے یا جس پیسے سے خمس تعلق نہیں رکھتا ہے مثلا ارث سے پیسے لے تو احتیاط واجب کی بناپر ان مخارج کو منافع سے کم نہیں کرسکتا ہے اور اس کا خمس ادا کرنا چاہئے۔

3۔ خمس تعلق نہ رکھنے والے مال سے منافع حاصل کرنے کے بعد اس کو زندگی کے مخارج میں استعمال کرے تو اس رقم کو سال کے منافع سے کسر کرسکتا ہے۔

4۔ قرض کی بابت سال کی آمدنی کو خرچ کرنا اگرچہ قرض مؤونہ نہ ہو پھر بھی جائز ہے لیکن اگر سال کے اختتام تک ادا نہ کرے تو جس سال قرض لیا گیا ہے اس سال کی آمدنی سے استثنا نہیں ہوگا اور آمدنی سے جو مقدار بچ جائے اس کا خمس دینا چاہئے مگر یہ کہ وہ قرض مؤونہ کے عنوان سے اور موجودہ منافع سے حاصل کیا گیا ہو خواہ قرض طلب کرنے کے طریقے سے ہو یا فی الذمہ خریدنے کے طریقے سے ہو یا کسی اور طریقے سے۔

4۔ کرائے وغیرہ کی ایڈوانس رقم

1۔ کرایہ دار مالک مکان کو جو پیسہ ایڈوانس دیتا ہے اگر کرایہ دار کی آمدنی میں سے ہو تو سال گزرنے کے بعد اس میں خمس ہے اور جب بھی کرایہ دار اس پیسے کو مالک سے وصول کرے اس کا خمس ادا کرنا چاہئے مگریہ کہ گھر کے کرایے کے لئے اس پیسے کی ضرورت ہو اس صورت میں ضرورت پوری ہونے تک خمس کی ادائیگی میں تاخیر کرسکتا ہے۔

2۔ حج یا عمرہ سے مشرف ہونے کے لئے جو رقم بینک میں جمع کی جاتی ہے تاکہ باری آنے پر جمع شدہ رقم اور منافع کو دریافت کرے اور حج اور عمرے کی سعادت حاصل کرے چنانچہ اگر خمس والے اسی سال میں حج پر چلے جائیں کہ جس سال پیسے جمع کرائے تھے تو اس میں خمس نہیں ہے لیکن اگر ان کے حج کی باری خمس والے سال کے بعد آئے تو چنانچہ اصل پیسہ سال کی آمدنی سے ہو تو اس میں خمس واجب ہوگا رہا اس کا منافع تو اگر اسے سفر حج پر جانے والے سال سے پہلے وصول کرنا ممکن نہ ہو تو یہ وصولی والے سال کی آمدنی شمار ہوگا لذا اگر اسی سال خرچ ہوجائے تو اس میں خمس نہیں ہے۔

تمرین

1۔ کیا مؤونہ میں خمس کے واجب نہ ہونے کا معیار دوران سال میں اس کا استعمال کرنا ہے یا یہ کہ سال کے دوران اس کی ضرورت ہونا ہی کافی ہے اگرچہ اس کے استعمال کا موقع نہ آئے؟

2۔ وہ دوائیں جو دوران سال کی آمدنی سے خریدی جاتی ہیں اگر خراب ہوئے بغیر خمس والے سال کےآخر تک پڑی رہیں تو کیا ان میں خمس واجب ہوگا؟

3۔ ایک شخص کے پاس رہائش کیلئے اپنا گھر نہیں ہے اس لئے وہ زمین خریدتا ہے تاکہ اس میں اپنے لئے گھر بنا سکے لیکن چونکہ اس کے پاس گھر کی تعمیر کیلئے کافی مقدار میں پیسہ نہیں تھا اس لئے اس پر سال گزر گیا اور اس نے اسے بیچا بھی نہیں تو کیا اس میں خمس واجب ہے؟

4۔ جن ملازمین کے سالانہ مخارج سے بعض اوقات کچھ مال بچ جاتا ہے اس چیز کے پیش نظر کہ ان کے ذمے قرض ہوتا ہے کہ جسے فوری اور قسطوں کی صورت میں ادا کرنا ہوتا ہے کیا ان پر خمس واجب ہے؟

5۔ رائج طریقے کے مطابق گھر کرائے پر لینے کیلئے کچھ پیسہ ایڈوانس دینا پڑتا ہے اگر یہ پیسہ کمائی کی آمدنی میں سے ہو اور کئی سال تک مالک کے پاس رہے تو کیا وصولی کے فوراً بعد اس کا خمس دینا واجب ہے ؟ اور اگر اس پیسے کے ساتھ کسی دوسری جگہ گھر کرائے پر لینا چاہتا ہو تو حکم کیا ہے؟

6۔ حج کی خاطر نام لکھوانے کیلئے جو پیسہ دیا جاتا ہے اور اس پر کئی سال گزر جاتے ہیں کیا اس میں خمس ہوتا ہے؟

10۔ آمدنی کا خمس حساب کرنے اور ادائیگی کا طریقہ

1۔ خمس کے واجب ہونے کا وقت

آمدنی کے خمس کے وجوب کا وقت وہ ہے جب آمدنی ہاتھ میں آتی ہے لیکن خمس کی ادائیگی کے سلسلے میں ایک سال کی مہلت دی گئی ہے لہذا مالک کو سال کے اختتام سے پہلے اپنا خمس ادا کرنے کی اجازت ہے۔

2۔ خمس کے سال کو آگے لانا جائز ہے اس طرح کہ اس وقت تک ملنے والی درآمد کا خمس ادا کرے اور اس کے بعد خمس کا سال اسی وقت سے شروع ہوگا البتہ خمس کے سال میں تاخیر جائز نہیں ہے۔

توجہ

اگر کوئی شخص فروخت کی نیت کے بغیر پلاٹ یا سونے کا سکہ سال کی آمدنی سے خریدے تو سال کے اختتام پر اس کی قیمت کے مطابق خمس ادا کرنا چاہئے اس کی قیمت میں ہونے والے اضافے میں جب تک اس کو فروخت نہ کیا جائے خمس نہیں ہے اور فروخت کرنے کے بعداضافہ ہونے والی قیمت کو افراط کی مقدار کو کسر کرنے کے بعد فروخت کرنے والے سال کی آمدنی شمار کیا جائے گا اوراگر فروخت کرنے کی نیت سے خریدا ہو تو خمس کے پہلے سال کے اختتام پر ہی اس کی قیمت سے خمس تعلق پیدا کرے گا اور بعد والے سالوں میں چنانچہ اس کی قیمت بڑھ جائے اور فروخت کا امکان ہوتو افراط زر کی مقدار کو کسر کرنے کے بعد بڑھنے والی قیمت کا خمس ادا کرے اگرچہ فروخت نہ کیا گیا ہو۔

2۔ آمدنی پر آنے والے اخراجات کی کٹوتی

سال کی آمدنی میں سے جو کچھ منافع حاصل کرنے کیلئے اور اقتصادی فعالیت کے دوران خرچ کیا جاتا ہے مثلا حمل و نقل، خسارے کی تلافی، دوکان کا کرایہ، دلال اور مزدوروں کی اجرت اور ٹیکس وغیرہ کے سلسلے میں ہونے والے اخراجات وہ اسی سال کی آمدنی سے مستثنیٰ ہو گا اور اس میں خمس نہیں ہے۔

3۔ آمدنی کے خمس کا مؤونہ (سالانہ اخراجات) سے تعلق نہ رکھنا

آمدنی والا خمس مؤونہ میں واجب نہیں ہوتا یعنی آمدنی میں سے جو کچھ دوران سال زندگی کی ضروریات پر خرچ ہوتا ہے اس میں خمس نہیں ہے اور صرف سال کے آخر میں جو کچھ بچ جائے اس میں خمس ہوتا ہے اور ضروری ہے کہ اس کا حساب کیا جائے۔

4۔ ہر سال کی مؤونہ کی اسی سال کی آمدنی سےکٹوتی

ہر سال کی مؤونہ اگلے یا پچھلے سال سے نہیں نکالی جائے گی بلکہ اسی سال کی آمدنی سے ہی نکالی جائے گی لہذا اگر اسے ایک سال کوئی آمدنی نہ ہو تو اس سال کی مؤونہ اس سے پچھلے یا بعد والے سال کی آمدنی سے نہیں نکال سکتا۔

5۔ آمدنی میں سے اخراجات کا نکالنا کسی دوسرے مال کے نہ ہونے سے مشروط نہیں ہے

اگر خمس نکالا ہوا مال اس مال سے مخلوط ہوجائے جس کا خمس نہ نکالا گیا ہو مثلا دونوں کا حساب مشترک ہو اور مالک نے خمس نکالے ہوئے مال کی نیت کے بغیر یا اس حساب کو ذہن میں لائے بغیر مال نکالے اور مؤونہ میں خرچ کرے اور خمس نکالے ہوئے مال کے برابر یا اس سے کم باقی بچ جائے تو باقی بچنے والی مقدار میں خمس نہیں ہے۔

6۔ خمس والے سال کا حساب رکھنا

جو شخص اپنی ذاتی آمدن رکھتا ہو کم یا زیادہ خواہ شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ اس کیلئے خمس کا سال رکھنا اور اپنی سالانہ آمدنی کا حساب کرنا ضروری ہے تاکہ اگر سال کے اختتام پر آمدنی میں سے کچھ بچ جائے تو اس کا خمس ادا کرسکے البتہ خمس کا سال رکھنا اور سالانہ آمدنی کا حساب کرنا کوئی مستقل اور الگ واجب نہیں ہے بلکہ یہ خمس کی مقدار جاننے کا ایک طریقہ ہے اور اس وقت واجب ہوتا ہے جب انسان جانتا ہو کہ ا س پر خمس واجب ہے لیکن اس کی مقدار کو نہ جانتا ہو لیکن اگر کمائی کے منافع میں سے کچھ نہ بچے اور سب کچھ زندگی کے مخارج پر خرچ ہوجائے تو اس پر خمس واجب ہی نہیں ہے تاکہ اس کا حساب کرے۔

توجہ

میاں بیوی جو اپنی تنخواہوں کو مشترکہ طور پر گھر کے مخارج میں خرچ کرتے ہیں ان میں سے ہر ایک پر واجب ہے کہ وہ اپنی آمدنی کے لحاظ سے خمس کا الگ سال رکھتا ہو اور ان میں سے ہر ایک سال کے آخر میں اپنی سالانہ آمدنی اور تنخواہ میں سے باقیماندہ کا خمس ادا کرے اسی طرح وہ خانہ دار خاتون کہ جس کے شوہر کا خمس والا سال ہے اور اس کے مطابق وہ اپنے اموال کا خمس ادا کرتا ہے اور اس کو بھی بعض اوقات کوئی آمدنی ہوجاتی ہے تو اس پر واجب ہے کہ جس وقت سال کی پہلی آمدنی وصول کرے اسی وقت کو اپنے خمس والے سال کی ابتدا قرار دے اور اپنی کمائی کے منافع میں سے جو کچھ اپنے ذاتی مخارج جیسے زیارت کیلئے جانا اور ہدیہ دینا وغیرہ میں خرچ کردے اس میں خمس نہیں ہے اور اس میں سے جو کچھ سال کے آخر تک بچ جائے اس کا خمس دینا واجب ہے۔ اور جائز ہے کہ ان میں سے ایک دوسرے کی اجازت کے ساتھ اس کے خمس کا حساب کرکے ادا کرے۔

انسان کو خمس کے مسائل سے آشنائی ہوتو یہ کرسکتا ہے کہ اپنے مال کے خمس کا خود حساب کرکے جو کچھ اس پر واجب ہے وہ ولی امر خمس یا اس کے وکیل کو دے دے۔

7۔ خمس والے سال کی ابتدا کی تعیین

خمس والے سال کی ابتدا کیلئے مکلف کی جانب سے اسے معین کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی (دوسرے لفظوں میں خمس والے سال کی ابتدا مکلف کے معین کرنے سے معین نہیں ہوتی) بلکہ یہ ایک واقعی اور حقیقی امر ہے کہ جو سالانہ آمدنی کے حصول کی کیفیت کی بنیاد پر خودبخود معین ہوجاتا ہے ا س بنا پر ملازمین اور اجرت پر کام کرنے والے افراد کے خمس والے سال کی ابتدا اس دن سے ہوگی جب ان کیلئے اپنے کام اور ملازمت کی پہلی کمائی کو وصول کرنا ممکن ہوگا اور تاجروں اور دوکانداروں کے خمس والے سال کا آغاز خرید و فروش شروع کرنے کی تاریخ سے ہوگا اور کسانوں کے خمس والے سال کا آغاز کھیتی باڑی کا پہلا محصول اٹھانے کی تاریخ سے ہوگا۔

توجہ

جیسا کہ اوپر بھی بیان کیا ہے ملازمین اور اجرت پر کام کرنے والے افراد وغیرہ جس دن اپنی پہلی تنخواہ یا اجرت وصول کریں گے یا ان کیلئے اس کا وصول کرنا ممکن ہوگا اس دن سے ان کے خمس والے سال کا آغاز ہوگا نہ کہ کام شروع کرنے والے دن سے۔

8۔ خمس والے سال کے انتخاب میں آزادی

خمس والا سال قمری بھی قرار دے سکتے ہیں اور شمسی بھی اور اس کے انتخاب میں مکلف آزاد ہے۔

تمرین

1۔ کیا خمس والے سال کو مقدم اور مؤخر کرنا جائز ہے؟

2۔ ایک شخص کے پاس اپنی جائیداد (گھر یا زمین) ہے کہ جس میں خمس واجب ہے کیا وہ اس کا خمس اپنی سالانہ آمدن سے ادا کرسکتا ہے؟ اور کیا اس پر سالانہ آمدن کا خمس دینا بھی واجب ہے؟

3۔ مثال کے طور پر ایک شخص کو خمس والے سال کے اختتام پر ایک لاکھ روپے کی بچت ہوئی اور اس نے اس کا خمس ادا کر دیا اگر اگلے سال میں اس کی مقدار ڈیڑھ لاکھ ہوجائے تو کیا نئے سال میں پچاس ہزار کا خمس دینا ہوگا یا نہیں بلکہ دوبارہ اسے ڈیڑھ لاکھ کا خمس دینا پڑے گا؟

4۔ کیا ان غیر شادی شدہ جوانوں پر خمس والے سال کی تعیین واجب ہے کہ جو اپنے ماں باپ کے ساتھ رہتے ہیں؟

5۔ کیا انسان اپنے مال کے خمس کا خود حساب کرکے اسے ولی امر خمس یا ا س کے وکیل کو دے سکتا ہے؟

6۔ خمس ادا کرنے کیلئے سال کی ابتدا کی تعیین کیسے ہوگی؟

سبق 72: آمدنی کا خمس (6)
آمدنی کا خمس حساب کرنے اور ادا کرنے کا طریقہ ((2))

9۔ سرمائے کے خمس کے حساب اور ادائیگی کا طریقہ

سرمائے کے خمس کا حساب کرنے کیلئے پہلے جو کچھ سامان اور نقد پیسہ ہے خمس والے سال کے اختتام پر اس کا حساب کرکے اس کی قیمت لگوائے اور اس کا خمس ادا کر دے پھر اگلے سال تمام نقدی اور سامان کا اصل سرمائے کے مقابلے میں جائزہ لے اگر افراط زر کے علاوہ سرمائے سے زائد ہوتو زائد مقدار منافع شمارہوگی اور اس میں خمس ہوگا اوراگر ابتدائی سرمائے سے کچھ زائد نہ ہو تو خمس واجب نہیں ہے مثال کے طور پر اگر کسی شخص کا سرمایہ ۹۸ بھیڑ یں اور کچھ نقد پیسہ ہو کہ جن کا وہ خمس ادا کرچکا ہو چنانچہ اگر خمس والے سال کے اختتام پر ا س کے پاس موجود بھیڑ بکریوں اور نقد رقم کی مجموعی قیمت ۹۸ بھیڑ وں اور مخمس نقد رقم کی مجموعی قیمت سے زیادہ ہو کہ جن کا یہ خمس ادا کرچکا ہے توافراط زر کو کسر کرنے کے بعد زائد مقدار میں خمس ہوگا۔

توجہ

سرمائے کے خمس کا حساب کرنے کیلئے واجب ہے کہ جیسے بھی ممکن ہو اگرچہ اندازے سے ہی کیوں نہ ہو، سامان اور اجناس (نقد رقم کے علاوہ سرمایہ) کی قیمت کا تعین کرے اور مشکل ہونے کی وجہ سے اس کام کو ترک کرنا جائز نہیں ہے۔

اگر کسی شخص کے کمائی کے چند ذرائع ہوں مثلا گھر کرایے کا گھر، تجارت اور زراعت کے ذریعے کماتا ہو چنانچہ ہر کمائی کے ذریعے کے منافع اور اخراجات جدا ہوں تو خمس کے سال کے اختتام پر اسی ذریعہ آمدنی کا خمس حساب کرکے ادا کرنا چاہئے اور اگر ان میں سے کسی ایک میں نقصان ہوجائے تو دوسرے سے اس کی تلافی نہیں کرسکتا ہے اور اگر تمام ذرائع کا حساب مشترکہ ہو تو سال کے اختتام پر ایک دفعہ سب کاحساب کرنا چاہئے اور اگر کچھ بچ جائے تو خمس ادا کرے۔

اگر سال کے آغاز میں سرمائے کا کچھ حصہ ختم ہوجائے اور باقی ماندہ میں منافع حاصل ہوجائے جو سال کے اخراجات سے زیادہ ہو تو کم ہونے والے سرمائے کی مقدار کو اس میں سے لے سکتا ہے۔

اگر سرمائے کے علاوہ کوئی اور چیز ضائع ہوجائے تو منافع سے اس کی تلافی نہیں کرسکتا ہے لیکن اگر اسی سال کے دوران اس چیز کی ضرورت پیش تو سال کے دوران کمائی کے منافع سے اس کو مہیا کرسکتا ہے۔

10۔ آمدنی کے خمس کے حساب کی صحت میں شک

اگر کسی شخص کو گزشتہ سالوں میں اپنی آمدنی کے خمس کے حساب کے صحیح ہونے میں شک ہو تو اس کی پروا نہ کرے اور نئے سرے سے خمس ادا کرنا واجب نہیں ہے ہاں اگر آمدن کے بارے میں شک ہو کہ یہ گزشتہ سالوں کی آمدن ہے کہ جس کا خمس دے چکا ہے یا اس سال کی کہ جس کا خمس نہیں دیا تو اس پر واجب ہے کہ احتیاطا اس کا خمس ادا کرے مگر جب اس کیلئے ثابت ہوجائے کہ پہلے اس کا خمس ادا کرچکا ہے۔

11۔ خمس کی ادائیگی میں شک

اگر شک ہو کہ کسی چیز کا خمس دیا ہے یا نہیں چنانچہ اگر مشکوک ایسی چیز ہو کہ جس میں خمس واجب ہے تو اس کی ادائیگی کا یقین حاصل کرنا واجب ہے۔

12۔ مصالحت

جن موارد میں انسان نہیں جانتا کہ اس کی آمدنی میں خمس واجب ہے یا نہیں مثال کے طور پر اسے یقین ہے کہ اس نے اپنا رہائشی گھر اپنی کمائی کی آمدن سے خریدا ہے لیکن یہ نہیں جانتا کہ آیا اس نے سال کے دوران میں ہی اس آمدنی کوگھر خریدنے کیلئے خرچ کر دیا تھا یا سال ختم ہونے کے بعد اور خمس ادا کرنے سے پہلے خرچ کیا تھا تو احتیاط واجب کی بناپر ولی امر خمس یا اس کے وکیل کے ساتھ مصالحت کرے۔

توجہ

یقینی خمس میں مصالحت نہیں ہوسکتی (مصالحت مشکوک موارد میں ہوتی ہے)

13۔ دست گردانی

اگر انسان پر خمس واجب ہو لیکن اسے ادا کرنے کی توان نہ رکھتا ہو تو اس کے ذمے جو خمس ہے اس کے سلسلے میں ولی امر خمس یا اس کے وکیل کے ساتھ دست گردانی کرسکتاہے تاکہ بعد میں اسے وقت اور مقدار کے لحاظ سے اپنی استطاعت کے مطابق بتدریج ادا کرسکے۔

توجہ

اگر کوئی شخص ایسے مال کے خمس کے طور پر کہ جس میں خمس واجب نہیں تھا کچھ رقم ادا کر دے تو اگر وہ رقم اپنے شرعی مصارف میں خرچ ہوجائے تو یہ اس مال کے خمس کی بابت حساب نہیں ہوگی کہ جس کا یہ مقروض ہے البتہ اگر خود وہ رقم موجود ہو تو اس کا مطالبہ کرسکتا ہے۔

تمرین

1۔ سرمائے کے خمس کے حساب اور ادائیگی کا طریقہ بیان کیجئے۔

2۔ اگر ایسا مال کہ جس میں خمس نہیں ہوتا مثلا انعام وغیرہ سرمائے کے ساتھ مخلوط ہوجائے تو کیا سال کے اختتام پر اسے سرمائے سے مستثنیٰ کرکے باقی اموال کا خمس ادا کرنا جائز ہے؟

3۔ اگر انسان کو اپنے سابقہ اموال کے خمس کے حساب کی صحت کے بارے میں شک ہو تو اس کا فریضہ کیا ہے؟

4۔ مصالحت کے موارد کون سے ہیں؟

5۔ کن موارد میں دست گردانی کی جاتی ہے؟

6۔ اگر انسان ایسےمال کے خمس کے طور پر کچھ رقم ادا کرے کہ جس میں خمس واجب نہیں تھا تو کیا اس رقم کو اس مال کے خمس کے طور پر شمار کرسکتا ہے کہ جس کا اس وقت مقروض ہے؟

سبق 73: معدن کا خمس۔ خزانہ۔ حلال مال جو حرام کے ساتھ مخلوط ہوجائے۔ خمس کا مصرف۔ خمس کے متفرق مسائل

1۔ معدن کا خمس

جو معدنیات کوئی ایک شخص یا چند افراد مل کر نکالتے ہیں ان میں اس شرط کےساتھ خمس واجب ہے کہ ایک شخص نے جو نکالا ہے یا مل کر نکالنے کی صورت میں ہر ایک کا حصہ ان کے نکالنے اور صاف کرنے کے اخراجات کو منہاکرنے کے بعد 15 مثقال[1] سونے کے برابر ہو اور اگر اس کی قیمت اس مقدار سے کم ہوتو خمس نہیں ہے۔

توجہ

معدنیات میں خمس کے واجب ہونے کی شرط یہ ہے کہ اسے کوئی شخص یا چند اشخاص باہمی مشارکت کے ساتھ نکالیں اس شرط کے ساتھ کہ ہر ایک کا حصہ نصاب کی حد تک پہنچ جائے اور جو کچھ نکالا گیا ہے وہ ان کی ملکیت ہو جائے اور معدن میں خمس اس وقت واجب ہے جب نکالنے والا اس کا مالک بن جائے پس جو معدنیات حکومت نکالتی ہے چونکہ وہ کسی خاص شخص یا اشخاص کی ملکیت نہیں ہیں بلکہ جہت کی ملکیت ہیں اس لئے ان میں خمس کے وجوب کی شرط موجود نہیں ہے بنابراین حکومت اور ریاست پر خمس کے وجوب کا کوئی معنی نہیں ہے۔

2۔ خزانہ

جن لوگوں کو اپنی ذاتی زمین میں خزانہ مل جاتا ہے اس کے بارےمیں معیار جمہوری اسلامی ایران کے قوانین ہیں لہذا اگر کسی کو اپنی ذاتی عمارت کی زمین کے نیچے سے چاندی کے ایسے سکے مل جائیں کہ جن کی تاریخ تقریباً سو سال پرانی ہو تو ان کے سلسلے میں جمہوری اسلامی ایران کے قوانین کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔

3۔ حرام سے مخلوط ہونے والا حلال مال

1۔اگر حلال مال حرام کے ساتھ مخلوط ہوجائے مثلا ایک بوری گندم میں سے کچھ مقدار کسی دوسرے شخص کی ہو چنانچہ اس شخص اور اس مقدار کو نہ جانتا ہو تو پورے مال کا خمس دینا چاہئے اور باقی مال اس کے لئے حلال ہوتا ہے۔

2۔ اگر دوسرے شخص کے مال کی دقیق مقدار معلوم نہ ہو لیکن اجمالی طور پر جانتا ہو کہ پانچویں حصے سے زیادہ مقدار ہے تو احتیاط کی بناپر پانچویں حصے سے جتنی مقدار زیادہ ہونے کا یقین ہے اس کے ساتھ خمس حاکم شرع کودے تاکہ ان موارد میں خرچ کیا جائے جو خمس اور صدقہ دونوں شمار ہوتے ہیں۔

توجہ

جو شخص ایسے خاندان کے ساتھ رہتا ہے کہ جو خمس اور زکات نہیں دیتا یا ان کے اموال سود کے ساتھ مخلوط ہیں تو جب تک اسے ان اموال کے حرام ہونے کا یقین نہ ہوجائے ان سے استفادہ کرسکتا ہے (درست ہے کہ اگرچہ اسے ان کے اہل خمس و زکات نہ ہونے کا یقین ہے اور یہ کہ ان کے اموال سود کے ساتھ مخلوط ہیں لیکن اس کا لازمہ یہ نہیں ہے کہ اسے ان اموال کی حرمت کا بھی یقین ہوجائے کہ جو وہ استعمال کرتا ہے) البتہ اگر ان اموال کی حرمت کا یقین ہو جائے کہ جنہیں یہ استعمال کر رہا ہے تو اس کیلئے ان سے استفادہ کرنا جائز نہیں ہے مگر یہ کہ اس خاندان سے جدا ہونا اور ان سے رابطہ منقطع کرنا اس کیلئے حرج کا باعث ہو تو اس صورت میں ان کے حرام کے ساتھ مخلوط اموال کو استعمال کرنے میں اشکال نہیں ہے البتہ اس کے زیراستعمال دوسروں کے مال کا وہ ضامن ہے ۔

غوطہ خوری سے ملنے والے جواہرات

1۔ اگر انسان سمندر میں ڈبکی لگائے اور موتی اور مرجان وغیرہ نکالے جو پانی میں جاکر نکالتے ہیں چنانچہ نکالنے کے اخراجات کو منہا کرنے کے بعد سونے کے 18 چنے یا اس سے زیادہ قیمت ہوتو اس کا خمس ادا کرنا چاہئے۔

2۔ گذشتہ مسئلے میں کوئی فرق نہیں ہے کہ سمندر سے نکالنے والے جواہرات ایک قسم کے ہوں یا مختلف اقسام کے ، ایک دفعہ نکالے یا زیادہ فاصلے کے بغیر کئی دفعہ اور احتیاط واجب کی بناپر بڑے دریا مثلا نیل اور فرات وغیرہ بھی سمندر کے حکم میں ہیں۔

3۔ اگر پانی میں غوطہ لگائے بغیر کسی آلے کے ذریعے پانی کے اندر سے جواہرات نکالے تو چنانچہ اخراجات کو کم کرنے کے بعد سونے کے 18 سکوں کے برابر ہو تو احتیاط واجب کی بناپر اس کا خمس ادا کرنا چاہئے۔

4۔ اگر جواہرات خود ہی پانی سے باہر آجائیں اور کوئی شخص اس کو پانی کے اوپر سے یا سمندر کے کنارے سے اٹھائے تو خمس نہیں ہے لیکن اگر یہ کام اس کا پیشہ ہوتو پیشے کی آمدنی شمار ہوگا جس کا حکم آئے گا۔

خمس کا مصرف

1۔ جس شخص پر خمس ادا کرنا واجب ہو ضروری ہے کہ اس کو ولی امر مسلمین کے حوالے کرے اور اس مسئلے میں سہم امام اور سہم سادات میں کوئی فرق نہیں ہے۔

2۔ مراجع تقلید کے مقلدین اگر خمس ادا کرنے میں اپنے مرجع تقلید کے فتوی کے مطابق عمل کریں تو بری الذمہ ہوتے ہیں۔

3۔ اس شخص کو خمس دینا جائز ہے جو خمس جمع کرنے میں ولی امر مسلمین کا وکیل ہے لیکن اگر اس کی وکالت ثابت نہ ہوجائے تو اس کو خمس دینا جائز نہیں ہے اور دینے کی صورت بری الذمہ ہونے پر اطمینان کا باعث نہیں ہے۔

4۔ خمس (سہم امام ہو یا سہم سادات) کو ہر کام میں مصرف کرنا خمس کے ولی امر مسلمین یا اس کے وکیل کی اجازت کے ساتھ ہونا چاہئے۔

توجہ

حتمی طور پر واجب ہونے والا خمس معاف نہیں کیا جاسکتا ہے۔

اگر کسی کو اس شخص کی اجازت میں شک ہو جو (ولی امر کی طرف سے خمس میں) اجازت رکھنے کا دعوی کرتا ہے تو احترام کے ساتھ مکتوب اجازت نامہ دکھانے کی درخواست کرسکتا ہےیا رسید طلب کرسکتا ہے جس پر خمس کے ولی امر کا مہر لگا ہو پس چنانچہ وہ خمس کے ولی امر کی طرف سے اجازت کے مطابق عمل کرے تو اس کا عمل تائید کے قابل ہے۔

2۔ ان لوگوں کی شرائط جن کو سہم سادات دیا جاسکتا ہے۔

ان لوگوں کی شرائط جن کو خمس کے ولی امر یا اس کے مجاز وکیل کی اجازت سے سہم سادات دیا جاسکتا ہے

1۔ سید ہو

2۔ شیعہ اثنا عشری ہو

3۔ فقیر ہو

4۔ واجب نفقہ نہ ہو

5۔ گناہ میں خرچ نہ کرے

1۔ سید ہو

وہ سید سہم سادات استعمال کرسکتا ہے جو باپ کی طرف سے پیغمبراکرمؐ کے جد جناب ہاشم سے منسوب ہو بنابراین تمام علوی، عقیلی اور عباسی سادات جو ہاشمی ہیں، سادات ہاشمی سے مخصوص مراعات سے استفادہ کرسکتے ہیں۔

2۔ جو شخص باپ کی طرف سے حضرت عباس بن علی بن ابی طالبؑ سے منسوب ہو، علوی سید ہے۔

3۔ اگرچہ ماں کی طرف سے پیغمبراکرمؐ سے منسوب افراد بھی آنحضرتؐ کی اولاد شمار ہوتے ہیں لیکن سید ہونے کے شرعی احکام اور آثار مرتب ہونے کا

معیار باپ کی طرف سے منسوب ہونا ہے۔

4۔ اگر کوئی کہے کہ میں سید ہوں تو اس سےخمس نہیں دیا جاسکتا ہے مگر یہ کہ دو عادل افراد اس کے سید ہونے کی تصدیق کریں یا کسی طریقے سے انسان کو سید ہونے کا یقین یا اطمینان ہوجائے۔

3۔ فقر

1۔ جو سادات پیشہ اور ملازمت رکھتے ہیں اگر ان کی آمدنی ان کی شان کے مطابق اور مناسب زندگی کے لئے کافی ہوتو فقیر شمار نہیں ہوتے ہیں اور خمس لینے کا حق نہیں ہے۔

2۔ سادات کے خاندان کا باپ اگر ان کا نفقہ ادا کرنے میں کوتاہی کرے چنانچہ باپ سے اپنا نفقہ نہیں لے سکتے ہیں تو نفقہ کی مقدار کو سہم سادات میں سے ان کو دے سکتے ہیں۔

3۔ ضرورت مند سادات اگر خوراک اور لباس کے علاوہ ان کی شان کی مناسب دوسری چیز کے بھی محتاج ہوں تو ضرورت کی مقدار کے مطابق سہم سادات میں سے ان کو دینا جائز ہے۔

4۔ سیدہ عورت کا شوہر تنگدستی کی وجہ سے اس کا نفقہ نہیں دے سکتا ہو اور وہ بھی شرعا فقیر ہوتو اپنی ضرورت پوری کرنے کے لئے سہم سادات لے سکتی ہے اور اس کو خود اور بچوں اور اپنے شوہر (اگرچہ سید نہیں ہے) پر خرچ کرسکتی ہے۔

4۔ واجب نفقہ نہ ہو

جو شخص کسی کا واجب النفقہ ہو، خمس نہیں دیا جاسکتا ہے مثلا انسان اپنے فقیر ماں باپ کو جن کی وہ مدد کرسکتا ہو، خمس نہیں دے سکتا ہے۔

5۔ گناہ میں خرچ نہ کرے

غیر عادل سید کو خمس دے سکتے ہیں لیکن وہ سید جو خمس کو گناہ میں خرچ کرتا ہے، اس کو خمس نہیں دے سکتے ہیں بلکہ اگر خمس دینا گناہ میں مدد کرنے شمار ہوجائے تو اس کو خمس نہیں دینا چاہئے اگرچہ گناہ میں خرچ نہ کرے۔

خمس کے متفرق مسائل

1۔ اس شخص کے یہاں کھانا کھانا جائز ہے جو اہل خمس نہیں ہے اور خمس کی ادائیگی اس کے مالک کے ذمے ہے۔

2۔ اگر خاندان کا سربراہ اپنے اموال کا خمس ادا نہ کرے تو اگرچہ گناہ کا مرتکب ہوا ہے لیکن ان اموال میں خاندان کے افراد کا تصرف کرنے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

3۔ جس شخص کے اموال میں خمس واجب ہوا ہو لیکن خمس ادا نہیں کرتا ہو چنانچہ کوئی معاملہ انجام دے تو وہ معاملہ صحیح ہے اور جس چیز کا معاملہ ہوا ہے وہ دوسرے فرد کو مل جاتی ہے البتہ وہ شخص (خمس کا) مقروض ہے اور خمس کو ادا کرنا چاہئے۔

4۔ ایسے مسلمانوں کے ساتھ میل جول رکھنا جو دینی امور اور خاص طور پر نماز اور خمس کے پابند نہیں ہیں اگر ان کے دینی امور کی پابندی نہ کرنے میں ان کی تائید نہ ہو تو اشکال نہیں ہے مگر یہ کہ ان کے ساتھ معاشرت کا ترک کرنا ان کے دینی امور کو اہمیت دینے میں مؤثرہو ۔

5۔ جس شخص نے حج پر جانے کیلئے کچھ رقم وزارت حج کے اکاؤنٹ میں جمع کرائی ہے لیکن خانہ خدا کی زیارت کا شرف حاصل کرنے سے پہلے دنیا سے چلا جائے تو اس کا ٹوکن موجودہ قیمت کے ساتھ اس کی وراثت شمار ہوگا اور اگر اس کے ذمے حج نہ ہو اور اس نے حج کی وصیت بھی نہ کی ہو تو اسے اس کے نیابتی حج میں خرچ کرنا واجب نہیں ہے اور اس ٹوکن کے مقابلے میں جو رقم ادا کی گئی ہے اگر وہ ایسی رقم ہو کہ جس میں خمس واجب تھا تو ا س کا اور ٹوکن کی قیمت میں پیدا ہونے والے اختلاف کی مقدار کا خمس ادا کرنا واجب ہے ۔

تمرین

1۔ معدنیات کے نصاب کی مقدار کیا ہے؟

2۔ جو شخص ایسے خاندان میں رہتا ہے کہ جو خمس اور زکات نہیں دیتا اور ان کے اموال سود کے ساتھ مخلوط ہیں اس کی ذمہ داری کیا ہے؟

3۔ سہم امام (ع) اور سہم سادات میں امام (ع) اور سادات سے کیا مراد ہے؟

4۔ بعض لوگ خود ہی سادات کے پانی اور بجلی کے بل ادا کر دیتے ہیں کیا اسے خمس کے طور پر شمار کرنا جائز ہے؟

5۔ جو سادات اپنا شغل اور کمائی رکھتے ہیں کیا وہ خمس کے مستحق ہیں؟

6۔ کیا اس فقیر علوی سید زادی کو سہم سادات دیا جاسکتا ہے کہ جو شادی شدہ ہے اور اس کے بچے ہیں لیکن اس کا شوہر غیر علوی اور فقیر ہے؟ اور کیا وہ اسے اپنے بچوں اور شوہر پر خرچ کرسکتی ہے؟

---

[1] ۱۲/۶۹گرام سونے کے برابر

سبق 74: انفال
انفال کے معنیـ انفال کے منابع

1ـ انفال کے معنی

انفال یعنی وہ عمومی اموال کہ جن کا اختیار رسول اکرم اور ان کے معصوم جانشینوں کے ہاتھ میں ہے اور غیبت کے دور میں یہ ولی امر مسلمین کے اختیار میں ہیں (حکومت اسلامی کے تصرف میں ہیں) اور ضروری ہے کہ انہیں معاشرے کے عمومی مفادات اور سب کے فائدے کیلئے استعمال کیا جائے۔

2ـ انفال کے منابع

1ـ فے (جو لشکر کشی اور جنگ کے بغیر مسلمانوں کے ہاتھ لگ جائے خواہ زمین ہو یا کچھ اور)

2ـ وہ غیرآباد زمینیں کہ جو احیا اور آباد کئے بغیر قابل استفادہ نہیں ہیں۔

3ـ وہ شہر اور دیہات کہ جن کے باشندے انہیں چھوڑ کر چلے گئے ہیں۔

4ـ سمندر اور بڑے دریاؤں کے ساحل

5ـ قدرتی جنگلات ، درے اور پہاڑوں کی بلندیاں

6ـ بادشاہوں کے وہ گرانبہا اور منتخب اموال کہ جو جنگ میں مسلمانوں کے ہاتھ لگ جاتےہیں۔

7ـ ممتاز غنیمتیں جیسے اعلیٰ نسل کا گھوڑا اور قیمتی لباس

8ـ وہ جنگی غنیمت کہ جو مسلمانوں کے پیشوا کی اجازت کے بغیر ہونے والی جنگ کے ذریعے ہاتھ آجائے۔

9ـ ان لوگوں کے اموال کہ جو دنیا سے چلے گئے اور ان کا کوئی وارث نہیں ہے۔

10ـ معدنیات

توجہ

وہ زمین جو اینٹ بنانے والی کمپنی کے نزدیک ان کی مٹی کو فروخت کرنے کے لئے خریدی جاتی ہے تو اس صورت میں جب آباد اور شرعی طور پر فروخت کرنے والے کی مخصوص ملکیت ہو اگرچہ اس کو خریدنے کے ذریعے ہی کیوں نہ ہو، خریدار کی مخصوص ملکیت بن جاتی ہے اور انفال کا حصہ نہیں ہے لیکن اگر (ایران کی) قومی اسمبلی سے منظور قانون کے مطابق اور اعلی نگران کونسل کی تائید حاصل ہوتو اس مٹی کو فروخت کرنے سے ملنے والی آمدنی پر ٹیکس دینا لازم ہے اور حکومت کو اس کا مطالبہ کرنے کا حق ہے۔

دریاوں کہ تہہ میں موجود ریت اور مٹی کو شہر کی تعمیرات وغیرہ کے لئے خصوصی طور پر استعمال کرنا بلدیاتی اداروں کے لئے جائز ہے اور بعض افراد کی جانب سے بڑے دریاؤں کے نچلے حصوں پر خصوصی یا عمومی ملکیت کا دعوی قابل قبول نہیں ہے۔

قدرتی چراگاہیں کہ جو آج تک کسی کی ذاتی ملکیت میں نہیں رہیں، انفال اور عمومی اموال میں سے ہیں اور ان کا اختیار ولی فقیہ کے ہاتھوں میں ہے اور کسی بھی حال میں ان کی خرید و فروش صحیح نہیں ہے اسی طرح ماضی میں خانہ بدوشوں کا وہاں آنا جانا ان کی ملکیت کا سبب نہیں بنتا۔

ایسی عمومی اور قدرتی چراگاہوں کا چارا کہ جو کسی کی ذاتی ملکیت نہیں تھا کسی کی ذاتی ملکیت نہیں ہے اور کسی کو انہیں بیچنے کا حق نہیں ہے لیکن حکومت کی طرف سے جو شخص دیہاتوں کے امور کا ذمہ دار ہے وہ دیہات کے عمومی مصالح کیلئے ان لوگوں سے کچھ رقم لے سکتا ہے کہ جنہیں ان چراگاہوں میں اپنے مویشی چرانے کی اجازت ہے۔

لوگوں کے املاک سے ملحقہ چراگاہوں میں جانور کو چرنے کی اجازت ہونا دوسروں کی ملکیت میں داخل ہونے اور اس کے پانی سے استفادہ جائز ہونے کے لئے کافی نہیں ہے اور مالک کی رضایت کے بغیر یہ کام جائز نہیں ہے۔

چونکہ شرعا وقف کا صحیح ہونا شرعی لحاظ سے پہلے سے ہی مالک ہونے پر موقوف ہے جس طرح کسی چیز کا وراثت میں ملنا بھی اس بات پر موقوف ہے کہ پہلے مورّث شرعی لحاظ سے اس کا مالک ہو لہذا قدرتی چراگاہیں اور جنگلات کہ جو آج تک کسی کی ذاتی ملکیت نہیں ہیں اور کسی طرح انہیں احیا اور آباد بھی نہیں کیا گیا کسی کی ذاتی ملکیت شمار نہیں ہوں گی تاکہ ان کا وقف کرنا صحیح ہو یا وہ وراثت میں منتقل ہوں بہرحال جنگل کا جو حصہ شرعی اور قانونی اجازت کے ساتھ کھیتی یا گھر وغیرہ کی صورت میں احیا کر دیا جائے اور شرعی ملکیت بن جائے اگر وہ وقف ہو تو اس میں حق تصرف اس

کے شرعی متولی کو ہے اور اگر وقف نہ ہو تو اس میں تصرف کا حق اس کے مالک کا ہے لیکن جنگل اور چراگاہ کا جو حصہ اپنی قدرتی صورت میں باقی ہے وہ انفال اور عمومی اموال میں سے ہے اور قانونی ضوابط کے مطابق اس کا اختیار اسلامی حکومت کے پاس ہے ۔

تمرین

1۔ انفال سے کیا مراد ہے؟

2۔ انفال کے منابع کونسے ہیں؟

3۔ اگر کوئی شخص اینٹ بنانے والی کمپنی کے نزدیک کوئی زمین خریدے تاکہ اس کی مٹی کو بیچنے کے لئے استفادہ کیا جائے تو انفال شمار ہوگی یا نہیں؟ انفال نہ ہونے کی صورت میں اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ دس فیصد بلدیہ کو دیا جاتا ہے کیا حکومت کو مٹی کا ٹیکس مطالبہ کرنے کا حق ہے؟

4۔ کیا بلدیہ کو شہر کی تعمیرات وغیرہ کے لئے دریاؤں کی ریت وغیرہ استعمال کرنے کا حق ہے؟ اگر حق ہے تو چنانچہ بلدیہ کے علاوہ کوئی شخص اس کی ملکیت کا دعوی کرے تا کیا اس کا دعوی قابل قبول ہے؟

5۔ خانہ بدوشوں کی چراگاہوں کی خرید و فروش کب صحیح ہے؟

6۔ جن لوگوں کو اپنے مویشی چرانے کی اجازت ہے کیا وہ مالک کی رضامندی کے بغیر خود کو اور اپنے مویشیوں کو کھیتی کے پانی سے سیراب کرنے کیلئے چراگاہ سے ملحقہ کھیت میں داخل کرسکتے ہیں؟

سبق 75: **جہاد**
جہاد کے معنیـ جہاد کا واجب ہوناـ جہاد کی اقسام

1ـ جہاد کے معنی

جہاد سے مراد وہ کوشش اور مبارزہ ہے کہ جو اسلام کی دعوت دینے، اسے توسیع اور عام کرنے اور یا دشمن کی جارحیت کے دفاع کے عنوان سے انجام پاتی ہےـ

2ـ جہاد کا واجب ہونا

جہاد دین کے اہم ترین ارکان میں سے ہے اور اس کا واجب ہونا دین اسلام کی ضروریات میں سے شمار ہوتا ہےـ

3ـ جہاد کی اقسام

جہاد کی دو قسمیں ہیں

1ـ ابتدائی

جہاد ابتدائی وہ جہاد ہے جو دعوت اسلام کی راہ میں حائل رکاوٹوں کو برطرف کرنے کے لئے کیا جاتا ہے اورلشکر اسلام دشمن کی طرف سے کسی حملے کے بغیر اسلام کی تبلیغ کی راہ میں حائل موانع کو ختم کرنے اور دوسری سرزمینوں کو مسلمان کرنے اور اسلام کی توسیع ، کلمہ حق کی سربلندی، دینی شعائر برپا کرنے، کفار و مشرکین کی ہدایت اور شرک و بت پرستی کا خاتمہ کرنے کے لئے میدان جنگ میں داخل ہوتا ہےـ (در حقیقت جہاد ابتدائی کا ہدف ملک کی سرحدیں بڑھانا نہیں بلکہ ان اقوام کے فطری حقوق کا دفاع ہے جو کافر، مشرک اور استکباری طاقتوں کے ذریعے خداپرستی اور توحید و عدالت سے محروم ہیں)

2ـ دفاعی

جہاد دفاعی وہ جہاد ہے جو دشمن کی جارحیت کے مقابلے اور دفاع میں کیا جاتا ہے اور جب دشمن مسلمانوں کی سرزمین اور سرحدوں پر حملہ آور ہوجائے اور اس پر سیاسی، فوجی، ثقافتی یا اقتصادی تسلط حاصل کرنے کا ارادہ رکھتا ہوـ

1ـ جہاد ابتدائی

1ـ ابتدائی جہاد پیغمبر اکرمؐ اور معصوم امامؑ کے زمانے سے مختص نہیں ہے اور جامع الشرائط فقیہ کہ جو مسلمانوں کے امور کا سرپرست ہے مصلحت ہونے کی صورت میں ابتدائی جہاد کا حکم دے سکتا ہےـ

2ـ اہل کتاب (جیسے یہودی، عیسائی اور زرتشتی) جب تک اس اسلامی حکومت کے قوانین اور احکام کے مطیع رہیں کہ جس کے زیر سایہ وہ زندگی گزار رہے ہیں اور امن و امان کے منافی کوئی کام انجام نہ دیں اس وقت تک ان کا حکم معاهدوالا ہے (یعنی ان کی جان، مال اور عزت کی حفاظت اور ان کے قانونی اور جائز حقوق کا خیال رکھنا چاہئے)

3ـ اگر کفار مسلمانوں کی سرزمین پر حملہ کردیں اور ان میں سے کچھ مسلمانوں کے ہاتھوں اسیر ہوجائیں تو جنگی قیدیوں کی تقدیر کا فیصلہ اسلامی حاکم کے اختیار میں ہے اور دیگر مسلمانوں میں سے کسی کو ان کی تقدیر کے فیصلے کا حق نہیں ہے اس بنا پر کسی مسلمان کیلئے جائز نہیں ہے کہ وہ کسی کتابی یا غیر کتابی کافر خواہ وہ مرد ہو یا عورت ، کو کافر یا اسلامی مملکت میں اپنا مملوک اور غلام بنالےـ

2ـ دفاعی جہاد

1ـ اسلام اور مسلمانوں کا دفاع کرنا واجب ہے اور یہ والدین کی اجازت پر موقوف نہیں ہے لیکن اس کے باوجود سزاوار ہے کہ جہاں تک ممکن ہو ان کی

رضامندی حاصل کرے۔

2۔ اگر نفس محترمہ کے تحفظ اور قتل کو روکنے کیلئے فوری اور بلا واسطہ مداخلت کی ضرورت ہو تو یہ کام جائز بلکہ نفس محترمہ کی حفاظت واجب ہونے کی وجہ سے مداخلت شرعا واجب ہے اور حاکم سے اجازت لینے یا اس کے حکم پر موقوف نہیں ہے مگر یہ کہ نفس محترمہ کا دفاع حملہ آور کے قتل پر موقوف ہو تو اس کی کئی صورتیں ہیں کہ جن کے احکام بھی مختلف ہوسکتے ہیں۔

تمرین

1۔ جہاد سے کیا مراد ہے؟

2۔ جہاد کی اقسام کی وضاحت کریں۔

3۔ جہاد ابتدائی کا ہدف کیا ہے؟

4۔ امام معصومؑ کی غیبت کے زمانے میں جہاد ابتدائی کا کیا حکم ہے؟ کیا صاحب اقتدار جامع الشرائط فقیہ (ولی امر مسلمین) کے لئے اس کا حکم دینا جائز ہے؟

5۔ کسی مسلمان کے لئے کتابی یا غیر کتابی کافرخواہ مرد ہو یا عورت، کو کافر یا اسلامی مملکت میں اپنی ملکیت میں لانا جائز ہے؟

6۔ اگر اسلام کے لئے خطرے کی تشخیص ہوجائے تو والدین کی رضایت کے بغیر اسلام کے دفاع کے لئے اقدام کا کیا حکم ہے؟

1ـ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے معنی

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر لوگوں کو نیک کام پر آمادہ کرنے اور برے کام سے روکنے کو کہتے ہیں۔

2ـ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا واجب ہونا

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اسلام کے اہم اور بڑے فرائض اور واجبات میں شمار ہوتے ہیں۔ جو لوگ اس بڑے الہی فریضے کو ترک کرتے ہیں یا نظرانداز کرتے ہیں، گناہ گار ہوں گے اور سخت عذاب ان کا منتظر ہے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ صرف فقہائے اسلام کے نزدیک اتفاقا واجب ہے بلکہ اس کاوجوب دین اسلام کی ضروریات کا حصہ ہے۔

توجہ

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ان کی شرائط کی رعایت کرتے ہوئے اسلامی احکام کے تحفظ اور اسلامی معاشرے کو سالم رکھنے کیلئے ایک عمومی شرعی فریضہ ہے اور صرف یہ توہم کہ اس کام کی وجہ سے منکر کو انجام دینے والا یا بعض لوگ اسلام کے بارے میں بدبینی کا شکار ہوجائیں گے، باعث نہیں بنتا کہ اس انتہائی اہم فریضے کو ترک کیا جائے۔

جو لوگ بیت المال کے بارے میں مالی بدعنوانی جیسی قانونی خلاف ورزیوں سے مطلع ہوتے ہیں ان کا فریضہ ہے کہ شرائط اور ضوابط کی رعایت کرتے ہوئے نہی عن المنکر کریں اور کسی بھی کام کیلئے اگرچہ بدعنوانی اور فساد کو روکنے کی غرض سے ہو رشوت اور غیر قانونی راستوں کو استعمال کرناجائز نہیں ہے ہاں اگر امر بالمروف اور نہی عن المنکر کے شرائط نہ ہوں تو ان کی کوئی ذمہ داری نہیں ہے مثال کے طور پر اگر انہیں خوف ہو کہ اس فریضے کو انجام دینے کی صورت میں افسران بالا کی طرف سے انہیں نقصان پہنچایا جائےگا تو ان کی ذمہ داری ساقط ہے البتہ یہ حکم ان موارد میں ہے کہ جہاں اسلامی حکومت نہ ہو لیکن جب ایسی اسلامی حکومت موجود ہے جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضے کو اہمیت دیتی ہے تو جو شخص اس فریضے پر قادر نہیں ہے اس پر واجب ہے کہ اس کے سلسلے میں ان متعلقہ اداروں کو اطلاع دے کہ جن کو حکومت کی طرف سے اس کام پر مامور کیا گیا ہے اور فاسد اور بدعنوان عناصر کہ جو مفسد اور بد عنوانی پھیلانے والے بھی ہیں کی بیخ کنی تک اپنی کوشش جاری رکھیں۔

منکر ہونے کے لحاظ سے منکرات کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے لیکن اس کے باوجود ہوسکتا ہے کہ بعض منکرات کی حرمت دوسرے بعض کے مقابلے میں شدید تر ہو بہرحال جس شخص کیلئے نہی عن المنکر کی شرائط کا ہونا ثابت ہو اس کیلئے یہ ایک شرعی فریضہ ہے اور اس کوترک کرنا جائز نہیں ہے اور اس حکم میں منکرات اور یونیورسٹی اور غیر یونیورسٹی کے ماحول کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔

متعلقہ افسران پر واجب ہے کہ وہ اسلامی ممالک کے بعض اداروں میں کام کرنے والے غیرملکی ماہرین کو شراب خوری اور حرام گوشت کھانے جیسے کاموں کو علی الاعلان انجام دینے سے اجتناب کرنے کا حکم دیں اور انہیں عمومی عفت کے منافی کاموں کی تو کسی صورت میں اجازت نہ دی جائے بہرحال ضروری ہے کہ ذمہ دار افسران اس سلسلے میں مناسب تدابیر اختیار کریں۔

مومن جوانوں پر واجب ہے کہ یونیورسٹیوں کے مخلوط ماحول میں بعض اوقات نظر آنے والی برائیوں میں مبتلا ہونے سے دور رہنے کے ساتھ ساتھ اگر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ممکن اور اس کی شرائط میسر ہوں اس فریضے کو انجام دینے کیلئے آگے بڑھیں۔

جن عورتوں کا کامل حجاب نہیں ہوتا ان کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا انہیں ربہ کے ساتھ دیکھنے پر موقوف نہیں ہے اس لئے انہیں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا واجب ہے ہاں ہر مکلف پر واجب ہے کہ وہ حرام سے اجتناب کرے خاص طور پر نہی عن المنکر کافریضہ انجام دیتے وقت۔

3ـ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی حدود

امر بالمعروف اور نہی از منکر کی حدود لوگوں کی کسی خاص صنف یا طبقے تک محدود نہیں ہیں بلکہ اس فریضے میں تمام اصناف و طبقات شامل ہیں جو شرائط کے حامل ہوں حتی کہ بیوی اور اولاد پر واجب ہے کہ اگر وہ شوہر یا ماں باپ کو کوئی حرام انجام دیتے ہوئے اور معروف کو ترک کرتے ہوئے دیکھیں تو شرائط موجود ہونے کی صورت میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کریں۔

توجہ

اگر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی شرائط اور موضوع موجود ہوں تو یہ تمام مکلفین کی شرعی ذمہ داری اور اجتماعی اور معاشرتی فریضہ ہے اور مکلف

کے مختلف حالات مثلا شادی شدہ اور غیر شادی شدہ ہونے سے اس میں کوئی فرق نہیں پڑتا ہے اور صرف غیر شادی شدہ ہونے کی وجہ سے یہ ذمہ داری ساقط نہیں ہوگی۔

4۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی شرائط

1۔ معروف اور منکر کا علم ہو

2۔ تاثیر کا احتمال ہو

3۔ گناہ پر اصرار کرے

4۔ مفسدہ نہ ہو

1۔ معروف اور منکر کا علم ہو

امر بالمعروف اور نہی از منکر کی پہلی شرط معروف اور منکر کا جاننا ہے یعنی امر اور نہی کرنے والا معروف اور منکر کی شناخت رکھتا ہو ورنہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اس کا وظیفہ نہیں ہے بلکہ یہ کام نہیں کرنا چاہئے کیونکہ ممکن ہے جہالت اور نادانی کی وجہ سے معروف سے نہی اور منکر کی طرف دعوت دے پس ایسے شخص کو نہی از منکر کرنا کہ جس کے کام کے بارے میں معلوم نہیں ہے کہ وہ حرام ہے یا نہیں مثلاً جو موسیقی وہ سن رہا ہے آیا وہ حلال موسیقی ہے یا حرام، واجب بلکہ جائز نہیں ہے۔

2۔ تاثیر کا احتمال ہو

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی دوسری شرط تاثیر کا احتمال ہے یعنی ضروری ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والے کو اپنے امر اور نہی کے اثر کرنے اور نتیجہ خیز ہونے کا احتمال ہو اگرچہ مستقبل میں ہی کیوں نہ ہو۔

توجہ

اگر افسران کیلئے یقینی طور پر ثابت ہوجائے کہ ادارے کے بعض ملازمین نماز پڑھنے میں کوتاہی کرتے ہیں یا بالکل نماز نہیں پڑھتے اور ان پر نصیحت اور راہنمائی کا بھی کوئی اثر نہیں ہوتا تو ان پر واجب ہے کہ شرائط کی رعایت کرتے ہوئے امربالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضے کو تسلسل کے ساتھ انجام دینے کی تأثیر سے غفلت نہ کریں اور امر بالمعروف کی تاثیر سے نا امید ہونے کی صورت میں اگر قانونی ضوابط کے مطابق انہیں ملازمت کی مراعات سے محروم کرنا مجاز ہو تو ان کے بارے میں اس کا اجرا کیا جائے اور ان کو بتایا جائے کہ انہیں اس الٰہی فریضے کی انجام دہی میں سستی اور کوتاہی کرنے کی وجہ سے ان مراعات سے محروم کیا گیا ہے۔

3۔ گناہ پر اصرار

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی تیسری شرط گناہ پر اصرار ہے یعنی ضروری ہے کہ گناہگار شخص گناہ کو جاری رکھنے پر اصرار اور ڈٹائی کا مظاہرہ کرتا ہو اور اگر معلوم ہو کہ یہ شخص امر و نہی کے بغیر خود ہی اپنی غلطی سے دستبردار ہوجائے گا یعنی معروف کو انجام دے گا اور منکر کو چھوڑ دے گا تو اسے امر اورنہی کرنا واجب نہیں ہے۔

4۔ مفسدہ نہ ہو

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی چوتھی شرط یہ ہے کہ اس میں کوئی مفسدہ نہ ہو یعنی ضروری ہے کہ امر و نہی میں کوئی مفسدہ اور خرابی نہ ہو لہذا اگر امر و نہی ان کے انجام دینے والے یا کسی دوسرے مسلمان کے لئے ضرر مثلا جانی، مالی یا عزت کو نقصان پہنچنے جیسے مفسدے کا باعث ہو تو امر و نہی واجب نہیں ہے البتہ مکلف کی ذمہ داری ہے کہ وہ اہمیت کو بھی ملحوظ خاطر رکھے یعنی ضروری ہے کہ وہ معروف ومنکر کے تمام موارد میں امر و نہی کو انجام دینے اور انہیں ترک کرنے کے مفسدے کے درمیان موازنہ کرے اور جو زیادہ اہم ہو اس پر عمل کرے۔

توجہ

اگر معاشرے میں نفوذ اور حیثیت رکھنے والے شخص کو امر بالمعروف اور نہی از منکر کرنے سے اس کی طرف سے قابل توجہ نقصان پہنچنے کا خوف ہو تو اسے امر و نہی کرنا واجب نہیں ہے اس شرط کے ساتھ کہ اس کے خوف کی وجہ عقلائی ہو لیکن مناسب نہیں ہے کہ انسان واجب کو ترک کرنے یا حرام کا ارتکاب کرنے والے کے صرف مقام کو دیکھتے ہوئے یا ا س کی طرف سے معمولی نقصان کے احتمال کے پیش نظر اپنے مومن بھائی کو تذکر دینے اور نصیحت کرنے سے اجتناب کرے۔ بہرحال کم اور زیادہ اہمیت کا خیال رکھنا لازم ہے۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی شرائط سے متعلق چند نکات

امر بالمعروف اور نہی از منکر اس صورت میں واجب ہے جب چاروں شرائط موجود ہوں لہذا اگر ان میں سے ایک شرط بھی کم ہو مثال کے طور پر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا مفسدے کا باعث ہو تو امر و نہی واجب نہیں ہے اگرچہ باقی شرائط موجود ہوں۔

امر بالمعروف اور نہی از منکر کرنے میں شرط نہیں ہے کہ امر ونہی کرنے والا شخص جس کا امر کر رہا ہے اس پر عمل کرتا ہو اور جس سے نہی کر رہا ہے اس سے اجتناب کرتا ہو یعنی گناہگار شخص پر بھی امر و نہی کرنا واجب ہے اور وہ اس عذر کی وجہ سے کہ خود گناہ کرتا ہے، اپنے آپ کو اس عظیم فریضے سے بری الذمہ نہیں کرسکتا (اوریہ بات کہ اسلامی منابع میں جو بعض افراد کی سخت مذمت کی گئی ہے کہ وہ خود عمل نہیں کرتے اور دوسروں کو عمل کرنے کا حکم دیتے ہیں یا یہ کہ خود گناہ کرتے ہیں اوردوسروں کو گناہوں سے روکتے ہیں تو یہ اس وجہ سے ہے کہ انہوں نے خود اپنے فریضے پر عمل کیوں نہیں کیا اس لئے نہیں کہ انہوں نے امر ونہی کیوں کیا ہے)

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں یہ شرط نہیں ہے کہ امر و نہی واجب کو ترک کرنے والے اور حرام کو انجام دینے والے کے بے آبرو ہونے یا احترام میں کمی آنے کا باعث نہ ہو اس بنا پر اگر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں اس کی شرائط اور آداب کا خیال رکھا جائے اور اس کی حدود سے تجاوز نہ کیا جائے اور اس کے باوجود یہ خلاف ورزی کرنے والے کے بے آبرو ہونے یا اس کے احترام میں کمی آنے کا باعث ہو تو کوئی اشکال نہیں ہے۔

تمرین

1۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے معنی اور حکم کیا ہے؟

2۔ اگر کسی ادارے کے ملازمین ادارے میں افسران بالا کی طرف سے اداری اور شرعی خلاف ورزیوں کا مشاہدہ کریں تو ان کا فریضہ کیا ہے؟

3۔ اگر یونیورسٹی میں معروف کو ترک کیا جا رہا ہو اور معصیت رائج ہو رہی ہو اورامر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی شرائط بھی موجود ہوں لیکن نیکی کا حکم دینے والا اور برائی سے روکنے والاشخص غیر شادی شدہ ہو تو کیا غیر شادی شدہ ہونے کی وجہ سے اس سے امر بالمعروف اور نہی از منکر کا فریضہ ساقط ہوجائے گا؟

4۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی شرائط بیان کریں۔

5۔ جس شخص کے کام کے بارے میں ہمیں معلوم نہیں ہے کہ حرام ہے یا حلال ، اسے نہی عن المنکر کرنے کا کیا حکم ہے؟

6۔ اگر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا واجب کو ترک کرنے والے یا حرام کا ارتکاب کرنے والے کی آبروریزی یا اس کے احترام میں کمی کا باعث تو حکم کیا ہے؟

سبق 77 : امر بالمعروف اور نہی عن المنکر (2)

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے مراحل اور مراتب۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے متفرق مسائل

5۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے مراحل اور مراتب

1۔ قلبی امر اور نہی

2۔ زبانی امر اور نہی

3۔ عملی امر اور نہی

توجہ

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے مراحل اور مراتب کی رعایت کرنا واجب ہے یعنی جب تک نچلے مرحلے سے مقصد حاصل ہوتا ہے بالاتر مرحلے میں داخل نہیں ہونا چاہئے۔

1۔ قلبی امر اور نہی

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا پہلا مرحلہ قلبی امر اور نہی یا دل سے امر اور نہی ہے۔ قلبی امر اور نہی سے مراد دل سے نفرت کا اظہار کرنا ہے یعنی مکلف کو چاہئے کہ منکر کو انجام دینے اور معروف کو ترک کرنے کے بعد بارے میں اپنی اندرونی نفرت اور ناپسندیدگی کو آشکار کرے اور اس طریقے سے معروف کو ترک کرنے والے یا منکر کو انجام دینے والے فرد کو معروف بجالانے اور منکر کو ترک کرنے پر آمادہ کرسکتے ہیں۔

2۔ قلبی امر اور نہی (رضایت اور نفرت کے اظہار) کے کئی درجے ہیں جب تک نچلے درجے اور آسان راہ سے امر اور نہی کرنا اور ہدف تک رسائی ممکن ہوتو بالاتر مراحل میں نہیں جانا چاہئے۔ یہ مراحل اور درجات شدید اور ضعیف ہونے اور انواع کے مطابق زیادہ ہیں ان میں سے بعض یہ ہیں ؛ تبسم، مسکراہٹ اور خندہ پیشانی سے پیش آنا، آنکھیں بند کرنا، حیرت کا اظہار کرنا، چہرے پر ہاتھ مارنا، ہاتھ یا سر سے اشارہ کرنا، سلام نہ کرنا، منہ پھیرلینا، بات چیت بند کرنا اور ناراض ہوکر تعلقات ختم کرنا۔

2۔ زبانی امر اور نہی

1۔ امر بالمعروف عن المنکر کا دوسرا مرحلہ زبانی امر اور نہی کرنا ہے۔ زبانی امر اور نہی سے مراد یہ ہے کہ مکلف کو چاہئے کہ بات چیت کے ذریعے منکر سے اجتناب اور معروف کو انجام دینے کا تقاضا کرے۔

2۔ زبانی امر اور نہی کے کئی درجات ہیں کہ جب تک نچلے مرحلے اور نرم لہجے میں بات کرکے ہدف حاصل ہونے کا امکان ہے بالاتر مرحلے کا اقدام نہیں کرنا چاہئے۔ یہ مراحل شدید اور ضعیف اور مختلف انواع کے لحاظ سے زیادہ ہیں۔ ان میں سے بعض یہ ہیں ؛ نصیحت کرنا، تذکر دینا، ہدایت کرنا، فوائد اور نقصانات کو گننا، بحث اور مناظرہ کرنا، دلیل کے ساتھ بات کرنا، سخت اور تند لہجے میں بات کرنا اور دہمکی آمیز گفتگو کرنا۔

3۔ عملی امر اور نہی

1۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا تیسرا مرحلہ ہاتھ کے ساتھ امر اور نہی کرنا ہے (طاقت کے استعمال سے کنایہ ہے) عملی امر اور نہی سے مراد یہ ہے کہ مکلف کو زور و زبردستی اور طاقت استعمال کرکے منکر کو انجام دینے اور معروف کو ترک کرنے سے روکنا چاہئے۔

2۔ عملی امر اور نہی کے کئی مراحل اور درجات ہیں کہ جب تک نچلے درجے اور آسان طریقے سے نتیجہ مل سکتا ہے، شدید تر مرحلے میں داخل نہیں ہونا چاہئے۔ یہ درجات شدید اور ضعیف ہونے اور انواع کے لحاظ سے زیادہ ہیں۔ ان میں سے بعض یہ ہیں ؛ مانع بن کر راستہ روکنا، گناہ کے وسائل سے محروم کرنا، پیچھے دھکیلنا، مضبوطی سے ہاتھ پکڑنا، نظربند کرنا، سخت گیری کرنا، مارنا پیٹنا، درد میں مبتلا کرنا، رخمی کرنا، عضو کو توڑدینا، ناکارہ بنانا، معذور کرنا، قتل کرنا۔

توجہ

اس چیز کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ اسلامی حکومت کے دور میں زبانی امر ونہی کے بعد والے مراحل کو پولیس اور عدالتوں کے سپرد کیا جاسکتا ہے خاص طور پر جب گناہ کو روکنے کے لئے فعل حرام کا ارتکاب کرنے والے کے خلاف طاقت کا استعمال کرتے ہوئے اس کے مال میں تصرف کرنے، اسے سزا دینے اور محبوس کرنے جیسے کاموں کے علاوہ کوئی چارہ نہ ہو تو ان حالات میں ایسی اسلامی حکومت اور اقتدار کی وجہ سے مکلفین پر واجب ہے کہ و ہ (قلبی اور) زبانی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر اکتفا کریں اور جب طاقت کے استعمال کی ضرورت ہو تو مسئلے کو پولیس اور عدلیہ کے حوالے کر دیں لیکن جس جگہ اور جس وقت اسلامی حکومت نہیں ہے وہاں مکلفین پر واجب ہے کہ شرائط کے ہوتے ہوئے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے مراحل کی ترتیب کا خیال رکھتے ہوئے مقصد کے حصول تک تمام مراحل کو انجام دیں۔

یہ جو کہا جاتا ہے کہ اسلامی نظام میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے سلسلے میں لوگوں کی ذمہ داری قلبی اور زبانی امر ونہی پر اکتفا کرنا ہے اور دیگر مراحل متعلقہ عہدیداروں کے ذمے ہیں یہ فقہی فتوا ہے (حکومت کی طرف سے حکم نہیں ہے)

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے مراحل کے بارے میں چند نکات

شرعاً مسلمان کے سلام کا جواب دینا واجب ہے لیکن اگر نہی عن المنکر کے ارادے سے فعل حرام کا ارتکاب کرنے والے کے سلام کا جواب نہ دینا عرف کے مطابق نہی عن المنکر کا مصداق ہو تو یہ کام جائز ہے۔

جو لوگ حکومت کی طرف سے مفاسد اور منکرات کو روکنے پر مأمور ہیں اگر وہ اپنے فریضے کی ادائیگی میں کوتاہی کریں تو دیگر لوگوں کیلئے ان امور میں مداخلت کرنا جائز نہیں ہے کہ جو پولیس اور عدلیہ کے فرائض میں آتے ہیں لیکن حدود اورشرائط کا خیال رکھتے ہوئے لوگوں کی جانب سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر انجام دینے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

اگر ڈرائیور گاڑی میں حرام موسیقی اور گانے کے کیسٹ چلائے تو نہی از منکر کی شرائط کی شرائط موجود ہونے کی صورت میں اسے نہی عن المنکر کرنا ضروری ہے البتہ زبانی نہی عن المنکر سے زیادہ کچھ واجب نہیں ہے اور اگر اسے منع کرنے کا کوئی اثر نہ ہو تو واجب ہے کہ حرام موسیقی اور گانے کو سننے سے اجتناب کرے اور اگر غیر ارادی طور پر حرام موسیقی اور گانے کی آواز کانوں میں پڑ جائے تو اس پر کچھ نہیں ہے۔

ہسپتال میں نرسنگ کا مقدس فریضہ انجام دینے والی خاتون اگر دیکھے کہ ہسپتال میں بعض مریض رکیک اور حرام موسیقی سنتے ہیں اور ان پر نصیحت کا بھی کوئی اثر نہیں ہوتا چنانچہ اگر وہ اس حرام کو روکنے کیلئے کیسٹ کے باطل مواد کو مٹانا چاہے تو اس کیلئے یہ جائز ہے لیکن اس کام کیلئے مالک یا حاکم شرع سے اجازت لینا ضروری ہے۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی نیت سے لوگوں کے گھروں کے اندر مداخلت کرنا جائز نہیں ہے بنابراین اگر بعض گھروں سے موسیقی کی بلند آواز مؤمنین کے لئے اذیت کا باعث ہو تو ان کے گھر کے اندرمداخلت نہیں کرنا چاہئے۔ (بلکہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی شرائط اور مراحل کی رعایت کرتے ہوئے قلبی اور زبانی نہی عن المنکر کرے اور اثر نہ ہو تو پولیس کو اطلاع دے)

اگر انسان کا کوئی رشتہ دار گناہ کا ارتکاب کرے اوراس کے سلسلے میں لاپرواہوجائے تو ضروری ہے کہ اس کے غیر شرعی کاموں سے نفرت کا اظہار کرے اور ہر برادرانہ طریقے سے جو مفید اور موثر ہو، اسے نصیحت کرے لیکن قطع رحمی کرنا جائز نہیں ہے ہاں اگر احتمال ہو کہ وقتی طور پر اس کے ساتھ معاشرت ترک کرنے سے وہ گناہوں کے ارتکاب سے باز آئے گا تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے عنوان سے یہ کام واجب ہے۔

توجہ

ہر مکلف پر واجب ہے کہ وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی شرائط، مراتب اور واجب ہونے اور نہ ہونے کے مواردکو یاد کرےتاکہ امر و نہی کرتے وقت کہیں خود منکر اور خلاف ورزی میں مبتلا نہ ہوجائے ۔

6۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے متفرق مسائل

1۔ جو لوگ ماضی میں شراب نوشی جیسے حرام کاموں میں مرتکب ہوتے تھے، ان کا معیار ان کی آج کی حالت ہے اگر جو کچھ پہلے انجام دیتے تھے اس سے توبہ کی ہے تو ان کے ساتھ رہنا دوسرے مؤمنین کے ساتھ رہنے کی طرح ہے لیکن جو آج بھی حرام حرام میں مرتکب ہوتا ہے اس کو نہی عن المنکر کرتے ہوئے اس کام سے روکنا چاہئے اور اگر اس سے دوری اختیار کئے بغیر حرام کام سے اجتناب نہ کرے تو نہی عن المنکر کے عنوان سے اس سے تعلقات منقطع کرنا اور میل جول ختم کرنا واجب ہے۔

2۔ سونا پہننا اور اس کو گلے میں ڈالنا مرد کے لئے بہ طور مطلق حرام ہے اور ایسے کپڑے پہننا جن کی سلائی یا رنگ وغیرہ عرف کی نظر میں غیرمسلموں کی جانب سے حملہ آور ثقافت کی تقلید اور ترویج شمار ہوجائیں تو جائز نہیں ہے اسی طرح ان زیورات کا استعمال جو اسلام اور مسلمانوں کے دشمنوں کی ثقافتی یلغار کی پیروی شمار کیا جائے تو جائز نہیں ہے اور دوسروں پر واجب ہے کہ اجنبیوں کی ثقافتی تقلید کے ان نمونوں کے مقابلے میں زبانی نہی عن المنکر کریں۔

3۔ جو شخص بے نمازی سے معاشرت پر مجبور ہو اور بعض اوقات کچھ کاموں میں اس کی مددکرتا ہو، اس کا وظیفہ ہے کہ شرائط موجود ہوں تومسلسل امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرے اور اس کے علاوہ اس کا کوئی اور وظیفہ نہیں ہے اور اگر اس کی مدد کرنا اور اس کے ساتھ رہنا نماز ترک کرنے کی زیادہ حوصلہ افزائی کا سبب نہ بنے تو کوئی اشکال نہیں ہے۔

4۔ جس عورت کا شوہر دینی مسائل کوزیادہ اہمیت نہیں دیتا ہے مثلاً نماز نہیں پڑھتا ہے تو اس کا فریضہ ہے کہ ہر ممکنہ طریقے سے اس کی اصلاح کیلئے کوشش کرے اوربد اخلاقی اور ناسازگاری پر مشتمل ہر قسم کے سخت رویے سے پرہیز کرے اور مطمئن رہے کہ دینی مجالس میں شرکت اور دیندار گھرانوں کے یہاں آنا جانا اس کی اصلاح کے سلسلے میں زیادہ موثر ہے۔

5۔ اگر کوئی مسلمان مرد قرائن کے ذریعے مطلع ہوجائے کہ اس کی بیوی خفیہ طور پر غیر اخلاقی حرکتوں میں ملوث ہوتی ہے تو اس پر واجب ہے کہ بدگمانی اور گمان کا فائدہ دینے والے قرائن و شواہد سے پرہیز کرے اور اگر ایسے فعل کا ارتکاب ثابت ہوجائے کہ جو شرعاً حرام ہے تو واجب ہے کہ نصیحت اور نہی عن المنکر کے ذریعے اسے روکے اور اگر نہی عن المنکر کا اثر نہ ہو تو (حرام کام کو) ثابت کرنے والے دلائل اس کے پاس موجود ہوں تو عدالت کی طرف رجوع کرسکتا ہے۔

6۔ اگر علمائے کرام کیلئے ثابت ہوجائے کہ ظالم حکمرانوں کے ساتھ میل جول رکھنا انہیں ظلم سے باز رکھنے کا سبب بنتا ہے اور انہیں نہی عن المنکر کرنے میں مؤثر ہے یا ایسا اہم مسئلہ درپیش ہو جس کی پیروی کے سلسلے میں ظالم کے یہاں جانا ضروری ہو تو اس میں اشکال نہیں ہے۔

تمرین

1۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے مراحل اور مراتب کو بیان کریں۔

2۔ کیا فعل حرام کے مرتکب ہونے والے کے سلام کا جواب نہ دینا جائز ہے؟

3۔ اگر حکومت کی طرف سے منکرات کو روکنے پر مأمور افراد اپنے فریضے کو انجام دینے میں کوتاہی کریں تو کیا عوام خود یہ کام کرسکتے ہیں؟

4۔ اگر کوئی رشتہ دار گناہ کا ارتکاب کرے اور اس کے سلسلے میں لا پروائی کا مظاہرہ کرے تو اس سے تعلقات برقرار رکھنے کے حوالے سے ہمارا کیا وظیفہ ہے؟

5۔ جو لوگ ماضی میں شراب خوری جیسے حرام کاموں کا ارتکاب کرتے رہے ہیں ،ان کے ساتھ رابطہ کیسا ہونا چاہیے؟

6۔ اگر شوہر نماز اور دیگر دینی مسائل کو اہمیت نہ دیتا ہو تو اس کے بارے میں بیوی کا فریضہ کیا ہے؟